ثناء اللہ کے رسالہ اتباع سلف کی رد و تکذیب

اور

اسکے جواب نصیحتنامہ نمبر ۵ مندرجہ نمبر ۱۱ و نمبر ۱۶ جلد ۳۳ اشاعۃ السنۃ کی تائید و تصدیق

مین

علماء اہلسنت اہلحدیث و حنفیہ کے شہادات و تحریرات

واقعی مصداق

حدیث

اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

واصلی مورد ع

کہتی ہے ہم کو خلق خدا غائبانہ کیا

پہلے مجھو دیکھو اور ایک تمہید سن لو

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے رسالہ مذکورہ میں تیس نفر کی (جن میں صرف بعض اشخاص تو ایسے ہیں جو کتابی علم (مگر بلا فہم) رکھتے ہیں اور اکثر صرف نام کے علماء ہیں درسی کتابیں بھی پوری نہیں پڑھے اور بعض نام کے بھی علماء نہیں بلکہ باعتراف خود عامی ہیں) رائیں و تحریرات خود حاصل کیں پھر اُن کو حدیث مذکور و مصرع مزبور کا مصداق بنایا اور اپنے دام افتادہ عوام کو دھوکہ دیا اور دو کذب و مغالطہ کا ارتکاب کیا۔

(۱) انکی تحریرات غائبانہ شہادات ہیں وہ خود کسی سے خواستگار شہادت نہیں اور نہ کسی کے

پاس گیا۔ اور نہ بذریعہ مکتوب (جو نصف الملاقات کہلاتا ہے) اس شہادت کو حاصل کیا۔

(۲) جن جن اشخاص نے وہ شہادات دی ہیں وہ سب کے سب علمای کرام ہیں جن کے نام کے نام کے ساتھ لفظ جناب اور مولانا لگا کر اس نے دھوکہ دیا ہے۔

نمبر اول کا کذب ہوتا تو ظاہر ہے محتاج بیان نہیں ہی جس حالت میں اس نی یہ شہادت خود کی کے پاس جا کر یا خط و رسالہ بھیجکر حاصل کی ہے تو یہ شہادت غائبانہ کیونکر اور کیسے ہوسکتی ہی

نمبر دوم کے کذب ہونے پر یہ دلیل کافی و وافی ہے کہ ان سب اشخاص سی بعض اشخاص (جیسے نمبر ۳۴) اپنی تحریرات میں خود معترف ہیں کہ وہ عالم نہیں عامی ہیں اور شہداء اللہ فی الارض سے بھی کوئی انکو مولوی یا عالم نہیں کہتا اور بعض (جیسے نمبر ۱۷) انکے واقف جانتے ہیں کہ علم جوتہ و سلیپر فروشی کے علاوہ کسی علم معروف صرف و نحو و معانی و بیان و حدیث و تفسیر کے عالم نہیں جسکو شک ہو وہ دہلی سے انکا کمال دریافت کرسکتا ہے وعلی ہذا القیاس اور کئی ہیں جن کو امرتسری نے علمائے کرام میں داخل کیا ہے ان تیس نفر کے مقابلہ میں یہ خاکسار ایک سنو اشخاص علمار کی شہادت پیش کرتا ہے جن میں چالیس کا علمار کا ہوتا تو مسلم کل ہے اور بعض کا علمار ہوتا امرتسری نے بھی مانا ہوا ہے اور طرفہ یہ کہ بعض اسکے مصدقین رسالہ میں سی ہیں اور باقی ماندہ علمار قرآن حدیث ہونا انکی شبانروزی شغل و درس سی ثابت ہے ان سب کی شہادت شہادت غائبانہ ہونا اور واقعی مصرعہ مذکور کا مصداق ہونا اس دلیل سے ثابت ہے کہ ان شہادات کو خاکسار نے بذات خود حاصل نہیں کیا نہ خود انکے پاس پہنچا اور نہ بذریعہ مکتوب (نصف الملاقات) انکی شہادت کو حاصل کیا بلکہ ایک اور[1] ہی مولوی صاحب نے ان حضرات سے حاصل کرکے خاکسار کے پاس بھیجدیا ہے اور اس وجہ سے اس شہادت کو غائبانہ شہادت اور اس مصرعہ کا مصداق ٹھہرایا جاوے تو بجا ہے۔ انہی مولوی صاحب نے ان شہادات میں سے شہادت اول کو تمامہ و بالفاظ درج رسالہ کرنے کا مشورہ دیا ہے اور باقی شہادات میں چونکہ اس شہادت اول کے مضامین کا اعادہ تھا اسلیے انہیں اختصار عمل میں لاکر قدر ضرورت انتخاب کردیا جو انہی کے اختصار و انتخاب کے مطابق درج رسالہ کیا جاتا ہے۔ صرف نمبر ۳۵ تحریر مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم

[1] وہ مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم غزنوی ہیں جن کا دستخطی اختصار خاکسار کے موجود ہے جو چاہے ملاحظہ کرسکتا ہے۔

پوری میں اس انتخاب میں چند فقرات انکی ایک اور تحریر کا اضافہ خاکسار نے کر دیا ہے جسکا بیان نمبر ۳۵ پر ہوگا۔

نمبر اول

تحریر مولوی ابوالبرکات محمد برکت اللہ صاحب گیاوی رس دوم مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ عظیم آباد

بعد الحمد والصلوۃ نمبر (۱) بندہ نے رسالہ اتباع سلف اور اس کا جواب دونوں کا مطالعہ کیا مجیب[1] بیب نے جو خدشات و تعقبات کیے ہیں وہ بہت چسپاں ہیں۔ للہ درہ (زہے) حضرت رسول اللہ صلعم کے زمانہ مبارک میں جب کسی شخص کو کوئی شبہ ہوتا تو وہ حضرت صلعم سے حل کر لیتے تھے قرآن و حدیث نبوی کے فہم مطلب میں کسی قسم کا شک آن پڑتا تو حضرت صلعم سے دریافت کر لیتے تھے اور حضرت صلعم کے فرمودہ برحق جانتے تھے کیونکہ خدا ہی نے قرآن میں فرما دیا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور آیت وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی نازل فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ رسول اللہ صلعم کا فرمودہ شک و شبہ کا محل نہیں (باستثنا امور دنیوی) پس یہی تعامل زمانہ نبوی میں برابر رہا اور اب بھی ہے کہ حدیث مرفوع قابل حجت کے مقابل کسی اور کی سماعت نہیں کا ثنا من کان ہاں نبی صلعم نے اپنے مابعد کے لوگوں میں اختلاف آرا ہونے کو محسوس فرمایا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرَی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا یعنے میری بعد جو زندہ رہیگا وہ بڑا اختلاف دیکھیگا تو آپ کو بطور حفظ ماتقدم ایک ایسے امر بتانے کی حاجت جو بعد زمانہ نبوی حبل المتین ہو اور اس کا اعتصام اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول سے ہٹتا نہ ہو اور وہ امر دراصل اتباع صحابہ تھا کیونکہ خداوند کریم نے مختلف مقاموں میں انکی محامد اور اوصاف بیان کیے ہیں اور یہ بھی فرما دیا ہے واتبع سبیل من اناب الی اور ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا پس آپنے خدائی تعلیم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کو پیش رکھ کر اتباع و اطاعت صحابہ کو مابعد والوں پر واجب اور

[1] خاکسار ہیچ کار کو مراد رکھتے ہیں (ایڈیٹر)

اور ضروری قرار دیا اور اُس کی فہمائش و نصیحت کی فرمایا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواخذ یعنے جب تم اختلاف دیکھو تو میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر چلو اور اس کو کبھی نہ چھوڑو مشکوۃ شریف میں ہے عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین بعدی ابی بکر و عمر (ترجمہ) حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تم میں کب تک ٹھہرونگا پس میرے بعد ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا۔ اور مشکوۃ میں ہے قال رسول اللہ صلعم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ (ترجمہ حضرت صلعم نے فرمایا بیشک اللہ نے عمر کے دل و زبان پر حق بات رکھی ہے اور مشکوۃ میں یہی ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب رضؓ یعنے حضرت صلعم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر ہوتے اور امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہی عنقریب میری امت میں تہتر فرقے ہو جاوینگے وہ سب کے سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ نہ ہوگا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہے فرمایا ما انا علیہ واصحابی یعنے جو میری طریقہ اور اصحاب کے طریقہ پر ہوگا انتہے اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ جب خیر القرون کا زمانہ ختم ہو چکا۔ اور شر القرون کا زمانہ آیا۔ تو حسب فرمان نبوی صحابہ کا دامن تھامنا چاہیے ہاں اسمیں بھی اہل حق کو کوئی شک نہیں کہ صحابہ میں تفاوت مراتب و درجات ہے سبھی ایک درجے کے نہیں اول درجہ میں شیخین ہیں اسیواسطے حضرت صلعم نے پرزور لفظوں میں صراحتاً فرمایا فاقتدوا بالذین بعدی ابی بکر و عمر یعنے میری بعد ابو بکر و عمر کی پیروی کرو درجہ دوم ختنین ہیں اور فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین میں یہ بھی داخل ہیں۔ درجہ سوم مابقی صحابہ ہیں اور ما انا علیہ واصحابی میں شامل ہاں بوقت اختلاف صحابہ جو قول نظر انصاف اور حق و تقوی و دین میں ارجح معلوم ہو وہی عمل میں ارجح رہیگا مگر ان سے باہر ہو کر اپنی نفس کو دخل دینا معیوب امر ہی۔ اور بقول حافظ ابن قیم مرحوم کے جسکو مولوی ثناء اللہ نے بیان فرمایا ہے ناجائز ہے اسیواسطے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ بعد زمانہ نبوی تابعین کو صحابہ کرام کا دامن تھامی رہنے کے لیے تاکید مزید کرتے تھے اور فرماتے من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا تؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد کانوا افضل ھذہ الامۃ وابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم

وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم یعنے صحابہ کے طریقے پر چلو اسی میں امن ہے یہ لوگ امت محمدیہ میں افضل تھے نیک دل بڑے علم والے بے تکلف لوگ تھے۔ افسوس اس زمانہ میں یہ اوصاف عنقا صفت ہیں) خدا تعالے نے انکو اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کے لیے انتخاب کر لیا انکے فضل کو پہچانو انکے قدم بقدم چلو جہانتک ہو سکے انکے اخلاق اور سیر کے رنگ میں رنگ جاؤ یہ لوگ ہدایت مستقیم پر تھے۔ بعد صحابہ کے تابعین اور تبع تابعین کی پیروی ہے اور جو دینی باتیں صحابہ سے پتہ نہ لگیں ان میں انکی اتباع ضروری ہے حضرت صلعم نے فرمایا ہے اکرموا صحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب ازیں قبیل اور عبارتیں ہیں غرضکہ سلف صالحین کی اطاعت واجب اور ضروری ہے۔ شکر خدا کا کہ یہ مضمون خدا تعالے نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے نوک قلم سے بھی نکلوا دیا ہے رسالہ اتباع سلف کے دیباچہ میں لکھتے ہیں (سلف صالحین انکی اطاعت سب مسلمانوں پر فرض ہے انکا اتباع رسول کا اتباع ہے) اور جناب حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری تقریظ فرماتے ہیں (پس درحقیقت سلف صالحین کی یہ اطاعت رسول اللہ صلعم کی اطاعت ہے اور رسول اللہ صلعم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالی کی اطاعت باستقلال ہے) ہاں یہ بات قابل یادداشت ہے کہ اتباع سلف روایت اور درایت دونوں میں ضروری ہے یا محض روایت میں کیونکہ سلف صالحین کی درایت من القرآن والاحادیث جید اور زیادہ معتبر ہے نور الانوار میں موجود ہے فرای الصحابی اقوی من رای غیرھم لانھم شاھدوا احوال التنزیل واسرار الشریعۃ فلھم مزیۃ علی غیرھم اور اگر محض روایت میں ضروری ہے درایت میں نہیں تو حضرت صلعم کا تہتر فرقے بیان فرمانا اور فرقہ ناجیہ ما انا علیہ واصحابی کو بتانا کوئی معقول بات نہیں معلوم ہوتی دراصل یہ ہے کہ درایت ہی کے اعتبار سے تہتر فرقے ہوئے اور درایت صحابہ والا فرقہ ناجیہ قرار دیا گیا۔ اور درایت کی پیروی برابر خلف اہلسنت والجماعت کرتے چلے آئے ہیں نہ یہ کہ سلف کو چھوڑ کر اپنے فہم و فراست کو دخل دیا ہو شاذ کالمعدوم۔ جیسا مولوی ثناء اللہ صاحب سمجھ رہے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں اور اپنے رسالہ کے متعدد مقامات میں خلف کا اختلاف سلف سے بتایا ہے حالانکہ ایسا نہیں غور کرنے پر وہاں اختلاف ہی نہیں اگر بالتفصیل بتاؤں تو ایک رسالہ بن جاوے اور یہ بھی بتایا ہے کہ احناف روایت سلف کو مانتے ہیں مگر درایت کو نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ہرگز ایسا

نہیں کرتے بلکہ روایات سلف میں سے بعض کو بعض پر ترجیح بتاتے ہیں اور وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں ۳ مولوی ثناء اللہ صاحب اس آیت کریمہ کو نقل کرتے ہیں والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه اور فرماتے ہیں یہ آیت بتلا رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی جو خلف پر لازم ہے اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص اور وفاداری میں ہے نہ جزئیات میں بھلا بتلائیے تو کس لفظ کے معنی اخلاص اور وفاداری کے لیے گئے کون لفظ اس معنے پر دلالت کرتا ہے کیا احسان کا لفظ سبحان اللہ اور نہ کوئی وجہ دلالت بیان کی گئی بلکہ مفسرین تو کچھ اور بولتے ہیں تفسیر جلالین میں ہے والذين اتبعوهم الى يوم القيمة باحسان فى العمل رضى الله عنهم بطاعته ورضوا عنه بثوابه بیضاوی میں ہے من اتبعوهم بالايمان والطاعة الى يوم القيمة اور خدا تعالے نے فرمایا ہے ويتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا یہاں سے تو صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کے طریقے پر چلنا چاہیے اور نہ چلنے والے پر سخت وعید خداوندی ہے کہ ہم اس کو جہنم میں جھونکیں گے المؤمنین جو معہود بلام عہد ہے اسکے افراد کاملہ یہی حضرات ہیں پھر کیونکر انکے مقابلے میں ہم اپنے کو دخل دے سکتے ہیں اور نہ کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ سبیل سے مراد وہی اخلاص اور وفاداری ہے اور بس اور اسی کے ترک پر جہنم میں جاویں گے جزئیات کو کچھ دخل نہیں ۴ فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين سے اتباع صحابہ کا وجوب ظاہر ہے اور نور الانوار کی اس عبارت کو والمعرفة اذا اعيدت معرفة كانت الثانية عين الاولى پیش کرنا اور اس سے یہ ثابت کرنا کہ یہاں دونوں سنت سے سنت نبوی مراد ہے ایک لاطائل امر ہے اولاً نور الانوار میں خاص معرفہ یعنے معرفہ باللام کا حکم بیان کیا گیا ہے نہ عام معرفہ کا لگے کی عبارت ملاحظہ ہو لان اللام يشير الى معهود مذكور فيما سبق ومثال هاتين القاعدتين قوله تعالى فان مع العسر يسرا ان مع العسر يسرا اور اس حدیث میں لفظ سنت معرف باللام نہیں۔ ثانیاً اہل علم پر ظاہر ہے کہ معرفہ جب اپنی سابقہ حالت پر بلا تغیر و تبدل اعادہ کیا جاوے تو عین اول مراد ہوتا ہے اور یہاں ایسا نہیں یہاں تغائر اضافت ہے باوجود تغائر مضاف اتحاد مضاف کتب اصول سے ثابت نہیں اور کیونکر ہو کیا جاء غلام زید وغلام بکر کا یہی مطلب لیں گے کہ دونوں غلام ایک ہی ہے اور وہی ایک آیا شائد یہی بات دل میں کھٹکتی ہو جو نور الانوار کی عبارت

منقولہ بالا کا ترجمہ مولوی صاحب نے یوں کیا ہے معرفہ جب دوبارہ معرفہ کی شکل میں آوے تو تو مصداق دونوں کا ایک ہوتا ہے حالانکہ صحیح ترجمہ یوں ہے معرفہ جب دوبارہ اسی طرح پر معرفہ رہکر آوے تو مصداق دونکا ایک ہوتا ہے مگر ہاں آپ قائل دلیل نہیں کما لا یخفی ثالثا نور الانوار میں اسی مقام پر یہ عبارت بھی لکھی ہے وقد تعاد المعرفۃ مع المغایرۃ کقولہ تعالی وھو الذی انزل الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب پھر باوجود تغائر اضافت اسی پر کیوں نہ محمول کیا جاویگا۔ اور جسوقت ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول خیال کرتے ہیں یعنی من کان مستنا فلیستن بمن قد مات تو فوراً پتہ لگجاتا ہے کہ سنۃ الخلفاء الراشدین سے مراد غیر سنت نبوی ہے ورنہ یوں صاف فرماتے من کان مستنا فلیستن بالنبی صلعم اگر یوں کہدیا جاوے کہ عبداللہ بن مسعود صحابی نہیں سمجھے تو خیر اور حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم کو مولوی ثناء اللہ صاحب تسلیم کرتے ہیں مگر صرف اخلاص میں اقتدا مراد لیتے ہیں نہ جزئیات میں مگر یہ سراسر تحکم ہے کیا بلا جزئیات محض اخلاص سے لوگ ہدایت یاب ہو جائیں گے آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام (اہلحدیث کا مذہب) اسمیں یہ عبارت موجود ہے۔ اہلحدیث کا مذہب ہے کہ دین کے چار اصول ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہد سوال یہ وارد ہوتا ہے کہ اب مولویصاحب اہلحدیث کا کیوں مذہب چھوڑتے ہیں اور یہ کہہ کر کہ قرآن اور حدیث میرا مذہب ہے اور بس کون مذہب اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اس رسالہ میں آگے یہ عبارت بھی درج ہے۔ دیکھو اصول شاشی۔ حسامی نور الانوار۔ توضیح تلویح مسلم الثبوت وغیرہ ان حوالجات کتب اصول سے جو امر مستنبط اور مفہوم ہوتا ہے وہی ہمارا مذہب ہے لیجئے آپ نور الانوار ہی پر فیصلہ ہو جائے اور اس میں صحابہ اور تابعین کے بارے میں جو اصول قرار دیا گیا ہے اسکو مان لیا جاوے صحابہ کے حق میں لکھا ہے تقلید الصحابی واجب یترک بہ القیاس اور اسکی وجہ بھی بیان کی ہے۔ اور تابعی کے حق میں ہے واما التابعی فان ظھرت فتواہ فی زمن للصحابۃ کثیر کان مثلھم عند البعض وھو الاصح فیجب تقلیدہ اور ان عبارات مذکورہ سے کہیں خصوصیت وفاداری اور اخلاص بھی نہیں پائی جاتی بلکہ اسکے برعکس صراحتاً آگے لکھا ہے فرای الصحابی اقوی من رای غیرھم لانھم شاھدوا احوال التنزیل واسرار الشریعۃ فلھم مزیۃ علی غیرھم غرض کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے رسالہ اتباع سلف میں لغزشیں ہوئی ہیں۔ لاریب فیہ ہے کہ جناب حافظ

عبداللہ غازی پوری کہنہ میٹھی دمجہ کو امور زوائد سے بحث نہیں) اور جناب مولینا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی گرفت بیجا نہیں جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دستخط ابوالبرکات محمد برکت اللہ گیاوی

نمبر دوم

تصدیق مولوی عبدالحکیم صاحب امام واعظ اہلحدیث پٹنہ صادق پوری

الجواب حق عند عبدالحکیم صادق پوری عفی عنہ ۱۹۔ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ ہجری

نمبر سوم

تصدیق وتحریر مولوی عبدالرحیم صاحب عظیم آبادی صادق پوری رئیس اعظم اہل حدیث پٹنہ

نحمدہ ونصلی للہ در المجیب ثم للہ در المجیب ما احسن ما اجاب مولوی عبدالرحیم صاحب نے اس تصدیق تحریر مولوی محمد ابوالبرکات صاحب کے علاوہ مفصل تحریر بھی تکذیب رسالہ اتباع سلف تصدیق نصیحت نامہ نمبرہ میں ارقام فرمائی جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے میری رائے میں متبوع بالذات ومطاع اصل ذات خداوند تعالیٰ ہے۔ کیونکہ وہ ہمارا خالق ہے اور میں اس کا مخلوق مجھ پر اسی کی اطاعت وحکم برداری فرض ہے اور محض اسی کی لا غیر اسکے بعد رسول اکرم صلعم کی کیونکہ مہبط وحی ہیں۔ مجھ پر جو کچھ حکم آیا ہے وہ انہی کے ذریعہ سے آیا ہے ان کو بفحوائے آیت کریمہ وما ینطق الھوی معصوم سمجھتا ہوں۔ درجہ سوم اتباع صحابہ بفحوائے حدیث شریف ما انا علیہ واصحابی واجب سمجھتا ہوں۔ جیسا آپ نے اسی رسالہ صفحہ چودہ کے آخر میں حافظ ابن قیم رح کا مذہب لکھا ہے ٹھیک وہی ہے اہلسنت والجماعت کا معنے بھی یہی ہے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں چھیالیس دلیلیں لکھی ہیں۔ اتباع صحابہ پر۔ مگر میری نزدیک اسکے اضعافا مضاعفہ موجود ہیں از انجملہ سورہ فاتحہ جس کو ام القران کہتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے ہم کو دعا کا طریقہ بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ یوں دعا کیا کرو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پس پہلا جملہ تو دعا ئیہ ہے وہ خدا تعالےٰ سے سیدھی راہ طلب کرتا ہے۔ دوسرے جملہ کی کوئی

ضرورت نہین۔ کیونکہ خدا کو بتانا کہ سیدھی راہ وہ ہے یہ عبث کام ہے۔ اس آیت سے مطلوب ہم کو بتانا ہے کہ سیدھی راہ وہی ہے جس پر اَنعَمتَ عَلَیہِم کا عمل ہو رہا ہے اور انعمت علیہم کی تفصیل و تفسیر خداوند کریم نے خود دوسری جگہ فرمایا ہے من النبیین والصدیقین و الشہداء والصالحین پس نبی تو درجہ دوم میں آگئی اور درجہ سوم میں صدیق والشہداء و صالحین ہیں۔ اور اسکے فرد کامل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ پس کریمہ ہم کو بتا رہی ہے انکی اتباع کو فرض ولازم سمجھو۔ پس جبکہ حدیث صحیح و صریح موجود ہو ہم کو اتباع رسول کرنا چاہیے لاغیر۔ اور جس جگہ کہ حدیث صریح نہ ہو اور وہ چند پہلو لئے ہوئے ہو اور وہاں درایت کی ضرورت ہے تو وہاں ہم کو درایت صحابہ ماننا پڑیگا اسی طرح پر جیسا کہ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین اس میں بھی المومنین کے الف ولام کیطرف خیال کیجیے تو آپ کو رمولوی ثناء اللہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس سی بھی یہی صحابہ کرام ہی مراد ہیں

انا العبد الراجی الی رحمۃ الکریم عبد الرحیم الزیدی الہاشمی ۵ شوال ۱۳۲۸ھ

نمبر چہارم

تحریر مولوی عبد الباسط صاحب مدرس اول مدرسہ اصلاح المسلمین ٹینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امور دین میں اتباع سلف صالحین جن کا صلاح و تقوی منصوص علیہ ہے ایسا امر ضروری و مہم بالشان ہی کہ حضرت فخر الانبیا سید المرسلین صلعم ہی باوجود فخر رسالت کی اپنے سلف صالحین انبیاء سابقین کے اتباع کے لیے مخاطب و مامور تھے اُولٰئِکَ الَّذِینَ ھَدَی اللہُ فَبِھُدٰھُمُ اقتدہ جیسا کہ جناب رسول کریم صلعم نے اپنے سلف صالحین کے تبع تھے باتباع آپکے ہم لوگوں کو بھی اپنے سلف صالحین خصوصا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع و اقتدا ضروری ہے من یعش منکم یعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ ترک تقلید شخصی وعمل بالحدیث کا نام آزادی محض واطلاق عنان نہیں ہے شعر

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن

احقر انام محمد عبد الباسط عفی عنہ محلہ بانکی پور عرف کفایت حسین مدرس اول مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

نمبر پنجم

تحریر مولوی عبد الجلیل صاحب مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین بمقام پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد انی رایت کتابک المستطاب الذی صنفتہ فی تردید رسالہ اتباع السلف لاریب فیہ ولا ارتیاب فوجدتہ فی ابلاغ الحق کاملا من المکملات شکر اللہ سعیک وجعلہ وسیلۃ النجاۃ یوم الحساب وان کنت لا بد سائلا عن حسنہ وقبحہ من صمیم قلبی فان کان کتابکم فی قول لین کان اشغف واحسن فی اتباع سنۃ خیر الناس العلماء ورثۃ الانبیاء وما بعث النبی الا لیتمم لاحسن الاخلاق

عبد الجلیل عفی عنہ مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

نمبر ششم

تحریر مولوی محمد عبد اللہ صاحب افضل پوری از مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

میری رای میں متبوع بالذات و مطاع اصل ذات باری تعالی ہے جیسے اُس نے خود اپنی کلام پاک میں فرمایا ہے ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ دوسری درجہ میں رسول اللہ صلعم ہیں۔ کیونکہ وہ مہبط وحی ہیں انہیں پر حکم خداوندی اترا ہے مجھ کو حکم خداوندی معلوم کرنے کے لیے بجز اتباع واطاعت رسول چارہ نہیں۔ تیسرے درجہ اتباع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے کیونکہ آیات قرآنی انکی زبان میں اتری انکے سامنے اتری وہ اسکے لغات اسکے محاورات اسکے ماسبق اسکے مالحق سے خوب واقف تھے اُن آیات پر جو عمل رسول اللہ صلعم نے کیا اسکو انہوں نے مشاہدہ کیا جو دوسرے کو ہرگز میسر نہیں کیونکہ الشاھد یری مالا یراہ الغائب۔ سورہ فاتحہ میں انعمت علیہم سے مراد اور اسکے فرد کامل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اس آیت میں انکے راہ پر چلنے کی ہم کو ہدایت کی گئی ہے اور جسوقت آپسمیں علماؤں کے اختلاف ہو اسوقت ہم کو حکم ملا ہے کہ ما انا علیہ واصحابی کی راہ اختیار کریں جس نے اُس کو اختیار کیا وہ نجات پا گیا۔ اور جو اس سے ہٹا وہ ہلاک ہوا۔ اور قرآن شریف میں آیا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم۔ المومنین میں الف ولام عہد کا ہے جو صحابہ کرام کیطرف پھرتا ہے جو کوئی اسکے خلاف چلے گا وصل جہنم ہوگا۔ کس قدر سخت وعید ہی اللھم اعذنا منہا۔ اتباع کے معنے پیچھے چلنے کے ہیں جو افعال جوارح میں سے ہی مراد انکی راہ و روش ہے۔ نہ صرف اخلاص و وفاداری چنانچہ مولینا صدیق حسن خانصاحب مرحوم نے اپنی تفسیر فتح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے ویتبع غیر سبیل المومنین ای غیر طریقتہم وھو ما ھم علیہ من دین الاسلام والتمسک باحکامہ فی الاعتقاد والعمل والقول اور اسی کے موافق تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے ای غیر ما ھم علیہ من اعتقاد او عمل پس ہم کو نہایت حسرت ہی کہ اتباع کے معنے آپنے (مولوی ثناء اللہ کہتے ہیں) اخلاص و وفاداری لکھا ہے اور جزئیات میں نہیں۔ للہ آپ مجھ کو بتائیں کہ جزئیات میں نہیں آپنے کس آیت اور کس لفظ سے سمجھا اسکی نفی آپکو کہاں سے ملے براہ عنایت و کرم حوالہ قلم فرما دیں۔ اور آپ نے صفحہ پر بذیل آیۃ کریمہ والسابقون الاولون یہ لکھا ہے (یہ آیت بتلا رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی جو خلف پر لازم ہے اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص و وفاداری میں ہے۔ حاشا وکلا ثم حاشا وکلا۔

شعر

ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی کین راہ کہ تو میروی بترکستانست

اے جناب یہ راستہ تو نیچریوں کا ہے جن کا موجد سید احمد خان گذرا ہے آپ اُنکے قدم پر چلنا چاہتے ہیں آپنے عربستان کا راستہ چھوڑ کر فرنگستان کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اللہ اس سے بچاوے اور آپنے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے (مگر زاد المعاد میں عمر کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں) اس تحریر پر آپکے بہت ہنسی آتی ہے کہ آپنے اس کا مطلب نہیں سمجھا ہے جناب وہ تو حدیث صریح صحیح کے مقابلہ میں حضرت عمر فاروق کا قول نہیں مانتے اور باقی ہر جگہ انکے اتباع کو واجب و لازم جانتے ہیں۔ جیسا خود انہوں نے چھپالیس دلیلوں سے ثابت کیا ہے وہاں وفاداری و اخلاص کا ذکر کہاں اور جزئیات کی نفی کہاں یہ تو آپکے دل کی بناوٹ ہے آپ خواہ مخواہ ہی اُنکے اقوال توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے موافق کیا چاہتے ہیں اور آپ نے صفحہ ۴ پر

پر لکھا ہے (لیکن اس کا علم ہم کو نہ ہوا تو اس سے عدم لازم نہیں آسکتا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللھم انی اعوذ بک من مکائد النفس والشیطان

اے جناب ایسے احتمالات تو ہزاروں ہو سکتے ہیں۔ اور ہر ضال مضل کہہ سکتا ہے کہ شائد رسول اللہ صلعم نے کہا ہو۔ اور شاید صحابہ کرام نے کہا ہو۔ مگر ہم تک وہ حدیث نہیں پہنچی تو پھر دروازہ بدعت کا کھل گیا اور جو جی میں آئے سو کرے شتر بے مہار جدہر چاہے چلا جائے کوئی روٹوک نہیں۔ اے جناب اعمال جو محض دین ہے اس میں ہم کو اسی قدر عمل کرنا چاہیے جس قدر ثابت ہی مثلاً فجر کی سنت دو رکعت ثابت ہی اب کوی چار رکعت پڑھے اور کہے کہ شائد رسول اللہ صلعم نے پڑہی ہو اور ہم تک وہ حدیث نہیں پہونچی یا صحابہ کرام نے پڑہی ہو اور ہم تک وہ اثر نہیں پہنچا ہو یہ کہنا ہرگز شرعاً جائز نہیں جس قدر ثابت ہی وہ کرو اور جو ثابت نہیں مت کرو اور اگر کوی کرے تو اس کا نام بدعت ہی

وانا العبد المذہب الاواہ محمد عبد افضل پوری از مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

نمبر ہفتم

تحریر مولوی غلام حسن صاحب سیالکوٹی استاذ مولوی ابراہیم ثانی اثنین مولوی ثناء اللہ

رسالہ اشاعۃ السنۃ مؤلفہ مولینا ابو سعید محمد حسین صاحب کو جو بجواب اتباع سلف مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہے مینے اوقات مختلفہ میں پڑہا تحقیق پر مبنی پایا مدلل بدلائل صحیح بر مذہب سلف صالحین و فقہاء محدثین رحمہم اللہ کو دیکھا اللہ عزوجل مصنف کو جزائی خیر مرحمت فرماے اور اسکے پڑھنے والون کو اس سی منتفع فرمائے

حررہ ابو عبد اللہ غلام حسن سیالکوٹی۔

نمبر ہشتم

تحریر مولو محمد حسین صاحب ہزاروی مدرس مدرسہ تقویۃ الایمان امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى والسلام على عباده الذين اصطفى اقول وبالله التوفيق لا شك فى ان ما حرره مؤلف اشاعة السنة من ان رواية الصحابة ودرايتهم مقبولة فهو حقيق وعليه اجماع الامة وهو عقيدة اهل السنة كيف وقد قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليكم باصحابى الحديث بلا فرق بين الروايت والدراية وقال فقه الامة عبد الله بن مسعود من كان مستنا فليستن بمن قد مات فان الحى لا تومن عليه الفتنة اولئك اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانوا عميقها علما وابرها قلوبها واقلها تكلفا اختارهم الله لصحبة نبيه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوا اثرهم اولئك على الهدى المستقيم وان ما كتب مصنف رسالة اتباع السلف من قبول رواية الصحابة دون درايتهم فهو قول مبتدع محدث فى الاسلام ومثل هذا القول من هذا القائل ليست هو اول قارورة كسرت فى الاسلام فيا معشر المسلمين عليكم بالاجتناب عن مثل هذا القول المحدث المخترع الذى لا اصل له من الاحاديث النبوية وعليكم بالتمسك برواية الصحابة ودرايتهم رضى الله عنه ورضوا عنه

انا المفتقر الى الله الغنى محمد حسين الهزاروى مدرس مدرسه تقوية الاسلام امرتسر

نمبر نہم

تحریر مولوی عبد العزیز صاحب قلعہ میہان سنگھ جنہوں نے اتباع سلف ثناء اللہ پر تقریظ لکھی تو مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی نے بذریعہ خط انکو غلطی پر تنبیہ کیا اسکے جواب مین انہوں نے بنام مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی خط منقول ذیل لکھا اس میں اپنی تقریظ سے گویا رجوع کیا ❋

الحمد للہ کہ آپ نے مجھے کمال رافت و محبت سے میری غلطی پر آگاہ کیا۔ بیشک بموجب فرمان نبوی الدین النصیحۃ۔ دین اسی کا نام ہے۔ مجھے مصنف رسالہ (اتباع سلف) کی علت غائی کا کوئی علم نہ تھا میرا عقیدہ ہے کہ جہاں حدیث مرفوع ملجاوے وہاں اثر موقوف بھی جو اسکے مقابل ہو حجت نہیں۔ چہ جائیکہ دیگر ائمہ دین کے اقوال یا افعال حجت ہوں اور یہ میرا عقیدہ ہرگز نہیں۔ کہ بمقابلہ سلف صالحین کے اقوال یا افعال حجت سمجھوں۔ بلکہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ درصورت نہ ملنے حجت کے قرآن و حدیث سے سلف صالحین کا اتباع کیا جاوے اور خلف کے حجج کیطرف خیال نہ کیا جاوے میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بسبب ان غلطیوں کے جو انہوں نے تفسیر میں کی ہیں غلطی پر سمجھتا ہوں۔ میں اس تفسیر کو صحیح جانتا ہوں جو سلف صالحین سے معرض تحریر میں آئی۔ نہ وہ تفسیر جو اس زمانہ میں بعض مفسرین اپنی رائے باطلہ سے لکھتے ہیں۔ انتہی (عبد العزیز از قلعہ میہاں سنگھ)

نمبر دہم

تحریر مولوی عبد الحق صاحب غزنوی مباہل مرزا قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ کہ مولوی صاحب نے (خاکسار کو مراد رکھتے ہیں) وجوب اتباع سلف و خیر القرون کی لکھا ہے وہ بالکل حق اور صواب ہے جس نے سلف کی تابعداری کو چھوڑ دیا وہ اس حدیث کا مصداق ہے من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ

(حررہ عبد الحق الغزنوی)

نمبر یازدہم

تحریر مولوی عبد المجید صاحب ہزاروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ سے اتباع سلف میں مولوی ثناء اللہ نے اکثر جگہ سلف صالحین کے برخلاف لکھا ہے مگر مولوی محمد حسین صاحب و مولوی عبد الحق صاحب نے اس کا رد ماشاء اللہ خوب انصاف سے لکھا ہے جزاہما اللہ خیرا۔

میں کہتا ہون ایسا شخص کب متبع سلف اور اس کی تصنیف موافق سلف کے ہو سکتی ہے جو بڑی فخر و گستاخی سے کہتا ہے کہ قرآن کی تفسیر صحابہ سے اگر ہماری تفسیر کے برخلاف ہو تو ہمارے پر حجت نہین نحن رجال وھم رجال اور لکھتا ہے صحابہ کی درایت معتبر نہیں۔ یعنے ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق وغیرہ صحابہ کرام کا فہم و درایت ثناء اللہ کی درایت پر کچھ فوقیت نہیں رکھتی سبحان اللہ کیا عجب دعوی اتباع سلف ہے۔ اب ناظرین خود انصاف کریں کہ یہ شخص متبع سلف ہے یا متبع ہوا۔ میں للہ مسلمانوں کی خیر خواہی کے واسطے آگاہ کرتا ہوں کہ اس نام کے اہلحدیث یعنے جو فروش گندم نما کے دھوکہ میں آکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ

عبد المجید ہزاروی

نمبر دوازدہم

خط مولوی شمس الحق صاحب مرحوم عظیم آبادی جو بنام مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم لکھا

میرا خیال ہمیشہ سے متعلق امامت کے یہ ہے کہ اقتدا خلف اہل البدع واہل الالحاد جائز نہین ہے۔ اور متعلق اتباع سلف کے یہ خیال ہے کہ جہاں پر آثار سلفیہ معارض نصوص کے ہوں وہاں پر آثار حجت نہین اور جس مسئلہ کا احادیث مرفوعہ میں کچھ نشان نہیں ملتا ہے مگر آثار صحابہ میں اس کا نشان ہے وہاں پر وہی اثر قابل احتجاج ہے اور تفسیر صحابہ مقدم ہے تفسیر اہل لغت سے کما صرح بذلک الشیخ ابن القیم فی الصواعق المرسلۃ پس اس بارہ میں میرا وہی مسلک ہے جو شیخ الاسلام و ابن القیم کا مسلک ہے ہم کو مسئلہ اتباع سلف میں آپکے ساتھ اور جناب مولوی محمد حسین صاحب کے ساتھ پورا اتفاق ہے اور یہی مسلک شیخنا العلامہ الدہلوی رح کا تھا۔

دعا جز محمد شمس الحق عفی عنہ از ڈیانواں ضلع پٹنہ ڈاکخانہ کراے پرسرے ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۸ ہجری

نمبر سیزدہم

تحریر مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی مرحوم

خاکسار نے مولوی ثناء اللہ صاحب کا رسالہ اتباع سلف بھی دیکھا اور اس کا رد اشاعۃ السنۃ مولوی محمد حسین صاحب کا بھی دیکھا معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ کی

بنا اس مسئلہ میں اصول اہل ہوا و بدعت ہے، اور اشاعۃ السنۃ کی بنا اس مسئلہ میں اوپر اصول اہل سنت و جماعت کے ہے۔ اج کل کے اہل ہوا نیچریہ مرزائیہ۔ چکڑالویہ اسی اصل سے صراط مستقیم جو رستہ انعمت علیہم صحابہ کرام کا ہے چھوڑ کر صحابہ کرام کی درایت و فقاہت معتبر نہیں جانتے ہیں۔ اور اپنے اہوا باطلہ و آرار ردیہ کو انکی درایت پر مقدم کرتے ہیں۔ میرے فہم میں فرقہ ثنویہ (یعنے ثنائیہ) فرقہ چکڑالویہ کے چھوٹے بھائی ہیں ھداھم اللہ الی السنۃ السنیۃ ونجاھم عن ھذہ البدع المضلۃ الردیۃ بحکم آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا وحدیث صحیح علیکم باصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم جن کا نص صریح نہ ہوا اتباع خیر القرون واجب ہے اور انکی مخالفت اگرچہ تفسیر آیت و شرح حدیث میں ہو بدعت و ضلالت ہے اسی واسطے سلف صالحین کے فرقہ ناجیہ کا نام اہل سنت و جماعت رکھا ہے یعنے حدیث و صحابہ کے تابعدار یہ نام حدیث ما انا علیہ و اصحابی سے لیا گیا ہے جو لوگ صحابہ کے اتباع واجب نہیں جانتے وہ آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین و حدیث ما انا علیہ و اصحابی و حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کے نمبر اول کے فقروں ومن یشاقق الرسول۔ ما انا علیہ و علیکم بسنتی کے اقراری ہیں اور نمبر ۲ کے فقروں (ویتبع غیر سبیل المومنین) واصحابی وسنۃ الخلفاء الراشدین سے انکاری ہیں خواہ تخواہ اعاذھم اللہ اپنے آپ کو آیہ کریمہ افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے مصداق بناتے ہیں واللہ اعلم (عبد الجبار غزنوی عفی عنہ)

نمبر چہاردہم

تحریر مولوی عبد الغفور صاحب غزنوی

اس عاجز نے ثناء اللہ امرتسری کا رسالہ اتباع السلف دیکھا فی الواقع یہ رسالہ اہل بدع کی اصول پر مبنی ہے۔ تمام اہل بدع والحاد کے قدیما و حدیثا یہی اصول ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنے رای سے صحابہ کرام کے خلاف کرتے ہیں اور حقیقت میں یہی فرق ہے درمیان سبیل اہل

بدعت وسبیل اہل سنت وجماعت کے۔ خاص اہلسنت وجماعت کا راستہ سبیل اللہ ہے۔ باقی سب اہل بدعت کے رستوں پر ایک شیطان ہے چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے ھذہ سبل علی کل سبیل منھا شیطان یدعوا الیہ الحدیث مجاہد رح نے فرمایا ہے کہ سبل سے اہل بدع کے راستے مراد ہیں (عبد الغفور غزنوی عفا اللہ عنہ)

نمبر پانزدہم

تحریر مولوی محمد حسن صاحب مدرس اول مدرسہ نعمانیہ امرتسر

ایھا الاخ ما ذکرہ مؤلف اشاعۃ السنۃ من اتباع السلف فی الروایۃ والدرایۃ فھو صحیح بل واجب علی کل مسلم فی کل حال او ما ذکرہ صاحب الرسالۃ المسماۃ باتباع السلف من الاتباع فی الروایۃ دون الدرایۃ فھو غلط صریح ورأس کل خطیئۃ واول منزل من منازل الالحاد

راحقر الزمن محمد حسن المدرس الاول بمدرسۃ النعمانیۃ الواقعۃ فی الامرتسر

نمبر شانزدہم

تحریر مولوی ہدایت اللہ صاحب امام مسجد اہل حدیث اولپنڈی

مولینا وبالفضل اولنا مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی صاحب افضل علماء دیار خود کا رسالہ موسومہ بہ نصیحت نامہ نمبر ۵ بنام مولوی ثناء اللہ متعلق اتباع سلف اس عاجز نے اول سے آخر تک ایک بار دیکھا ایسا پسند آیا کہ گویا مولنا صاحب موصوف نے اس عاجز کے دل کی باتیں لکھی ہیں جزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء ما انصہ پر عاجز کا منصب نہیں ہے کہ اہل علم وفضل کی خدمت میں عظۃ کچھ عرض کرے انکے سوا دوسرے بزرگان دینی کی خدمت میں آسان آسان لفظوں میں چند باتیں عرض کرتا ہے۔ امید ہے کہ توجہ سے سنیں گے۔ ہر مومن کو یہ عقیدہ رکھنا اہم فرض ہے کہ جیسا محمد رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالی کی باتوں کو سمجھا ہے دوسرا شخص ایسا نہیں سمجھ سکتا اور جیسا آپکے وقت کے مسلمانوں نے آپ کو دیکھکر اور آپ سے سنکر اور عمر بھر آپکی صحبت میں رہکر سمجھا ہے دوسرا شخص اس ملک کا جس کی بولی بھی وہی ہو جو آپ کی بولی ہے مگر آپکے

پیچھے پیدا ہوا وہ ہرگز ایسا نہیں سمجھ سکتا۔ اور جس کی بولی عربی نہ ہو وہ انکے برابر کیونکر سمجھ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ آموختہ زبان مادری زبان کے برابر کبھی نہیں ہو سکتی۔ اب تیرہ سو برس کے بعد ہندی آدمی خاص کر جسکے قوی مدرکہ کئی طرف مشغول ہوں سب کو جواب دے کر شتر بے مہار بنجائے اگر اُسکے دل میں کوئی روگ نہیں تو اور کیا ہے۔ (خاکسار ہدایت اللہ امام مسجد راولپنڈی)

مولوی ہدایت اللہ صاحب نے عبدالحق سیالکوٹی کے رسالہ کی تقریظ میں عبارت اتباع سلف نقل کر کے لکھا ہے۔ اگر یہ رسالہ اس قسم کا ہے تو مصنف کے اتفاق کی دلیل ہے کوئی ذی علم اسکو قبول نہ کریگا۔ کالائی بد بریش خاوند باید داشت نمبر ہفدہم (اکتبہ المعتصم بحبل اللہ ہدایت اللہ)

تحریر مولوی عبدالاحد صاحب خانپوری

اما بعد پس جو کچھ مولینا مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی صاحب نے اس رسالہ نصیحت نامہ میں ثناء اللہ بدعتی اہل ہوا کے رد میں لکھا عین حق و صواب ہے اور یہی مذہب ہے تمام ائمہ اور علماء سنت کا کہ اجماع و اتفاق صحابہ کا حجت معصومہ ہے۔ اور جب صحابہ کسی آیت کے معنے میں یا کسی مسئلہ میں مختلف ہوں تو بعض صحابہ کا قول اختیار کریں جو من حیث الدلیل راجح معلوم ہوا۔ اور تمام اقوال صحابہ سے کسی مسئلہ میں عمداً نکلنا حرام قطعی ہے ورنہ لازم آئے گا خلو تمام عصر صحابہ کا حق سے اور اس کا کوئی قائل نہیں بجز منافقین اہل ہوا کے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اعلم و افقہ و اورع و احرص الناس ہیں ہدایت اور حق پر اور احفظ الناس ہیں واسطے دین منزل کے باتفاق ائمہ سنت کے کوئی اس میں مخالف نہیں اور باوجود اسکے وہ رضوان اللہ علیہم اہل لسان افصح و ابلغ ہیں جو وہ لغت قرآن و حدیث کو سمجھتے ہیں غیر انکے نہیں سمجھ سکتے۔ اور باوجود اسکے وہ بلا واسطہ مشافہ رسول اللہ صلعم سے سنتے اور پوچھتے اور بر دلنکے وحی اُترتی اور قرآن نازل ہوتا۔ اور وہ بلا واسطہ شاگرد ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے پس انہوں نے کوئی دقیقہ حق و ہدایت کا ثناء اللہ کے واسطے باقی نہیں چھوڑا کہ وہ اس سے محروم رہے ہوں۔ اور ثناء اللہ پنجابی کشمیری الاصل فائز اور کامیاب ہوا اُس حق کے ساتھ اسمیں امید ہے کہ کفار بھی شک نکریں گے۔ پس مسلمان کس طرح شک کرینگے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے تمام قرآن مجید لفظاً و معناً بلا واسطہ رسول اللہ صلعم سے پڑھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی کے جلد اول صفحہ ۳۱۹ سطر ۱۳ میں فرمایا بحث قراءات میں آپ نے ثناء اللہ کے واسطے نصیحت نامہ لکھا لیکن اُس کا ہدایت کی طرف آنا مشکل کیونکہ یہ حکم آیت

فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم اور بحکم ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی اسکے دل کو اللہ عزوجل نے حق سے پھیر دیا ہے بسبب زیغ وشقاق کے اور اپنی طرف سے دھکیل دیا ہے اسواسطے کہ وہ متبع غیر سبیل المومنین ہے۔ اور علمائے اہلسنت وحدیث سالہا سال سے اس کو سمجھاتے ہیں۔ لیکن وہ باوجود قصور علم وفہم کے بسبب استکبار کے نہیں سمجھتا۔ بلکہ علماء وعظاء اہل سنت کی ہتک کرتا ہے۔ بلکہ وہ مقلدین جامدین اہل بدعت سے بدتر ہے کیونکہ انکی گمراہی غلو فی التعظیم کے سبب سے ہی بمنزلہ خام کے جو صلاحیت پختہ ہونے کی رکھتا ہے کیونکہ وہ تفریط وتقصیر میں ہیں۔ اور ثناء اللہ کی گمراہی بسبب اعتقادی والحادوا فراط وبے باکی کے ہی بمنزلہ محترق وجلی ہوئی چیز کے کہ اصلا صلاحیت درستی واصلاح کی نہیں رکھتا۔ اور اپنے بزرگوں وشیوخ واساتذہ کی سوء ادبی کرتا ہے اور اللہ عزوجل ورسول اللہ صلعم کی کلام کی تحریف کرنے میں ایک ذرہ اسکے دل میں خوف نہیں آتا۔ ایسوں کو آپکی نصیحت کیا اثر کرے گی۔ البتہ اورونکے واسطے آپکی نصیحت نہایت مفید ہے اور یہ آپکا بڑا عمل صالح ہے جزاکم اللہ فی الدارین خیرا۔

(کتبہ احقر العباد عبدالاحد خان پوری عفی عنہ حال مقیم راولپنڈی)

نمبر شہر دہم

تحریر مولوی قاضی محمد صاحب خان پوری برادر مولوی عبدالاحد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین۔ اما بعد پس مذہب ائمہ اربعہ وغیرہم جمیع علماء سنت کا یہی ہے کہ قول صحابہ کا حجت شرعیہ ہے اور جب صحابہ مختلف ہوں تو اس اختلاف کو اللہ ورسول اللہ صلعم کیطرف رد کیا جاوے جو موافق ہو وحیین کے اسپر عمل کیا جاوے اور اپنی طرف سے قول بتدع نکالنا حرام ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی کی جلد اول ص۳۰۸ مطبوعہ مصر میں فرمایا۔

فصل

واما قول الصحابۃ فان انتشرت ولم تتکر فی زمانھم فھی حجۃ عند جماھیر العلماء وان تنازعوا رد ما تنازعوا فیہ الی اللہ والرسول ولم یکن قول بعضھم حجۃ مع مخالفۃ بعضھم لہ باتفاق العلماء وان قال بعضھم قولا ولم یقال بعضھم خلافہ

ولم ینشتر فهذا فیه نزاع وجمهور العلماء یحتجون به کابی حنیفة ومالك واحمد فی المشهور عنه والشافعی فی احد قولیه وفی کتبه الجدیدة الاحتجاج بمثل ذلك فی غیر موضع ولکن من الناس من یقول هذا هو القول القدیم (العبد محمد خان پوری عفی عنہ)

نمبر نوزدہم

تحریر مولوی محمد صاحب کیچمکرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیشک جو اس رسالہ نصیحت نامہ میں لکھا ہے حق ہی اور اتباع خیر قرون وسلف امت کی ضروری ہے دین میں اور ابتداع فی الدین حرام ہے اور قول صحابی کا حجت ہے اہلسنت وجماعت کے نزدیک برخلاف اہل ہوا کے اور فرق درمیان اہلسنت واہل بدعت کے یہی ہے خصوصا ہم حنفیوں کے نزدیک تو قول صحابی کا حجت ہے واجب ہے تقلید اس کی چنانچہ شامی جلد اول صفحہ ۵۷۴ سطر ۲۳ مطبوعہ مصر مطبع میمنیہ میں لکھا ہے والحاصل ان قول الصحابی حجة یجب تقلیده عندنا اذا لم ینفه شیء آخر من السنة انتهی اور صفحہ ۳۰۱ جلد اول سطر ۱۹ میں لکھا کل خیر فی اتباع من سلف پس مولوی ثناء اللہ صریح خطا اور غلطی پر ہے اس سے اس کو توبہ ورجوع کرنا چاہیے اور اس رجوع میں اسکو دین اور دنیا کی عزت ہے چنانچہ ہمیشہ ائمہ دین اپنی غلطی سے رجوع کرتے رہے ہیں اور یہی علامت اہل حق ہے برخلاف اہل ہوا کے چنانچہ شیخ الاسلام نے اپنے فتاوی کی جلد دوم کے صفحہ ۳۸۴ میں فرمایا فقال ابو حنیفة هذا رأیی فمن جاء برأی خیر منه قبلناه ولهذا لما حج افضل اصحابه ابو یوسف اتی مالکا فسأله عن مسئلة الصاع وصدقة الخضروات ومسئلة الاجناس فاخبره مالك بما یدل علی السنة فی ذلك فقال رجعت الی قولك یا ابا عبد الله اور جلد دوم صفحہ ۳۷۸ میں فرمایا واجماعهم حجة قاطعة وتنازعهم رحمة واسعة انتهی

(العبد محمد کیچمکرانی ساکن راولپنڈی)

نمبر بستم

تصدیق مولوی غلام حسن صاحب مؤلف قوانین الصرف وخصائص الابواب وغیرہ ساکن بتکیاں

وکذالك اقول (غلام حسن ساکن بتکیان)

نمبر بست و یکم

تصدیق پیر فقیر شاہ راولپنڈی

مافی الرسالۃ صحیح موافق لاھل السنۃ والجماعۃ

(العبد پیر فقیر شاہ ساکن شہر راولپنڈی)

نمبر بست و دوم

تحریر مولوی فقیر اللہ صاحب پنجابی مدرس علاقہ (مدراس)

جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے مولوی ثناء اللہ کشمیری کے رسالہ غلط و برعکس نام اتباع سلف کے رد و جواب میں جو مضمون ارقام فرمایا ہے بہت صحیح اور بجا اور یہی جادۂ فرقہ ناجیہ اہل ہدیٰ و مابہ الامتیاز بینہم و بین اہل باطل و شقی ہے اسی طرح وجوب مطلق تقلید بالعموم اور عدم جواز تقلید مجتہد معین باعتقاد وجوب اور بالمقابلہ نص کے باری میں بھی آپکا مضمون مدلل و صحیح ہے اور ثناء اللہ باوجود کم علمی و بدفہمی کے اُنکے مقابلہ میں صرف مغالطہ و عام فریبی و ضد و عناد و فساد و کجروی سے کام لیتا اور فرق ضالہ معتزلہ وغیرہ کی چال چلتا ہے اور عوام و بے سمجھ اہلحدیث کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور اہلسنت والجماعت کے اعتقاد و عمل و نہج و طرز استدلال کے مخالف اور اُنکے مخالفین زائغین ضالین غالیں کے موافق ہے اور اسکے رسالہ کے مصدقین یا تو اسکے دہوکہ فریب میں آگئے ہیں یا مسئلہ اجماع و تقلید کو غلط سمجھ کر اس کی تحقیق کی توفیق نہیں پاتے اور اسمیں غور و تدبر و خوض کرنے سے اعراض و اغماض کرتے ہیں۔

(حررہ الراجی رحمۃ اللہ فقیر اللہ از مقام پیارم پیٹ علاقہ مدراس)

نمبر بست و سوم

تحریر مولوی محمد بشیر صاحب بنگلوری

امابعد مسئلہ اجماع سلف کا حجت شرعی ہونا جیسا کہ جناب مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب فاضل لاہوری نے اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ نمبر ۱۱ و ۱۲ میں زیب رقم فرمایا ہی واقعی بلاشک صحیح و بلاریب قوی ہے مجھ کو اُنکے ساتھ اس مضمون میں توافق اور اُنکے مخالف کے

ساتھ اسکے خلاف میں جو گمراہی کھلی ہے تخالف کلی ہے۔

(حررہ ابوالحسن محمد بشیر بنگلوری مدراسی)

نمبر بست وچہارم

تحریر مولوی فضل اللہ صاحب ساکن وانم باڑی علاقہ مدراس

جناب مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب دام مجدہم نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ اتباع سلف کا جواب جو آپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں دیا ہے مجھے اُسکے ساتھ اتحاد واتفاق کلی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اور اسکے ہم خیال وہم اعتقاد لوگ سلف صالحین کے اتباع سے دست بردار ہونے کی وجہ سے اہل زیغ وباطل میں داخل اور اہلسنت والجماعت سے خارج ہوگئے ہیں ھداھم اللہ تعالی الی طریق السداد والصواب وجعلھم متبعین السلف الصالح واخرجھم من الظلمت والغیائب ونور قلوبھم بنور الاتباع ورزقھم حسن المآب (حررہ الراجی رحمۃ اللہ محمد فضل اللہ وانمباڑی علاقہ مدراس

نمبر بست وپنجم

تحریر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کوئمتوڑی علاقہ (مدراس)

اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۲۲ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا جو جواب دیا گیا اور اتباع سلف کو ثابت کیا گیا ہے یہی طریقہ ائمہ دین فقہاء ومحدثین وسلف صالحین کا تھا۔ اُس کا خلاف سراسر گمراہی وضلالت ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ (حررہ العبد الذلیل محمد اسمٰعیل کوئمتوڑی علاقہ مدراس)

نمبر بست ششم

تحریر مولوی رسول خان صاحب بنگلوری

حضرت مولینا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ اتباع سلف کا رد اور اس کا قلع وقمع جو کیا ہے بہت ہی عمدہ وصحیح ہے۔ بیشک یہی شاہراہ محمدی ہے یہی اہلسنت والجماعت کے مذہب کا خلاصہ اور مابہ الفرق اصحاب ضلالۃ وغوایہ سے ہے

سکے برخلاف اعتقاد رکھنا نیچریہ و فرق ضالہ کی چال چلنی کا نتیجہ لازمہ ہے افسوس صد افسوس ان حضرات علماء پر ہے جو اہلحدیث کے علماء کہلا کر ایک خود پسند کے مقلد بن گئے ہیں۔ افسوس کہ آجکل ائمہ دین کی تقلید سے تو وحشت و نفرت ہو رہی ہے اور گمراہوں کی تقلید اختیار کی ہے۔

نمبر بست و ہفتم (حررہ رسولخاں بن علی بنگلوری)

تحریر مولوی نجم الدین صاحب العلوی العباسی الدریالوی

رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱-۱۲ جلد ۲۲ نصیحت نامہ نمبر ۵ بنام مولوی ثناء اللہ متعلق اتباع سلف کو مینے اول سے آخر تک بغور مطالعہ کیا اسکو اپنے موضوع میں نہایت موزون پایا۔ فی الواقعہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے رسالہ اتباع سلف میں نہایت ابلہ فریبی سے کام لیا ہے۔ عبارات کتب کی از حد قطع و برید کی ہے جب خداوند تعالی کا خوف انسان کے دل سے چلا جاتا ہے اور خود غرضی آجاتی ہے تو ایسا ہی کیا کرتا ہے احقاق حق اس کا مقصود نہیں رہتا ولیست باول قادودۃ کسرت فی الاسلام اس طریقہ کے بہت لوگ پہلے گذر چکے ہیں۔ ہمارے اور سلف کے اجتہاد میں فرق ہے کہ ایک شخص نے متصل بہ غروب آفتاب ایک چیز کی شناخت اور امتیاز کر لیا اور دوسرے نے نہایت تاریکی شب کے وقت خصوصا جبکہ ہر ایک طرف سے ابر محیط افق ہوا وسے چیز کے امتیاز کا خیال کیا۔ بھلا کوئی عقلمند انکو مساوی کہے گا۔ ہرگز ایسا نہیں۔ کیا ایسے وقت وہ خاک تمیز کریگا آفتاب رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے غروب کے وقت متصل ہی درجہ بدرجہ صحابہ تابعین تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین حسب ضرورت اجتہاد کیا۔ اور ہم لوگ تیرہ سو برس بعد غروب آفتاب رسالت اجتہاد میں شروع ہوئے۔ وہ زمانہ خیر القرون میں سے تھا اور یہ زمانہ ثم یفشو الکذب کا ہی آخر بلکہ انہیں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔ اجتہاد کا مقابلہ تب ہو سکتا ہے جب اوصاف مجتہدین میں مساوات ہو اب وہ مجتہد صاحب خود ہی بنظر انصاف اپنے علم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے علم سے مقابلہ کریں اور فراست و دریافت و اخلاص و دیانت و زہد و اکل حلال و اتقاء شبہات و اجتناب محرمات و بدعات وغیرہ امور کا موازنہ کریں تو کل حقیقت انکے اجتہادات کی روز روشن اور شب تاریک کی طرح انکے مقابل منکشف ہو جائے گی ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین۔ آمین کتبہ محمد نجم الدین العلوی العباسی الدریانوی عفی عنہ

نمبر بست و ہشتم

تحریر مولوی احمد الدین صاحب الدریالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد نصیحت نامہ شیر دہ متعلق اتباع سلف کو میں نے اکثر مقامات سے دیکھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی ابلہ فریبی کا اطمینان ہو خداوند تعالیٰ انکو سلف صالحین کا اتباع نصیب کرے اور انکے اجتہادات کو بنظر وقعت دیکھیں اور انہیں کو اپنا مقتدی و پیشوا تصور کریں

(کتبہ احمد الدین الدریالوی عفی عنہ)

نمبر بست و نہم

تحریر مولوی ابو داؤد عبد اللہ صاحب مالک داؤدی شفاخانہ بیرکھائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت اہلحدیث کے نامور بزرگ جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نصیحت نامہ نمبر ۵ جو آپ نے اتباع سلف کے متعلق نام مولوی ثناء اللہ صاحب شائع فرمایا۔ واقعی نصیحت نامہ در الدین النصیحۃ کا پورا نقشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے قومی بناضونکی عمر و دولت میں روز افزوں برکت بخشے جنکی عزیز زندگی ہماری روحانی عارضونکی تشخیص و علاج اور احتیاط تمایونمیں وقف ہو چکی ہے۔ چھوٹی بڑوں سے ذرا اعراض کرتے بھی شرماتے ہیں۔ لیکن اگر مولینا الحق مدظلہ کی مرارت کو ملحوظ رکھ کر کچھ اسمیں شعر کلامی کا قند اضافہ کر دیتے تو اور بھی کیا اچھا ہوتا۔ کیونکہ مصلحانہ برتاؤ شریعت غرا منافقین تک معمول کیا ہے۔ احقر نے جب رسالہ اتباع سلف کو دیکھا مؤلف صاحب کو فوراً یہ رائے دی تھی کہ ما انجبہ فصلہا السادس و ما ضاہاہا فبانسبۃ الی الصحابۃ فعل تامل یا باہ والقول ما قالت حذام (ابن القیم) اور یہ بھی لکھا تھا کہ صفحہ ۱۴ میں عبارت اعلام کا خلاصہ دگرگوں دیا گیا اور رسالہ میں فیصلجات فاروقی پر ہنسی اڑانے کا لفظ نامناسب ہے اور ادھر تیرا امام احمد نے جو اجماع کا رد کیا ہے وہ محض اجماعات مجہولہ کا ہے جو مرتبی وغیرہ نے بعض خصوصی نکالی ہیں چنانچہ اعلام الموقعین میں کئی موقعوں میں صریح ملتا ہے افسوس کہ اس

مخالف آواز کو تقاریظ میں جگہ ہی نہ ملی۔

(ابو داؤد عبداللہ مالک داؤدی شفاخانہ برکھائی ڈاک خانہ چونیاں ضلع لاہور)

نمبر سی ام

تحریر حکیم ابو تراب مولوی عبدالحق صاحب امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد واضح رائی اولی الالباب ہو کہ رسالہ اتباع سلف مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو چند ماہ سے شائع ہوا ہے میری نظر سے گذرا اسکے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مصنف مذکور نے ظاہر تو یہ کیا کہ تقلید شخصی منع ہے اور سلف صالحین کا اتباع ضروری ہے۔ مگر حقیقت میں کھانے کے دانت کھانے کے اور۔ دکھانے کے اور۔ انہوں نے اتباع سلف کا انکار کیا ہے جہاں لکھا ہے کہ صحابہ و تابعین کی روایت معتبر ہے۔ نہ درایت اور کہ اقوال صحابہ حجت نہیں ہیں اور حدیث اصحابی کالنجوم کو تسلیم کرتے ہوئے صحابہ کی پیروی و اتباع صرف اخلاص میں بتائی ہے۔ علاوہ بریں اور بھی بہت جگہ انہوں نے اہل سنت والجماعت خصوصاً جماعت اہلحدیث کی خلاف لکھا ہے بنابرین میرا ارادہ تھا کہ بموجب حدیث جناب رسول اللہ صلعم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ الخ اس کا جواب لکھوں تاکہ عام مسلمین اس زہریلے اثر سے متاثر نہ ہوں اور اعتزال کی ہوا سے محفوظ رہیں اس اثنا میں بعض دوستوں سے سنا گیا کہ مولوی محمد حسین صاحب ڈپٹی اسٹنٹ السنہ بٹالوی مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ کا جواب لکھ رہے ہیں پس میں نے اس خیال سے کہ علامہ موصوف کی قلم سے جو مضمون نکلے گا واقعی بے نظیر ہوگا اور دیگر بزرگان قوم کی تحریروں سے مستغنی کر دیگا۔ اپنا ارادہ ملتوی کیا سو خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارا خیال درست نکلا کہ جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب کا جواب جس کا عنوان نصیحت نامہ نمبر ۵ ہے مجھ کو بوساطت جناب مولانا مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کے پہونچا اور میں نے اس کو غور سے دیکھا واقعی یہ جواب بے نظیر اور مدلل ہے ہر ایک دعوی کو دلیل سے مبرہن کیا گیا ہے اگر اشعار ذیل سے اسکی تعریف کی جائے تو زیبا ہے ؎

ہر سطر شش مسائل با دلائل محرر از تصانیف لبیباں

الخ اور تقریر بلیغ سے مبرا ہے۔ اہل بدعت و فرقہ ضالہ کے لیے شمشیر بران ہے ہیں اتفاق کرتا

ہون کہ اگرچہ بعض جگہ الفاظ سخت ہیں مگر نفس مضمون بہت ہی درست اور زبردست ہے اور حضرت ممدوح کو حق ہے جس طرح چاہیں سختی سے یا نرمی سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو سمجھائیں کیونکہ حضرت موصوف مولوی ثناء اللہ صاحب کے ایک واسطہ سے استاذ بھی ہیں اور آپ سے علاقہ تلمذ کا حاصل ہے۔ وللنعم ما قیل۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است — چو رگ زن کہ حجام مرہم نہ است

سچ ہے کہ اللہ تعالی ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی نیک بندہ پیدا کرتا رہتا ہے جو اہل ہوا اور مبتدعین و گمگشتگان ضلالت کو تحریر و تقریر کے ذریعہ سے صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ایسے ہی عمائد قوم و بزرگان دین کی نسبت کسی صاحب نے کہا ہے۔ بکل مبطل محق آپکی عادت ہمیشہ اظہار حق کی رہی ہے ؎ کیا فاضل راوی میں جو عیب پایا — مناقب کو چھانا مثالب کو تایا

مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا — ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا

طلسم ورع ہر مقدس کو توڑا — نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

غرض کہ جو کام کیا خدا کے واسطے الحب للہ والبغض للہ پر دھیان رکھ کر کیا۔ خداوند کریم آپکی عمر دراز کرے اور ہمت اور برکت دیوے۔ اور توفیق عنایت کرے۔ آمین ثم آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

راقم حکیم ابو تراب محمد عبد الحق ساکن امرتسر دروازہ خاکروبان مورخہ ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۲۸ھ

مطابق ۸ جون ۱۹۱۰ء

نمبر سی و یکم

تحریر مولوی خلیل الرحمن صاحب اعظم گڈھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ حمد الشاکرین ونصلی علی رسولہ وعلی الہ و اصحابہ اجمعین اما بعد واضح ہو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فہم و درایت پر اپنی ناقص رای کو ترجیح دینا سخت بے ادبی ہے انکی تفسیر پر اپنے رائے کی ہوئی تفسیر کو مقدم کرنا بہت بڑی گستاخی ہے۔ اس قسم کے اصول کا ایجاد کرنا فرقہ ضالہ کے ہاتھوں میں ایک تیز ہتھیار دینا ہے کہ جس سے بچنے کے لیے اہل حق کے پاس کوئی سپر نہیں۔ مسلمانوں کو عموماً اہل حدیث کو خصوصاً ایسے اصول سے بیزار رہنا چاہیے۔ واللہ اعلم وعلم اتم

(خلیل الرحمن اعظم گڈھی مہواوری مقیم دہلی

نمبر سی و دوم

تحریر مولوی عبید الرحمن صاحب عمرپوری

الحمد اللہ الذی کفی بعبادہ خبیرا بصیرا و بعث رسولہ بین یدی الساعۃ بشیرا ونذیرا اما بعد نصیحت نامہ نمبر ۵ مؤلفہ مولینا الفاضل والنحریر الکامل مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نفع اللہ المسلمین بعلمہ و فضلہ مضامین و نصائح کے لحاظ و حیثیت سی قابل قدر و عمل ہی جو کچہ حرج و قدح رسالہ اتباع سلف پر کی گئی ہے وہ درست ہے امید ہی کہ مؤلف رسالہ اتباع سلف اپنی اغلاط کو احتسابا واپس لیں گے۔ کیونکہ رجوع الی الحق اللہ تعالے نے پسند کیا ہی اور یہی طریقہ صلحاء متقدمین و علماء ی امت محمدیہ کا ہے۔ بناء خلاف مولف رسالہ اتباع سلف کے معنے آیۃ کریمہ والذین اتبعوھم باحسان اسکے معنے میں انہوں نے سیاق کلام و تفسیر سلف کے بالکل خلاف کیا ہے۔ واللہ اعلم (عبید الرحمن کفاہ المنان عمرپوری)

نمبر سی و سوم

تحریر مولوی محمد فیض اللہ صاحب ملتانی جن کی رسالہ اتباع سلف کے نمبر ۱۲ پر بھی تقریظ ہی اس تحریر سے انہوں نے پہلی تقریظ سی گویا رجوع کیا

قد طالعت ھذہ الرسالۃ و وجدتھا فادۃ الی الرشد والصواب صادۃ عن الغی والخطاء و عسلخہ من شعر التلبیس جلدہ ولو اجاب المصنف بالرأفۃ والبرودۃ والحلاوۃ والصبر دون الشدۃ والسخونۃ والمرارۃ والغضب لکان اولے وحلی من عسل مصفی (وانا العبد الراجی بعفو الی اللہ محمد فیض اللہ عفی عنہ)

نمبر سی و چہارم

تحریر مولوی عبد الرحمن صاحب پنجابی مقیم دہلی

پوشیدہ نہ رہے اہلحدیث و سنت و جماعت پر کہ مولنا ابو سعید محمد حسین صاحب بیشک ٹھیک کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنی ہر چیز میں اصول اسلام ہوں یا فروع اعنی عقائد

ہوں یا احکام اس سب کا نام اتباع سلف ہے کوئی چیز اس سے خاص نہیں ثناء اللہ چونکہ زائغ ملحد اسی واسطے صفات کو سر سے اڑا دیا جہمیہ۔ معتزلہ کے گروہوں میں شمار ہوا۔ اہلحدیث و سنت جماعت سے خارج ہوا۔ اور صحابہ کی درایت اور فہم کو خفیف سخیف رکیک سمجھا۔ اور یہی شیوہ ہے روافض خوارج۔ جہمیہ۔ معتزلہ وغیرہم کا۔ اسی سبب سے تو یہ لوگ گمراہ ہو گئے۔ جبکہ صحابہ تابعین تبع تابعین کے علم درایت فہم کیاست۔ استبصار۔ فراست۔ ہدایت کی قدر اور تعظیم نہ کی۔ اور انکی پیروی سے قدم ہٹا لیا۔ اور انکے دامن کو چھوڑ دیا۔ اعاذنا اللہ منہ وجمیع المسلمین امین

(عبدالرحمن پنجابی مسجد علی جان دہلی)

نمبر سی و پنجم

تحریر مولوی عبدالجبار صاحب مرحوم عمرپوری مقیم دہلی

نصیحت نامہ نمبر ۵ متعلق اتباع سلف پر ریویو اور تقریظ

الحمد للہ الذی تفرد وکفی والصلوۃ علی رسولہ المصطفی وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدی وشموس الصدق والوفا۔ اما بعد نصیحت نامہ نمبر ۵ مؤلفہ فاضل جلیل مولٰنا ابو سعید محمد حسین صاحب مدظلہ میرے پاس پہنچا مقاصد و مضامین کے لحاظ کے بلاشک علامہ ممدوح کی بیش بہا تحقیق اور خداداد قابلیت اور عالی دماغی کا عمدہ نمونہ ہے جزاء اللہ خیر الجزاء رسالہ اتباع سلف پر جو جرح و قدح کی گئی ہے اس کا ایک حصہ بلاشک لاجواب ہے جرح قدح سے سبکدوشی کے لیے کوئی پہلو و احتمال نہیں چھوڑا گیا اور بعض حصوں میں اذا جاء الاحتمال کا پہلو اگرچہ وہ خفیف کیوں نہ ہو قائم ہے مثلاً[1] رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۱۳ پر کہ علامہ ابن القیم زاد المعاد میں حضرت عمر کے فیصلہ پر ہنسی اوڑاتے ہیں۔ اسمیں فاضل مؤلف[2] نے فاش غلطی کھائی ہے اگر غیر کیطرف سے یہ بات پائی جاتی تو صاف طور پر کہا جاتا کہ بمقتضائی بشریت فہم عبارت میں غلطی واقعہ ہوئی۔ اجماع کے متعلق امام احمد بن حنبل کے قول من ادعی وجود الاجماع فھو کاذب کے سمجھنے میں مولف اتباع سلف سے غلطی ہوئی۔ راقم الحروف کو اس امر کا بخوبی اقرار ہے کہ جناب مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب سے اتباع سلف میں سخت غلطیاں واقع ہوئی ہیں اگر انہوں نے ان کو واپس نہ لیا اور رجوع نہ فرمایا تو انکی نسبت وہی حکم لگانا ٹھیک ہے جو مولینا ابو سعید صاحب نے قائم فرمایا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب نے ماہ رمضان رسالہ اتباع سلف بغرض

[1] پہلے حصہ کی مثال ہے جس میں کوئی پہلو احتمال نہیں ۱۲ [2] یعنی مؤلف رسالہ اتباع۔

ریویو ارسال فرمایا تھا میں نے اسکو تمام و کمال دیکھا۔ اس میں متعدد اغلاط و نقصانات معلوم ہوئے فی الفور ایک طویل تحریر مشتمل بر شبہات و خدشات مولیصاحب ممدوح کی خدمت میں روانہ کی گئی چند روز کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ تحریر مذکور بہت طویل ہے اور رسالہ میں اختصار ملحوظ کیا گیا ہے۔ اسلیے وہ مندرج نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

راقم عبدالجبار عمرپوری کان اللہ لہ مقیم دہلی۔ نہر سعادت خان کچا باغ

یہ مضمون چھاپ کر ثناء اللہ کے ہدایت و فہمائش کے لیے اسکے پاس اور اس کے ہمخیال دیگر ممبران کانفرنس کے پاس دہلی میں بھیجا گیا۔ اور انکے ذریعہ سے مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری کی نظر سے بھی گذرا۔ تو انہوں نے اخبار اہلحدیث میں یہ شکایت چھپوا دی کہ میرا مضمون پورا درج رسالہ نہیں ہوا۔ اسکے جواب میں میں نے انکو ایک خط میں لکھا کہ اسمیں جو اختصار ہوا ہے وہ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی نے کیا ہے جن کے پاس آپ نے اپنی تحریر بھیجی تھی۔ یہ خط پڑھ کر مولوی صاحب نے تسلیم و سکوت اختیار کیا۔ پھر کوئی اعتراض نہ اس اخبار میں کیا نہ جواب خط میں مولوی صاحب تو اب فوت ہو چکے ہیں۔ ثناء اللہ کو پھر بھی اعتراض ہو تو مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کا دستخطی اختصار دیکھ لے۔ اور نیز اس تحریر مولوی عبدالجبار عمرپوری کو جو اصول خمسہ کی تائید میں لکھکر براہ راست میرے پاس بھیجی تھی اور وہ نمبر ۲۵ پر ص ۴۶ منقول ہو چکا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ کرے۔ وہ بھی اس تحریر کی موید ہے۔

نمبر سی و ششم

تحریر مولوی محمد جمال صاحب امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلوۃ علی اھلہا اما بعد پس ضعف العباد نے رسالہ موسومہ نصیحت نامہ اول سے آخر تک بامعان نظر دیکھا مصنف علامہ نے ہر دو اصول کے اثبات میں خوب تحقیق فرمائی ہے اور یہی مذہب جمہور اہل اسلام کا ہے (محمد جمال عفی عنہ امرتسری)

نمبر سی و ہفتم

تحریر مولوی عبدالحق صاحب بٹالوی جن کی تقریر رسالہ اتباع سلف کے

گیارھوین نمبر سے

مینے مولوی عبدالحق صاحب سے بذریعہ خط وکتابت دریافت کیا کہ آپنے جو اتباع سلف کے تقریظ میں الفاظ یہ لکھے ہیں کہ مینے اس رسالہ شریفہ کو مواضع شتی سے بامعان نظر دیکھا بفضلہ تعالیٰ اپنی نفاست بیان غرابت اسلوب میں نرالا پایا اللہ تعالیٰ مصنف کو ترقی علمی اضعافا مضاعفہ عطا فرماوے اور زلات ولغزشوں سے محفوظ رکھے آمین۔ کیونکر صحیح ہے اور ایک خط میں یہ بھی لکھا کہ اس رسالہ میں جو یہ دعوی کیا گیا ہے کہ امام احمد بن حنبل حضرت عمر کے فیصلہ پر ہنسی اڑایا کرتے کیا یہ بھی صحیح ہے اسکے جواب میں مولویصاحب نے اس خاکسار کے نام ایک مفصل خط لکھا جس کے چند فقرات یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ بہت دنوں سے جناب کا شرف نامہ ملا جسمیں جناب نے احقر پر والدانہ ومعلمانہ زجر بلیغ فرمائی۔ فاحسن اللہ الیکم۔ محض بغرض صفائی وکشف حقیقت کے عرض گذار ہے رسالہ پر دستخط وتقریظ مینے محض سرسری کی ہے۔ چنانچہ اسکے الفاظ آپ ملاحظہ فرمالیں کہ بعض مختلف مقاموں سے دیکھا گیا اور جسوقت میرے پاس رسالہ پہنچا بس دس منٹ قدری ورق گردانی بحالت مشغلہ تدریس کرکے تقریظ لکھدی جن مقاموں پر اسوقت میری نظر پڑی (وہ بھی سرسری) وہاں سے کوئی لغزش نہ دیکھی اور چونکہ مصنف کے ڈھنگ میں پہلے سے واقف تھا لہذا میں نے یہ بھی تقریظ میں لکھدیا کہ زلات ولغزشوں سے خدا اسکو محفوظ رکھے پھر آجتک میں نے وہ رسالہ نہیں دیکھا۔ ہاں ایک موقع پر امرتسر میں ایک صاحب کے پاس دیکھا جو مجھے سخت جوش آیا کہ مینے ایک جگہ فی الجملہ تحریف معنوی آیات کی دیکھی تو میں نے مصنف کو بذریعہ خط متنبہ کیا جسکا جواب انہوں نے بظاہر تو بڑی مصالحت کا دیا کہ مجھے آپکی مخالفت رای کا کوئی رنج نہیں رنج اسکو ہو جو اپنے آپکو معصوم جانے بلکہ ایک ٹھوکر اسمیں مینے ایسی دیکھی جسپر آپنے اخذ نہیں فرمایا (ابو عبدالحق ۴ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ) یہ خط صریح الفاظ سے ناطق ہے کہ جو تقریظ میں رسالہ اتباع سلف امعان نظر سے دیکھنا بیان ہوا ہے وہ محض غلط ہے حقیقۃً وہ سرسری نظر سے دوسرے شغل میں دس منٹ میں دیکھا ومعہذا اسمیں لغزشیں اور ٹھوکریں بھی پائیں اس سے وہ تقریظ بیار منشور ہو گئی اور رسالہ کی تکذیب ہو گئی اس خط کے جواب میں پھر مولویصاحب کو تکلیف دی گئی کہ وہ رسالہ اتباع سلف اور اس کے جواب نصیحت نامے پر مفصل اظہار رای کریں تو انہوں نے خط مورخہ ۸ رمضان المبارک ۳۳۸ھ کے کارڈ میں یہ تحریر کیا۔

آپ جیسے اعیان کی تحریرات میں میری مداخلت بیجا چہ معنے خیر چونکہ آپ مجھے مجبور فرماتے ہیں تو بلا مخافت لوم لائم چند حرف لکھدیتا ہوں۔ پھر زیادہ اخذ مجھ پر نہ فرمایئے گا (نصیحتنامہ کے مضامین بجواب

اتباع سلف من بعض الوجوہ قابل تسلیم ہیں ہیں جمیع الوجوہ میں ان مضامین کا موافق نہیں جیسے کہ اتباع سلف کا پورا من جمیع الوجوہ موافق نہیں ہے جیسے کہ میری تقریظ بر اتباع سلف شہادت دیتی ہے (محمد عبد الحق ملتانی یکم رمضان ۱۳۳۹ھ)

اس خط کے پہنچنے پر مولوی صاحب کی خدمت میں رسالہ اتباع سلف اور اسکا جواب نصیحتنامہ جلد ۲۳ بھیجکر لکھا گیا کہ آپ چند تمثیلات کے ذکر سے بیان کریں کہ اشاعۃ السنہ کن وجوہ سے لائق تسلیم نہیں ہے اور اتباع سلف کے کس مضمون سے آپکو اتفاق نہیں ہے۔ اور خاصکر اس قول ثناء اللہ کی نسبت رائے ظاہر کریں جسمیں امام احمد بن حنبل کے اقوال حضرت عمر پر ہنسی کرنیکا دعوی کیا گیا ہے اور دو ہفتہ سے زیادہ رسالہ اتباع سلف انکے پاس رہا۔ مولوی صاحب نے کسی مثال سے تفصیلی تعرض نہ کیا اور کہا ہنسی اوڑانے امام احمد حنبل کی نسبت ذرا تطویل ہے جو عرض نہیں کر سکتا۔

نمبر سی و ہشتم

تقریظ مولوی محمد عبد الحکیم صاحب نسیم العلماء مدرس اول فارسی اورینٹل کالج لاہور حنفی

ہونے کیساتھ اہلحدیث بھی ہیں اور شیخ الکل دہلوی کے حدیث میں شاگرد اور اسناد یافتہ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے رسالہ اتباع سلف مولوی ثناء اللہ امرتسری کو غور سے دیکھا اسکے مقابلہ میں اشاعۃ السنہ مولوی محمد حسین صاحب کا مضمون نصیحت نامہ نمبر ۵ پر بھی غور کیا اول الذکر کا مسلک سلف صالحین اہلسنت و جماعت برخلاف ہے اور نصیحتنامہ موافق اہلسنت و سلف امت پایا گیا۔ میں اس تقریظ میں بطور نمونہ دو مثالوں کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی رسالہ اتباع سلف میں اجماع و حجیت اجماع کے انکار کرنے میں بڑی غلطی کی ہے جس کے لحاظ سے یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ مولوی صاحب امرتسری کو کتب اصول میں نظر کرنیکا بہت ہی کم موقع ملا ہے اکابر علماء سنت و جماعت میں سے کسی نے اجماع اور حجیت اجماع کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ اجماع کا مہتم بالشان ہونا یہاں تک بدیہی تھا و خاطر علماء ہے کہ انہوں نے اجماع مع التواتر کے منکر کو کافر قرار دیا ہے کما قال العلامۃ الشامی فی حاشیۃ رد المختار قال الشیخ محی الدین بن العربی فی الباب الثامن و الثمانین من الفتوحات والاجماع اجماع الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا غیر وما عدا عصرہم

لیس باجماع شیخ محی الدین کا یہی مذہب ہے لیکن دیگر اہلسنت مثل ائمہ اربعہ وغیرہ اجماع تابعین کو بھی
سند سمجھتے ہیں۔ قال ابن تیمیہ فی فتاواہ ما نصہ مسئلۃ فی لسان العلماء ھل یجوز للمجتہد
خلافہ وما معناہ واجاب معنی الاجماع ان یجتمع علماء المسلمین علی حکم من الاحکام واذا ثبت
اجماع الامۃ علی حکم لم یکن لاحد ان یخرج عن اجماعہم فان الامۃ لا تجتمع علی ضلالۃ ولکن کثیرا
من المسائل یظن بعض الناس فیہا اجماعا ولا یکون الامر کذلک بل یکون القول الاخر اوجح
فی الکتاب والسنۃ انتہی۔ وقال الذہبی لعلم قال اللہ قال رسولہ ان صح والاجماع وبجہد
فیہ وحذار من تصب الخلاف جہالۃ بین الرسول وبین رای فقیہ اور امام احمد شرعیہ مسائل
میں حضرت عمرؓ کے قول سے تمسک کرتے رہے اگر وہ حضرت عمر امیر المومنین کے قول پر ہنسی اوڑاتے
ولے تھے تو انہوں نے حضرت عمر کی کیوں تقلید کی حکی ابن الجوزی والخطیب البغدادی
فی تاریخ بغداد انہ کان لاحمد بن حنبل یذرع داره ویخرج الزکوۃ عنہا فی کل سنۃ یدہ
فی کل ذلک الی قول عمر امیر المومنین فی ارض السواد فقد روی الشعبی انہ رضی اللہ عنہ
بعث عثمان بن حنیف فمسح السواد ای سواد العراق فوجدہ ستۃ وثلاثین الف الف
جریب فوضع علی کل جریب درہما وقفیزا پس جہاں تک دیکھا جاتا ہے مولوی ثناء اللہ
کا یہ قول کہ امام احمد حضرت عمر امیر المومنین کے قول پر ہنسی اڑایا کرتے تھے محض افترا ہے اور جو
شخص امام احمد پر افترا باندھے اور انکو برائی سے یاد کرے اسکو اپنے اسلام کا فکر کرنا چاہیے قال
الاورقی من سمع یذکر احمد بن حنبل بسوء فاتہمہ علی الاسلام انتہی اور
مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جو اشاعۃ السنۃ میں زاد
المعاد سے نقل کیا ہے اس سے مولوی ثناء اللہ کے قول کا بے اصل ہونا بیشک ثابت کیا ہے اور جن
لوگوں نے رسالہ اتباع سلف پر تقریظیں لکھی ہیں وہ سب بے حقیقت ہیں اور وہ مقرظین اور
مصدقین کے عدم تدبر پر دلالت کرتے ہیں (کتبہ ابو البرکات محمد عبد الحکیم الکلانوری اللاہوری)

نمبر سی و نہم

تقریظ مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی شمس العلما اول مدرس بی دینیل
کالج لاہور وہ بھی حنفی ہونے کے ساتھ اہلحدیث ہونے کے اقرار ہی ہیں اور ان کا
فتوی در باب نکاح زوجہ مفقود بھی اس امر کا مصدق ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد میں رسالہ اتباع سلف مؤلفہ مولوی محمد ثناء اللہ صاحب امرتسری کو دیکھا میری رائے میں یہ رسالہ سلف صالحین کی روش اور اسلوب کے برخلاف ہے۔ مولانا مولوی محمد حسین صاحب کا جواب اس کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے کافی ہے۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب

(کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبد اللہ ٹونکی)

نمبر چہلم

تحریر حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی مسلم استاد مولوی ثناء اللہ

حافظ صاحب سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنکی رسالہ اتباع سلف ثناء اللہ پر تقریظ ہے۔ حافظ صاحب کی تقریظ میں جو مطلقاً اور عموماً رسالہ اتباع سلف کی تائید پائی جاتی ہے۔ اسکی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ حافظ خود آنکھوں سے معذور ہیں جس شخص نے مضامین رسالہ انکو پڑھکر سنائے اسنے عجلت سے کام لیا اور وقع الوقتی کی۔ بتمامہ کسی مضمون کو نہیں سنا۔ اسپر روشن دلیل یہ ہے کہ اتفاقاً میرا گذر وزیر آباد سے ہوا تو میں حسب معمول حافظ صاحب کو ملا اور میں نے حافظ صاحب کو تنگی وقت اور انکی بیماری کے سبب سے صرف ایک اس مضمون رسالہ اتباع سلف کیطرف توجہ دلائی جو انکے صفحہ ۱۳ میں ہے کہ حافظ ابن القیم زاد المعاد میں حضرت عمر کے فیصلوں پر ہنسی اوڑاتے ہیں۔ اور اپنے اس قول کی تائید میں امام احمد کا قول نقل کیا کہ امام احمد حضرت عمر رضہ کے اس فیصلہ پر ہنسی کرتے ہیں تو حافظ صاحب نے اپنے خط مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۱۰ء میں ثناء اللہ کی اس غلطی کو تسلیم کیا (وہ خط یہ ہے)

بخدمت شریف مخدومی جناب مولینا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بعد از تکریم سلام گذارش آنکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول زاد المعاد اور سبل السلام شرح بلوغ المرام وغیرہما سے بخوبی نکالکر دیکھا ہنسی اوڑانا انکا حضرت عمر رضہ کے قول پر بعد تسلیم ثبوت نہیں ہے بلکہ انکار ثبوت و صحت کا ہے اُنسے دیگر رسالہ ابتک میں نے نہیں دیکھا اور طبیعت میری علیل ہے پیشاب کا نظل ویسا ہی ہے جیسا کہ آپ دیکھ گئے تھے (راقم عبد المنان وزیر آبادی)

ناظرین اس خط حافظ سے یقین کر سکتے ہیں کہ اسمیں مطلق و عام تائید رسالہ اتباع سلف سے انہوں نے اب جو رجوع کر لیا ہے اور اس مطلق تائید کا منشا یہی تھا کہ حافظ صاحب نے کل رسالہ پڑھ کر نہیں سنا تھا۔

نمبر چہل و یکم

تحریر حافظ مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری حال مقیم دہلی

حافظ عبداللہ صاحب وہ شخص ہیں جنہوں نے دوسری نمبر پر رسالہ اتباع سلف کی تائید میں خامہ فرسائی کی ہے۔ اسمیں وہ اپنی خیال میں کل مضامین رسالہ کی پوری تائید و تصدیق لکھکر "مجھکو امور زوائد سی بحث نہیں" بچ گئے ہیں۔ مگر عوام کالانعام ایسے اشاروں اور معموں کو کب سمجھتے ہیں۔ صرف بعض خواص علمار نے اسکو سمجھا ہے۔ چنانچہ مولوی ابوالبرکات صاحب گیاوی کی تقریظ میں جو صفحہ ۲۶ جلد ہذا منقول ہوا۔ یہ تصریح کہ حافظ عبداللہ غازی کہہ بیٹھے ہیں +

مینے آپکی مجمل تصدیق سی عوام کی گمراہی کا خوف کرکے اس گمراہی کو دور کرنیکے خیال سی جلد ۲۱ اشاعۃ السنہ جسمیں مضمون نصیحت نامہ نمبر ۵ بجواب رسالہ اتباع سلف درج ہے آپکے پاس روانہ کرکے اسکے مطالعہ کیطرف آپکو توجہ دلائی تو آپنے کارڈ مورخہ جمادی الاول ۳۸ھ خاکسار کے نام روانہ کیا جسمیں اس جلد ۲۱ کی رسید دیکر اپنے ضعف دماغ وغیرہ امراض کا عذر کرکے بالفاظ ذیل وعدہ کیا کہ اس پرچہ کو ضرور مطالعہ کرونگا اور نتیجہ مطالعہ سے جناب کو ضرور اطلاع دونگا اگر مجھپر میری غلطی ظاہر ہوگئی تو مجھکو اس سی رجوع کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ اسکے جواب میں خاکسار نے کارڈ نمبری ۳۸۷ مورخہ ۴ جمادی الاخری ۳۸ھ آپکے نام روانہ کیا جس میں خصوصیت کے ساتھ آپکو ثناء اللہ کے اس دعوی کیطرف توجہ دلائی جو صفحہ ۱۳ رسالہ اتباع سلف میں اسنے کیا ہے کہ حافظ ابن القیم حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں اور اپنی تائید میں امام احمد سے نقل کیا ہے کہ امام ممدوح حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ پر جو (فاطمہ بنت قیس کے متعلق انہوں نے کیا ہے) ہنسا کرتے تھے اس توجہ دہی کیساتھ آپسے یہ بھی دریافت کیا کہ جو مولوی محمد علی صاحب واعظ سے میں نے سنا ہے کہ آپنے مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری کے سامنے اس دعوی ثناء اللہ کو رد کیا ہے کیا یہ نقل صحیح ہے تو اسکے جواب میں آپنے کارڈ ۵ جمادی الاخری روانہ کیا جس میں پھر بوجہ بیماری ضعف دماغ رسالہ جلد ۲۱ نہ دیکھ سکنے کا عذر کرکے بایں الفاظ بیان کیا کہ اب سابق کی نسبت کسیقدر اپنی اچھی حالت پاتا ہوں لہذا چاہتا ہوں کہ رسالہ مذکور اور نصیحت نامہ تھوڑا تھوڑا دیکھوں چنانچہ نصیحتنامہ دیکھنا شروع کردیا ہے مگر اسکے دیکھنے سے مجھے اس بات کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اسکے متعلق بعض امور جناب سے دریافت کروں لہذا ایسا

کا خواستگار ہوں اجازت ہو تو ان امور کو قلمبند کر کے ارسال خدمت والا کروں کہ جناب اسکی جواب سے سرفرازی بخشیں مگر ایک امر ابھی دریافت کرتا ہوں کہ میری تقریظ میں وہ کونسا لفظ ہی جس سے جناب نے معلوم فرمایا ہی کہ مینے جملہ مضامین رسالہ اتباع سلف کے تصدیق کی ہی اسکے جواب میں خاکسار ہیچکار نے ۶ جمادی الاخری ۲۵ھ کو خط نمبری ۳۹۹ انکے نام روانہ کیا جس کو بعینہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (بٹالہ ۶ جمادی الاخری ۱۳۲۸ ہجری نمبر ۳۹۹)

محبی مکرمی جناب مولوی حافظ عبد اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالی وعافاہ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کارڈ پہنچا۔ میں آپکا ممنون ہوا کہ آپنے میری رسالہ کیطرف توجہ فرمائی ہے۔ میں آپسے اس رسالہ کا امتحان کرانے کو دہلی پہنچنے کو حاضر ہوں تو بذریعہ مراسلت آپکے سوالات امتحانی کا جواب دینا تو اس سے آسان تر ہے۔ خدا کرے آپکی توجہ اسی طرح جاری ہی۔ آپکے سوال اول کا جواب معروض ہی کہ آپنے اپنی تقریظ میں یہ لکھکر کہ "مصنف ممدوح نے جس موضوع پر اس رسالہ کو تحریر فرمایا ہے۔ اسمیں وہ پوری پورے کامیاب ہیں"

جملہ مقاصد آہمہ رسالہ کی تصدیق کر دی ہے۔ پھر اس اجمال کی تفصیل میں آپنے یہ بھی لکھا ہے کہ سلف صالحین خواہ صحابہ ہوں یا تابعین انکی اطاعت ان امور میں جو متعلق بروایت نہیں بلکہ متعلق برائی ہوں فرض نہیں کائنا من کان (تعنی بہ انہ سواء کانوا الشیخین او الخلفاء الاربعۃ او کل الصحابۃ المعبر عنہم بالاجماع اب یہ دیکھنا چاہیے کہ مصنف نے اپنی رسالہ کا موضوع کیا یہی مقرر کیا ہی جس کی آپنے اجمالا و تفصیلا تائید و تصدیق کی ہی یا وہ کچھ اور ہے۔ وہ صفحہ ۲ رسالہ میں کہتا ہے کہ سلف صالحین جو ایک نہایت ہی معزز و موقر نام ہے واقعہ میں بہت بڑی عزت کے مستحق ہیں انکی اطاعت سب مسلمانوں پر فرض ہے انکا اتباع رسول صلعم کا اتباع ہی اسمیں کسی کو کلام نہیں دیکھنا یہ ہی کہ انکی اتباع کے حدود کیا ہیں ان دونوں میں نسبت کیا ہی یہ فرق بتانا ہماری اس رسالہ کا موضوع ہے پھر جو اس رسالہ کے فصول ستہ ہیں فرق بتایا ہے وہ یہ ہے (نہ کچھ اور) کہ جو بات صحابہ کرام (چہ جائے اُن سی پیچھے کے سلف) آنحضرت صلعم سے بطور روایت و نقل از حضرت پیش کریں اس کا اتباع فرض ہے اور جو اپنی رای و درایت سی کہیں گو اس درایت و رای میں وہ متفق و مجمع فرض کیے جاویں اس رای و درایت کا اتباع فرض نہیں بلکہ اس رای کا اتباع تقلید ہی جو ممنوع ہے اور حریت اور آزادی کے برخلاف ہے اور فصل دوم رسالہ میں یہ فرق بتایا ہے کہ آیت واتبعوھم باحسان بتلا رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی

جو خلفہ پر لازم ہے۔ اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص و وفاداری میں ہے" آپ نے جو مصنف رسالہ کے موضوع رسالہ میں پوری کامیاب ہونے کی شہادت دی تو اس سے اس **فرق** کو وہ مصنف کی (جو موضوع رسالہ ہے) پوری تصدیق کی ہے اور اس طرفہ پر طرفہ یہ کہ اس تصدیق میں آپ نے مصنف کی محض تقلید کی ہے کوئی دلیل کتاب سنت سے قائم نہ کی اور جو آپ نے دلائل اپنی تقریظ کے صفحہ ۲ و ۳ میں عدم فرضیت اتباع رائے پر (گو رسول کریم کی رائے ہو) قائم کئی ہیں وہ شخصی رائے کی عدم وجوب اتباع پر تو دلائل ہو سکتی ہیں۔ مگر اجماعی رائے صحابہ کے عدم وجوب اتباع پر دلائل نہیں ہو سکتے۔ اجماع صحابہ باتفاق اکثر امت محمدیہ (جن سے صرف شیعہ و خوارج مستثنیٰ ہیں) حجت شرعیہ ہے اور امت اپنے اتفاق و اجماع میں معصوم اور خطا سے مبرا ہے۔ قرآن و حدیث نے اس اجماع کو حجت و عصمت قرار دیا ہوا ہے۔ آپ اجماع صحابہ کو شخصی رائے کی طرح حجت و عصمت نہیں جانتے تو صاف و صریح طور بیان کریں۔ آپکے بیان و صریح اظہار پر میں ان آیات و احادیث کو پیش کرونگا جن میں اجماع کا حجت و عصمت ہونا ثابت ہے۔ اور اگر آپ شیعہ و خوارج کی طرح اجماع و اتفاق صحابہ کے حجت و عصمت ہونے سے منکر نہیں تو آپ خدا داد علم و تقویٰ سے کام لے کر سوچیں اور فرما دیں کہ آپ نے ثناء اللہ کی جملہ مقاصد و **فرق** مذکور کی تسلیم و تصدیق و تائید ہوئی ہے یا نہیں۔ سو یہی محض تقلید ثناء اللہ سے نہ کسی شرعی دلیل سے (جسمیں فرع کی اصل پر فرمت پائی جاتی ہے جیسے آپ معترض ہیں) کارڈ نمبری ۳۸۰ مورخہ ۱۱ جون و ۳ جمادی الاخری ۱۳۴۸ میں جو کہا گیا تھا کہ حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر امام احمد کا ہنسی کرنا صحیح نہیں ہے۔ یہ ثناء اللہ کی سخت غلطی ہے امام احمدؒ نے فیصلہ کے حضرت عمرؓ سے مروی ہونے اور بسند صحیح ثابت ہونے پر تبسم کیا تھا۔ اس کا آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس کا ضرور جواب دیں چونکہ ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر امام احمد ہنسی اوڑائے اس موضوع کی تائید ہے جسکو آپ تصدیق کر چکے ہیں لہٰذا یہ کہنا واجب ہے کہ آپ نے یہ بات مولوی عبد الجبار کو کہکر اپنی تائید و تصدیق کلی سے رجوع کیا ہے۔ یا مولوی محمد علی واعظ کا بیان غلط ہے یا اس قول جناب کا محمل کوئی اور ہے۔ **بینوا توجروا**

اس کا جواب آپ نے بالفاظ ذیل دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عبد اللہ السلام علیکم کیا بعد امام احمد رحمہ نے کس بات پر تبسم فرمایا تھا۔ میں نے اس بارہ

مین مولوی عبد الجبار صاحب نہ تنہائی میں کچھ کہا ہے نہ مولوی محمد علی واعظ صاحب کے سامنے اور نہ اور کسی کے سامنے کہا جناب ہی اسوقت یہ گذارش ہی کہ جناب نے زاد المعاد کی عبارت اس طرح نقل فرمائی ہے وقد انکر الامام احمد ھذا عن عمر اور ترجمہ بھی اس عبارت نقل کردہ کے موافق فرما دیا ہے۔ حالانکہ زاد المعاد میں عبارت اس طرح ہے وقد انکر الامام احمد رح ھذا من قول عمر یا عن قول عمر رض اسپر نظر ثانی کر لینا ضرور ہے جناب نے جو میری سوال کا جواب دیا ہے اس کے متعلق میری دو گذارشیں ہیں نمبر ۱ میں نے اپنی تقریظ میں رسالہ اتباع سلف کے مضامین کی دو قسمیں کر دی ہیں زوائد اور غیر زوائد۔ اور زوائد کی نسبت صاف لکھدیا ہے کہ مجھ کو ان سے بحث نہیں تو ایسی حالتمیں کہ میں نے ایک پوری قسم کی تصدیق سے بالکل قطع نظر کر لی ہے میں نے جملہ مضامین رسالہ مذکورہ کی تصدیق کہاں کی۔ تو جناب کا جواب میری سوال اول کا جواب کس طرح ہوا۔

نمبر (۲) جن امور میں خود رسول اللہ صلعم کی اطاعت فرض نہو سکے کیا ان امور میں اور کسی اطاعت کا کوئی من کان (سواء کان واحدا او جماعۃ وسواء کانت الجماعۃ جماعۃ الصحابۃ او جماعۃ غیرھم) فرض ہو سکتی ہے اور کیا کسی کی عصمت رسول کی عصمت سے بڑھ سکتی ہے اور ہے تو اس کی دلیل کتاب و سنت سے عنایت ہو۔ والسلام ۶ رجمادی الاخرہ ۱۳۲۸ھ جمعہ از دہلی پھاٹک حبش خان

اسکے جواب میں خاکسار نے ۸ جمادی الاخری ۱۳۲۸ھ ہجری ۴۳۳ حافظ صاحب کے نام روانہ کیا۔ جو بعینہ ذیل میں منقول ہے۔

بطالہ ۸ جمادی الاخری ۱۳۲۸ھ ہجری نمبر ۴۳۳

کارڈ ۶ رجمادی میں جو ہدایت ہوئی ہے کہ قول احمد رح کے متعلق عبارت زاد المعاد پر نظر ثانی کریں۔ اسکے متعلق گذارش ہے کہ زاد المعاد کی عربی عبارت سے گو لفظ قول کاتب ناقل سے چھوٹ گیا ہے مگر اسکے ترجمہ سے وہ لفظ نہیں چھوٹا بلکہ اس میں صاف کہا گیا ہے کہ امام احمد رح نے عمر رض سے اس قول کے ثابت و منقول ہونے سے انکار کیا ہے تو وہ اس قول کے حضرت عمر رض سے نقل کرنے پر نہ اس قول کو حضرت عمر رض سے ثابت و مسلم مان کر اس قول کے سبب حضرت عمر رض پر اور اگر وہ اس قول کو حضرت عمر رض سے مسلم مان کر حضرت عمر رض پر تبسم کرتے تو حافظ ابن القیم اس کو یوں ادا کرتے قد انکر الامام احمد رح ھذا القول علی عمر اب آپ سے درخواست ہے کہ آپ

اس عبارت عربی اور اسکے ترجمہ اردو پر نظر ثانی کرکے بتادیں کہ جو معنے اس قول کے اس خاکسار نے بیان کیے ہیں وہ کیوں غلط ہیں اسی ایک غلطی کے بیان سے آپ بہت سبکدوش ہوجاویں گے دو امور مستفسرہ متعلق جواب سوال اول جناب سے امر اول کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ جناب نے امور زوائد رسالہ کو خارج از بحث کرکے اسکی تصدیق نہیں کی مگر اصل موضوع کی (جو امور زوائد سے نہیں بلکہ مقاصد اہمہ سے ہے) اجمالاً و تفصیلاً تائید کرکے رسالہ کے مقاصد کی تصدیق کی ہے اور میرے خط میں عبارت رسالہ اور آپکے تقریظ نقل کرکے اس کا کافی جواب دیا گیا ہے۔ پھر سوال اول کا جواب کیوں ادا نہ ہوا۔ آپ میرے خط پر نظر ثانی کریں

امر دوم کا جواب یہ ہے کہ جن امور دنیاوی میں آنحضرت صلعم کی اطاعت فرض نہیں (جیسی آپکی عقلی تدبیر متعلق تاسیس نخل یا سفارش نکاح زوج بریرہ) ان امور میں اطاعت اجماع صحابہ کو بھی کوئی فرض واجب نہیں کہتا بلکہ اطاعت اجماع صحابہ کو تو امور دین اور احکام اسلام میں فرض مانا جاتا ہے اور ان ہی امور میں اجماع صحابہ کو معصوم مانا جاتا ہے جس میں کہ آنحضرت صلعم کی اطاعت بوجہ اقدم فرض ہے اور ان ہی امور میں آپکی عصمت بوجہ اقدم ہے اس میں بھی آپ نظر ثانی کریں اور صحابہ کے اجماعی اقوال کو جو مسائل دین سے ہوں آرائے و اقوال غیر متعلق بدین سے ملحق نہ کریں۔

آپکے جواب میں حافظ صاحب نے ۱۳۲۹ سے اسوقت تک کہ ۱۳۳۱ گذر رہا ہے اپنی لب پر مہر لگا کر سکوت محض اختیار کیا ہے جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حافظ صاحب نے اس خط کا مطلب نہیں سمجھا۔ بعد اختتام شہادات و تقریظات ہم اس خط کے مطلب کی مزید تشریح کرینگے انشاء اللہ اسمقام میں ہم حافظ صاحب کا ایک اور خط نقل کریں جو بحکم الحق یعلو ولا یعلیٰ۔ اور بطبق مثل حق ہے جو منہ چڑھ کر بولے۔ حافظ صاحب کی قلم سے شاء اللہ کے اس دعوی کی کہ حضرت عمر رضہ کے قول پر امام احمد ہنسی اور اسے تکذیب میں نکل کیا ہے جو مولوی احمد اللہ صاحب نے اس امر کے استفسار پر انہوں نے تحریر کیا تھا جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب واعظ کا بیان صحیح ہے اور حافظ صاحب کا اپنے تیسرے خط میں اس سے انکار کرنا انکے نسیان پر (جو انکے ضعف دماغ کا اثر ہے جسکی وہ پہلے اور دوسرے خط میں شکایت کرچکے ہیں) مبنی ہے وہ خط حافظ صاحب کا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم از عبد اللہ غازی پوری۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عرصہ ہوا کہ جناب کا عنایت نامہ مجھ کو مل گیا تھا۔ مگر بعض عوائق کی وجہ سے جواب میں کچھ تاخیر ہوگئی صحابہ کرام پر ہنسی اور تمسخر کرنا انہیں احمق نادان یا سخت بیہودہ لوگوں کا کام ہے۔

جو ان بزرگونکے فضائل یا مناقب سے بیخبر ہیں بھلا کوئی ایسا شخص جو اسبات کو جانتا اور ایمان رکھتا ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اکرموا اصحابی فانھم خیارکم اور لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ ان بزرگونپر ہنسی اور تمسخر کرسکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہان صرف اتنی بات کہ کسی شخص کے قول کو (کائنا من کان) اسوجہ سے قبول نہ کرنا کہ قول مذکور اس شخص کی محض ایک رائی ہی۔ کوئی قابل ملامت امر نہیں ہی اور نہ یہ اس شخص پر ہنسی اور تمسخر کرنے میں معدود ہو سکتا ہے۔ جب رسول اللہ صلعم نے خاص اپنے رای کی نسبت صاف فرمادیا کہ و اذا امرتکم بشی من رائی فانما انا بشر تو دوسری کسی شخص کی رائی کس شمار و قطار میں ہے اور جو تفاسیر صحابہ کرامؓ بلکہ تمامی آثار صحابہ کرامؓ جو مرفوع حکمی کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں تمام پچھلے لوگوں کی تفاسیر اور اقوال اور رای محض پر بلاشبہ مقدم ہیں واللہ تعالی اعلم والسلام۔

۱۴ ذی القعدہ سنہ ۱۳۲۹ ہجری از دھلی

ان خطوط اربعہ سے میں دوسرے اور تیسرے خط میں حافظ صاحب نے صاف کہدیا ہے کہ مینے رسالہ اتباع سلف کے جملہ مضامین کی تصدیق نہیں کی اور چوتھے خط میں اس رسالہ کی مؤلف کو حضرت عمرؓ کے قول پر ابن القیمؒ یا امام احمدؒ کی ہنسی کرنے کے دعوی کرنے کی وجہ سے احمق و نادان و سخت بیہودہ بنایا ہے لہذا مضمون نصیحت نامہ کی تصدیق اور رسالہ اتباع سلف کی تکذیب کے لیے حافظ صاحب کا اسیقدر لکھنا کافی و وافی ہے۔ کیونکہ ثناء اللہ اس مضمون کے اقرار نامہ پر اپنا دستخط کرچکا ہے کہ جو اتباع سلف میں کہا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے فیصلونپر امام احمد ہنسی اڑاتے اس کی تحقیق پر جملہ تنازعات کا کل مدار ہے اس امر میں جو فریقین سے حق پر ہوگا وہ سب ہی دعاوی میں حق پر سمجھا جاویگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے رسالہ اتباع سلف ثناء اللہ کی تکذیب اور نصیحت نامہ نمبر ۵ کی تصدیق کے لیے ثناء اللہ کے دعوی استہزاء امام احمد کے ناراست ہونے کے ثبوت کے لیے حافظ عبد المنان صاحب و حافظ عبد اللہ صاحب کی تحریرات مذکورہ اور تحریرات آئندہ مولوی احمد اللہ صاحب و مولوی عبد السلام صاحب و مولوی ابو الحسن صاحب و مولوی وحید الزمان صاحب کو کافی وافی سمجھ کر نقل کیا ہے رہا خاکسار کا حافظ صاحب پر یہہ الزام کہ انہوں نے اپنی تقریظ رسالہ اتباع سلف میں اسکے جملہ مقاصد کی تصدیق کی ہے جسکا ہمنے اپنے خطوط منقولہ بالا میں کافی ثبوت دیدیا ہے حافظ صاحب اسکے جواب سے ساکت ہیں اسپر ہم بعد اختتام تقریظات روشنی ڈالیں گے اور یہ ثابت کر دکھائیں گے انشاء اللہ تعالی کہ ہمارا الزام صحیح ہے اور حافظ صاحب کے پاس کوئی ثبوت نہیں

نمبر چہل و دوم

تحریر صاحبزادہ مولوی سید عبد السلام صاحب مرحوم ساکن دہلی نبیرہ شیخنا شیخ الکل و لینا سید نذیر حسین صاحب مرحوم جن کی رسالہ اتباع سلف کی تائید میں ۲۵ نمبر پر تقریظ سے

دربار دہلی کے موقع پر خاکسار دہلی پہنچا تو مینے صاحبزادہ موصوف سے کہا کہ اپنی ایسے واہی رسالہ اتباع سلف مخالف اصول مذہب اہلحدیث کی کیونکر تصدیق کی اور دستخط کر دیا تو انہوں نے کہا کہ جو شخص میرے پاس یہ رسالہ لایا تھا اسنے مجھے اس رسالہ کی دیکھنے کے لیے کافی وقت نہ دیا اور سخت تقاضائی تصدیق کیا میں نے جس مضمون رسالہ کو صحیح پایا اسکی نظر سے اس کی تصدیق میں کچھ لکھ دیا پھر خاکسار نے اس رسالہ اتباع سلف کے چند مقامات صفحہ ۱۳ صفحہ ۳۷ صفحہ ۳۵ نکالکر دکھائیے اور اسکے مقابلہ میں مضامین صفحہ ۳۲۲ - صفحہ ۳۴ صفحہ ۳۲ صفحہ ۳۶۲ رسالہ اشاعۃ السنہ کے مضمون نصیحتنامہ دکھلائیے تو انہوں نے رسالہ اتباع سلف کے برخلاف ایک مختصر تحریر لکھکر ارسال کی جس سے انکا اس عام و مجمل تصدیق و تائید سے رجوع ثابت ہے اور وہ تحریر یہ ہے

جناب استاذی حافظ مولوی عبد اللہ صاحب غازی پوری کے مضمون عبارت سے مجھے بھی اتفاق ہے۔ اور اس آیت پر اکتفا کرتا ہوں فیسخرون منہم سخر اللہ منہم ولہم عذاب الیم

حررہ سید عبد السلام عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰

نمبر چہل و سوم

تحریر صاحبزادہ مولوی سید ابو الحسن صاحب برادر سید عبد السلام صاحب جن کی رسالہ اتباع کے ۲۶ نمبر پر تصدیق ہے

مولوی ابو الحسن صاحب کو بھی ایسا ہی اتفاق عجلت و تقاضا پیش آیا جس کی وجہ سے اُن سے بھی عجلت ہوئی۔ مگر بحمد اللہ انکی تحریر سے اس عجلت کی مکافات ہو گئی آپ لکھتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امور متذکرہ میں بلاشبہ جو شخص صحابہ کرامؓ پر ہنسی و تمسخر کرے وہ احمق و نادان و محمق ہے اور جو تفاسیر صحابہ کرام کی درجہ میں حکم مرفوع کے ہیں وہ بھی بلاشبہ تمام پچھلے لوگوں کی آراء اور اقوال اور رائے محض سے بدرجہا مقدم و قابل تسلیم ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

راقم سید ابوالحسن عفی عنہ

حافظ عبداللہ صاحب اور دونوں حضرت شیخ الکل کی طرف سے حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اوڑانے کے دعوی پر جو مولوی ثناء اللہ کو انعام ملا ہے اور جن الفاظ سے ہنسی اوڑانے کے مدعی کو خطاب کیا گیا ہے وہ مولوی ثناء اللہ کو مبارک ہو

نمبر چہل و چہارم

تحریر مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری مسلّم استاد مولوی ثناء اللہ

مولوی احمد اللہ صاحب کی تحریر کو نقل کرنے سے پہلے اس اقرار نامے کا نقل کرنا ضروری ہے جس کا ذکر صفحہ ۵۵ میں ہو چکا ہے۔

نقل اقرار نامہ

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے فرمایا ہے کہ رسالہ اتباع سلف میں جو مولوی ثناء اللہ نے امام احمد حنبل و ابن قیم کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی کیا کرتے تھے اسی کی تحقیق پر کل مدار جملہ تنازعات کا ہے اس امر میں جو فریقین میں سے حق پر ہوگا وہ سب دینی و دنیاوی میں حق پر سمجھا جاویگا

اس نزاع کے فیصلہ کے لیے مولوی ابوسعید میر احمد اللہ صاحب امرتسری کو منصف مقرر کیا گیا ۲ مارچ ۱۹۱۲ء

العبد ابوسعید العبد ابوالوفا ثناء اللہ

مولوی احمد اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وبنعمتہ تتم الصالحات امابعد یہ ہے مولوی ابو سعید صاحب و مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب کے فیصلہ کے مختصر کا مختصر جو ایک عبارت زاد المعاد کے فہم میں ان دونوں کا اختلاف ہوا تھا اور راقم کو حکم مقرر کیا گیا اور بسبب وفات عزیزم میر محمد زمان صاحب غفر اللہ لہ اور بسبب بیماری وغیرہ وغیرہ موانع کے جو مفصل فیصلہ اور اسکے مختصر میں ذکر ہوئے ہیں اسکے شائع کرنے میں دیر ہوئی اور عبارت زاد المعاد کی متنازعہ فیہا یہ ہے قد انکر الامام احمد بن حنبل هذا عن قول عمر وجعل یتبسم الخ اس عبارت کے مفہوم پر اختلاف ہے آیا انکار امام احمد کا قصہ عمرؓ بحیثیت ثبوت روایت عن عمر ہے یا انکار استدلال اور حکم عمرؓ پر ہے پہلا قول مولوی ابو سعید کا ہے دوسرا قول مولوی ابو الوفا کا ہے اور فریقین کے بیانات سے جو فیصلہ طویلہ میں شامل ہیں صاف ظاہر ہے کہ انکی مدار دعاوی کا صحت و عدم صحت حدیث مسند امام احمد متضمن قول و قصہ عمرؓ پر ہے کیونکہ مولوی ابو سعید صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے ثابت نہیں کیا کہ یہ حدیث امام احمد کے پاس صحیح ثابت ہے اور مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ کسی نے محدثین میں سے اس کو ضعیف وغیرہ نہیں لکھا ہے پس اس مختصر المختصر میں اسی کی تحقیقات لکھتا ہوں بحول اللہ و قوتہ جو اس کا نتیجہ ہوگا وہی فیصلہ ہے سو جاننا چاہیے کہ فریقین کے بیانات میں دو امر متنازعہ فیہا پیدا ہوئے ہیں اول یہ کہ عبارت مذکور کا مفہوم کیا ہے جیسے اوپر بیان ہوا۔ ثانی یہ کہ تبسم جو امام کا فعل مذکور پر ہوا یہ تبسم تحقیر اور توہین کے طور پر ہے یا مجرد تعجب کے لیے اول امر میں میں کہتا ہوں کہ یہ انکار اور تبسم حضرت عمر امیر المومنین کے حکم پر نہیں بلکہ راوی کی روایت پر ہے جس نے قصہ ان سے منسوب کیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مسند امام احمد کی جلد ششم کے صفحہ ۴۱۵ پر یہ حدیث درج ہے حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا علی بن عاصم قال حصین بن عبد الرحمن حدثنا عامر عن فاطمہ بنت قیس ان زوجہا طلقہا ثلاثا فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشکوا الیہ فلم یجعل لہا سکنی ولا نفقۃ قال عمر بن الخطاب لا ندع کتاب اللہ عز وجل وسنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول امرأۃ لعلہا نسیت قال قال عامر حدثنی ان رسول اللہ علیہ وسلم امرہا ان تعتد فی بیت ابن ام مکتوم اس سند میں فاطمہ سے جو راوی ہے وہ عامر شعبی ہے لیکن سوا عامر شعبی کے اور بھی بہت سے لوگوں نے اس کو روایت کیا ہے از انجملہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابو بکر بن ابی الجہم ان تینوں

نے اسحدیث کو روایت تو کیا مگر اس میں قصہ عمر رضہ کو بالکل ذکر نہیں کیا اور خود راویان شعبی میں سے جماعت کثیر نے جو تلامیذ شعبی ہیں اس قصہ کو روایت نہیں کیا جیسا سیار ابو الحکم اور اشعث اور اسمٰعیل بن ابی خالد اور داود بن ابی ہند اور سلمہ بن کہیل اور مجاہد اس جماعت کثیر نے اس قصہ کا نام تک بہی اپنی روایتوں میں نہیں لیا ہاں شعبی کے صرف تین تلمیذوں سے اس قول و قصہ عمر کا روایت کرنا منقول ہے۔ اول مغیرہ دوم حصین۔ سوم ابو اسحق سبیعی مگر ان تینوں پر انکے تلامیذ نے اختلاف کیا مثلاً حصین نے مغیرہ سے روایت کیا تو اس نے اس قصہ عمر رضہ کا کچہ ذکر نہیں کیا اور جریر نے مغیرہ سے روایت کیا تو اس نے ابراہیم سے حضرت عمر کا قول نقل کیا اور مخفی نہیں کہ ابراہیم عن عمر منقطع ہے اور حصین تلمیذ دوم شعبی پر بھی انکے تلمیذوں نے اختلاف کیا ہے۔ حصین عن شعبی میں قصہ عمر ندارد ہے اور علی بن عاصم عن حصین عن شعبی میں قصہ مذکورہ مذکور ہے یہی وہ سند ہے جس سے مسند امام احمد میں یہ قصہ عمر رضہ سے مروی ہوا ہے۔ چنانچہ نقول کتب متعلقہ کے ساتھ فیصلہ مطولہ میں اور نیز مختصر میں اور اس مختصر المختصر میں بہی ہم اسکو اوپر نقل کر چکے ہیں۔ اس سند کا جو حال ہے ناظرین سامعین توجہ سے سنیں اسمیں تین علل قادحہ ہیں

اول یہ کہ اسمیں علی بن عاصم بن صہیب واسطی ہے۔ ذہبی نے میزان میں اس کو کثیر الغلط لکھا ہے اور فلاس رح لکہتے ہیں فیہ ضعف اور ابن معین کہتے ہیں لیس بشی اور نسائی رح کہتے ہیں متروک الحدیث اور بخاری کہتے ہیں لیس بالقوی عندہم اور کہتے ہیں اپنی غلطی سے رجوع نہیں کرتا تھا اور تقریب میں ہے۔ صدوق یخطی ویصر یعنے اپنی غلطی پر مصر رہتا تھا۔

اور دوسری علت اسحدیث متضمن قصہ عمر مروی مسند احمد میں یہ ہے کہ حصین بن عبد الرحمن اسکے راوی کے حق میں خود امام احمد فرماتے ہیں کہ روئے مناکیر یعنے اس نے بہت حدیثیں منکر روایت کی ہیں اب کون کہہ سکتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کا یہ قول کہ کسی نے محدثین میں سے اس روایت کو ضعیف وغیرہ نہیں کہا ناشی از قلت علم نہیں ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ امام کو اس کی صحت میں اطمینان تہا اور انہوں نے اسکو صحیح مان کر درج مسند کیا ہے یا یہ کہ انکا سکوت اس کی صحت کی دلیل ہے۔ حاشا۔ وکلا۔

اور تیسری علت اسمیں یہ ہے کہ یہ جملہ قال عمر بن الخطاب رضہ جو اسحدیث میں ہے اس سند کے

ساتھ منقطع ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ مقولہ شعبی کا ہے۔ اور شعبی کا تولد خلافت عمر کے چھٹے
سال ہوا ہے اس کا سماع عمر سے ثابت نہیں باقی رہا ابو اسحق سبیعی سو اس کی روایت کا بھی
یہی حال ہے کہ اسپر بھی اسکے تلامیذ نے اختلاف کیا ہے پس بنا بران وجوہ وغیرھا التی ترکنا
ذکرھا عن الطویل الممل امام رحمہ اللہ نے اس سند کو غیر صحیح معلول جانکر ثبوت
روایت عن عمرؓ سے انکار کیا اور اسکے راوی پر تعجبا تبسم کیا کہ غلط روایت قصہ کو حضرت عمرؓ سے
کیوں منسوب کرتے ہیں اور مروی ہونے قصہ سے ان کو انکار نہیں ہے کیونکہ خود انہوں نے اپنی
مسند میں روایت کیا ہے لیکن سند اسکی معلول اور انکے نزدیک غیر ثابت ہے کما تلونا
ھا علیک انفا پس صواب یہی ہے کہ مفہوم اس جملہ کا (قد انکر الامام احمد ھذا عن
قول عمر وجعل تبسم) یہی ہے کہ امام احمد ثبوت قصہ پر انکار کرکے ناقل پر ہنسی اور تعجب
کرتے ہیں کہ کتاب اللہ میں حکم ایجاب سکنی و نفقہ مطلقہ ثلثہ کے لیئے کہاں ہے جو حضرت عمر
کیطرف اس حکم کو منسوب کرتے ہو یہ ہی میرے نزدیک فیصلہ امر اول کا اس امر اول کی بحث میں فریقین
نے کچھ کچھ اپنے وجوہات موئد بیان کیئے ہیں انکا جواب میں نے فیصلہ مطولہ میں لکھدیا ہے
اور بعض کا فیصلہ مختصر میں مثلاً مولوی ابو سعید نے کہا تھا کہ مسند امام احمدؒ مثل مسند ابو حنیفہ
کے انکی خود اپنی تصنیف نہیں ہے اس کا جواب کافی و شافی فیصلہ مطولہ و مختصر میں دیا گیا اور
ابو الوفا نے لکھا تھا کہ انکار مرجع ضمیر انکرہ و انکرتہ اسکے دعوی کی موئد ہے سو اس کا جواب
بھی مطولہ فیصلہ میں اور مختصرہ میں لکھا گیا۔ اب رہا امر دوم کہ تبسم کس قسم کا ہے اسکی نسبت میں
کہتا ہوں اول تو اسمیں شک ہے کہ یہ لفظ زاد المعاد میں فی الواقع تبسم ہے یا سہو کاتب کہ بجائے تقسیم
کے تبسم لکھا گیا اور تقسیم صحیح ہے چنانچہ فتح العلام اور مسک الختام ان دونوں کتابوں میں
تبسم نہیں ہے بلکہ تقسیم ہے اور اس کا ترجمہ سوگند خوردہ لکھا ہے پس اگر تقسیم کو ترجیح دیجاوے صحیح
سمجھا جاوے تو پھر نہ تو مولوی ثناء اللہ کا اس سے سلف کی تضعیف کرنا کیونکر صحیح ٹھہرتا ہے بلکہ
اسکا تانا بانا سب بکھر جاتا ہے اور اسکی تلبیس علی العوام کا راز طشت از بام ہو جاتا ہے اور
نہ فریقین میں کوئی نزاع ہی باقی رہتی ہے اور نہ اس نزاع کے فیصلہ کی جو کوہ کندن اور کاہ
برآوردن کا مصداق ہے کچھ ضرورت رہتی ہے جس نزاع نے بیفائدہ جماعت اہلحدیث
میں پریشانی ڈال رکھی ہے اب بھی انسب یہی ہے کہ فریقین اس نزاع کو چھوڑ کر مسئلہ
اتباع سلف کے اصل مسئلہ کے تصفیہ کیطرف رجوع کریں اور اگر لفظ تبسم کو صحیح مانا جاوے تو تبسم کا

ترجمہ مسکرانا ہے قال فی لسان العرب تبسم یتبسم تبسما وابتسم والتبسم ھو اقل الضحک واحسنہ۔ قال الزجاج والتبسم اکثر ضحک الانبیاء علیھم السلام وقال اللیث تبسم یتبسم تبسما اذا فتح شفتیہ پس تبسم کا ترجمہ مسکرانا ہے جسمیں نہ کوئی حقارت ہے نہ تمسخر جو ہنسی اڑانے کا مفہوم ہے تبسم کے ترجمہ میں ہنسی اڑانا لکھنا علاوہ بے ادبی اور اظہار اپنی کم علمی کے عوام الناس کو بزرگان دین خلفاء مجتہدین وغیرہم اور سلف صالحین صحابہ وتابعین پر گستاخ کرنا ہے۔ اب رہا یہ کہ حافظ ابن قیم حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتے ہیں یہ مضمون جو رسالہ اتباع سلف میں مولف مولوی ثناء اللہ نے درج کیا ہے محض بے اصل ہے زاد المعاد کی کسی لفظ یا عبارت صریح سے ثابت نہیں ہے چنانچہ زاد المعاد کے دیکھنے والے پر مخفی نہیں ہے مولوی ثناء اللہ نے یہاں پر نہایت جرات کی ہے اور اس تھوڑی سی عبارت میں کہ ابن قیم رح حضرت عمر کے فیصلوں پر ہنسی اڑاتا ہے اس نے تین جھوٹ کا ارتکاب کیا ہے۔ جب اس حدیث کے ایک راوی کے حق میں خود امام نے فرمایا کہ روای مناکیر اور خود شیخ ابن قیم نے لکھا کہ قال انکر الامام احمد بن حنبل ھذا عن قول عمرؓ بالتخصیص* خود اس قول کو بھی از جملہ مناکیر قرار دیتے ہیں تو پھر اس قول یا اس حدیث متضمن قصہ عمرؓ کے عند الامام منکر ہونے میں کیا شک باقی رہا پس جب انکار اور تبسم امام کا حکم عمرؓ پر نہ ثابت ہوا تو اس عبارت کو بلا انکار نقل کرنے سے ابن قیم پر الزام ہنسی اڑانے کسی طرح ثابت نہیں ہوتا جیسا مولوی ثناء اللہ نے زعم کیا تھا

ھذا ما ظھر لھذا العبد الضعیف من یاتی باحسن منہ فھو احق بالاتباع وانا اضعف واحقر خلق اللہ ابو عبید میر احمد اللہ عفی عنہ

نمبر چہل و پنجم

تحریر مولوی وحید الزمان صاحب حیدر آبادی

مولوی وحید الزمان صاحب کی تحریر نقل سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مولوی صاحب سے ہم نے اس بات میں کچھ تحریر کرانا نہیں چاہا تھا۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ نے عبارت زاد المعاد کے متعلق مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے استفتا کیا کہ زاد المعاد میں ابن قیم نے مطلقہ ثلثہ کے سکنے اور نفقہ

* اور خود امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ مجالد ہو ضعیف اور مجالد اس حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری سند میں ایک راوی ہے *

کے متعلق جو بحث کی ہے اس کی جو یہ عبارت ہے، وقد انکر الامام احمد ھذا عن قول عمر رض والنفقۃ للمطلقۃ ثلاثا اس عبارت میں حضرت عمر رض کے استدلال کا انکار مذکور ہے یا آپ سے ثبوت روایت کا انکار ہے۔ اور اس استفتا کا مولوی ابراہیم نے یہ جواب دیا کہ اس عبارت میں محل انکار حضرت عمر کا استدلال ہے یہ نہیں کہ روایت جسکے متعلق مصنف علامہ بحث کر رہے ہیں اس کا ثبوت عمر رض سے نہیں ہے۔ پھر اسکے وجوہات بیان کیے جو محض لغو اور مہمل ہیں اور اور استفتا معہ جواب کو مولوی وحید الزمان صاحب کے پاس بھیجکر ان سے اس کی تصدیق چاہی تو مولوی صاحب نے اسکے جواب میں یہ تحریر کی جو ذیل میں منقول ہے:۔

بعد غور کامل خاکسار کی رای یہ ہے کہ امام ابن قیم کی عبارت واما المطعن الثانی کی فصل میں یعنی اس عبارت میں وقد انکر الامام احمد ھذا عن قول عمر وجعل یتبسم ویقول این فی کتاب اللہ ایجاب السکنی والنفقۃ المطلقۃ ثلثا وانکرتہ قبلہ الفقیہۃ الفاضلۃ فاطمۃ مرجع ہذا کا یہ قول ہے لا ندع کتاب ربنا وسنۃ نبینا اور اسکے ثبوت عن عمر کا امام احمد نے انکار کیا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ امام مسلم کے نزدیک ایک روایت ثابت ہو اور امام احمد اس کو منکر کہیں صحیح مسلم ایسی کئی روایتوں میں اختلاف ہوا ہے منجملہ انکے ام حبیبہ کی ایک روایت ہے جسکا مضمون مجھے اسوقت یاد نہیں ہے اور صحیح مسلم شریف بھی میرے پاس اسوقت موجود نہیں ہے اور انکرتہ کی ضمیر بھی اسکی طرف راجع ہے یعنی فاطمہ بنت قیس نے بھی اسکے ثبوت کا عن عمر انکار کیا اور بینی وبینکم سے یہ امر مترشح ہوتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ فاطمہ نے یہ قول اسوقت کہا جب حضرت عمر گذر گئے تھے اور مروان کا زمانہ تھا چنانچہ زاد المعاد ہی میں شروع فصل میں یہ عبارت ہے فقال مروان لم نسمع ھذا الحدیث الا من امرأۃ فقالت فاطمۃ حین بلغھا قول مروان بینی وبینکم القران اور مطعن رابع کے جواب کے فصل میں ونحن نقول قد اعاذ اللہ امیر المومنین من ھذا الکلام الباطل الذی لا یصح عنہ ابدا قال الامام احمد لا یصح ذلک عن عمر میں صاف ذلک کا اشارہ دونوں کلاموں کی ثبوت کیطرف ہے یعنے لا ندع کتاب ربنا وسنت نبینا اور سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لھا السکنی والنفقۃ اور اسمیں صاف ثبوت ہی اسبات کا کہ امام احمد نے اس قول کے ثبوت میں بھی عن عمر کلام کیا ہے یعنے لا ندع کتاب ربنا وسنت نبینا میں گو امام مسلم اسکو اپنی صحیح میں روایت کریں۔ والسلام۔ خاکسار محمد وحید عفی عنہ

نوٹ: مولوی وحید الزمان صاحب نے ایک خط عربی میں رسالہ میں درج کرنے کی غرض سے ارسال کیا تھا وہ بھی اس تحریر کا مؤید ہے قع ملا تو وہ خط بعینہ نقل کیا جاویگا۔

نمبر چہل و ششم

تحریر نام کے مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی

مولوی عبد العزیز صاحب جنکو مولوی ثناء اللہ اپنا بڑا حامی سمجھتا ہے۔ ہمارے پرانے دوست تھے اپنے زمانہ طالب العلمی سے جلسہ کانفرنس منعقدہ ۲۵ فروری ۱۹۱۲ء تک مجھ سے کمال اتحاد و محبت کے مظہر رہے ہیں۔ مگر بمقتضای بشریت وہ ثناء اللہ کے دھوکہ میں آکر اس کی تمہید سے بعض غلط باتونکو بھی صحیح سمجھ کر اس مصرعہ کے مصداق ہو رہے ہیں۔ فعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ

وہ اور انکے ثانی اثنین حافظ مولوی عبد اللہ صاحب غازی پوری ثناء اللہ کی بعض مسائل میں متابعت یا موافقت کی سبب بہت لوگونکے ٹھوکر کھانے کے موجب ہو رہے ہیں

وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دونوں بہت بڑے عالم فرقہ اہلحدیث ثناء اللہ کے موافق ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے صحیح کہتا ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان دونوں کی قلم سے ثناء اللہ کے حق میں ایسی تحریریں نکلوا دی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں کو ثناء اللہ سے کلی اتفاق نہیں ہے۔ حافظ صاحب کی تحریر کو تو ناظرین نمبر ۳۱ پر دیکھ چکے ہیں۔ اب تحریر مولوی عبد العزیز صاحب کو بھی ملاحظہ کریں جس سے ثناء اللہ کی تفضیلی ترزویر و رسالہ اتباع سلف اور آیات متشابہات کی کل مخترعات و مستحدثات جو محض رای بمقابلہ آثار و اقوال صحابہ پر مبنی ہیں بیکار و بے اعتبار ہو گئے ہیں۔ آپ خط مورخہ ۸ اگست ۱۱ میں میرے ایک کارڈ کے جواب میں جو ثناء اللہ کی خود رائی کی شکایت میں میں نے لکھا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اخی المعظم مولینا المحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ گرامی کارڈ پیوستہ موجب کامرانیہا شد۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اپنی رای محض کو صحابہ کی رائی پر ترجیح دینے والا خاطی ہے۔ اس کا میں بھی قائل ہوں عبد العزیز

اس خط کے وصولی پر خاکسار نے انکو لکھا کہ صحابہ کی رای یا درایت پر اپنی رای کو ترجیح دینے والے کو آپنے خاطی لکھا ہے۔ اسمیں یہ بھی تشریح کر دیں کہ اس کی یہ خطا خطا اجتہادی ہے جس پر در صورت خطا بھی ایک اجر ملنے کی امید ہوتی ہے یا خطا منکر جو مستحق اجر نہیں بلکہ موجب معصیت ہے اسکے جواب میں آپنے اسکو خطا منکر قرار دیا۔ مگر یہ شرط لگا کر کہ اس میں خاطی نیت بخیر رکھتا ہو۔ اس اثناء میں جلسہ کانفرنس اہلحدیث پیش آگیا اور مولوی صاحب سے میں نے ثناء اللہ کے

ساتھ جلسہ کانفرس میں زبانی گفتگو کرانے کی درخواست کی تھی۔ اور تین خط متواتر لکھے اور اخبار وکیل میں بھی یہ درخواست مشتہر کرائی مولویصاحب نے معلوم نہیں کس مصلحت سے مجھے کانفرس میں بلاکر ثناء اللہ سے میری گفتگو کرانی کو پسند نہ کیا۔ اور مجھ سے باوجود عادت قدیم تعظیم و تکریم و لطف و محبت کے مولوی صاحب خفا ہو گئے اور جواب خط دینا ترک کر دیا لہذا اب اس شرط کی نسبت بذریعہ رسالہ کہا جاتا ہے کہ اتباع صحابہ شرعاً مامور بہ ہے اس کا اعتراف آپکے امام مولوی ثناء اللہ نے بھی کیا ہے رسالہ اتباع سلف صفحہ ۸ میں ملاحظہ ہو اور اس کا خلاف خلاف نصوص اور امر منکر ہے اور امر منکر میں اگر نیک نیتی مؤثر ہو سکتی تو چاہیے کہ جملہ ممنوعات شرعیہ زناکاری۔ شراب خواری۔ وغیرہ نیک نیتی پر مبنی تجویز ہو کر جائز ہو جاویں۔ جس کا کوئی مسلمان جاہل ہو خواہ عالم بشرطیکہ اسکو دین سے کچھ تعلق ہو قائل نہیں ہو سکتا ہاں کوئی فاتر العقل اور مسلوب الحواس ہو چکا ہو تو اس سے بعید نہیں کہ وہ نیک نیتی سے قطعی حراموں اور یقینی گناہوں کو حلال اور جائز کر دے

اجی جناب نیک نیتی تو ان امور میں لائق لحاظ و اعتبار ہے جو شرعاً جائز اور ثابت ہوں یہ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہے کہ پہلے ایک امر کی مشروعیت اور شرعاً اسکا جواز یا اولویت یا وجوب ثابت کرنا چاہیے۔ پھر اسمیں نیت اخلاص و ثواب ہو سکتی ہے اس اصول پر آپ غور کرینگے تو امید ہے کہ اپنی شرط کو واپس لینگے اور اس اصول کو بلا شرط واجب التسلیم قرار دینگے کہ اپنی رائے محض کو اقوال صحابہ پر مقدم کرنیوالا خاطی اور خطا منکر کا مرتکب ہے

یہ سنہرہ اصول قلم میں لاکر آپنے رسالہ اتباع سلف کے اصل اصول اور اصلی موضوع کو رد کر دیا ہے اور اپنی تقریظ سے گویا رجوع کر لیا ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں معروض ہے

مولوی عبد العزیز صاحب کو میں مژدہ سناتا ہوں اور مبارکباد کہتا ہوں کہ جو اصول آپکی قلم سے نکل گیا ہے یہ خدا تعالی مولوی ثناء اللہ کی قلم سے بھی نکلوا دیا ہے۔ وہ رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۵ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب حجۃ اللہ سے سلف صالحین کا عمل و دستور بالفاظ منقولہ حاشیہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا کہ درصورت آیت و حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ صلعم اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے۔

واذا فرغوا جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين حجة الله مصري صفحہ ۱۴۸ و حجة الله صديقي صفحہ ۱۵۴

اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہم بتصریح اظہار کرتے ہیں کہ ہماری بلکہ جملہ متاخرین کے محض اقوال سے صحابہ کے محض کے اقوال کو ترجیح ہے اور بیشک ترجیح ہے ماس سے کسیکو خصوصاً ہم کو انکار نہیں۔ انکار تو اس سے ہے کہ وہ حجت شرعی نہیں نہ منفرداً نہ اجماعاً نہ متفرقاً۔

پھر اس کی تائید میں آیت اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم نقل کرکے کہا ہے یہ آیت وجوب کے لیے ہے اور سلب وجوب سے سلب جواز لازم نہیں آتا۔ اسلیے ہمارا دعوی ثابت ہے کہ صحابہ وغیرہ تابعین کے محض اقوال بھی ہماری محض خیال و مقال سے مقدم ہیں دلیل کسی جانب ہو تو دلیل کی جانب راجح ہوگی

اس کلام حق التیام انصاف نظام میں مولوی ثناء اللہ نے نہ صرف ہماری اور آپکے اور جملہ محدثین کے مسلمہ اصول کو تسلیم کر لیا ہے۔ بلکہ اپنے اور اپنے جملہ مخالفین و معترضین کی مابین منازعت کو ہمیشہ کے لیے قطع کر دیا ہے۔ اور اسمیں مصالحت اور اتحاد کی بنا کو قائم کر دیا ہے۔ یہ خاکسار اور مولوی ثناء اللہ کے دوسرے مخالفین (انکے مسلم استاذ مولوی احمد اللہ صاحب اور خاندان غزنویہ کے جملہ ممبر) مولوی ثناء اللہ کے اس کلام حق التیام کے مطابق عمل کر لینے پر اسکو سینہ سے لگا لیں گے۔ اور جملہ تنازعات کو یک قلم موقوف کر دیں گے۔ انشاء اللہ تعالی کیونکہ مولوی ثناء اللہ کے خارج از اہلحدیث ہونے پر جو دلائل ثلثہ انکے مخالف قائم کیے ہوئے ہیں اور وہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۱۱۲ و صفحہ ۱۱۳ میں بیان ہو چکے ہیں ان دلائل کے کبریات سے کبری دلیل سوم (جس کا بیان جلد ۲۱ کے صفحہ ۱۳۹ میں ہے) مولوی ثناء اللہ کے اس کلام حق التیام اور آپکے اعتراف خط فرحت نمط سے بخوبی ثابت ہے اب اس دلیل کی صحت و ثبوت میں دیر ہے تو تسلیم صغری کی دیر ہے سو خاکسار جلد ۲۱ اشاعۃ السنہ میں بضمن خط بنام حافظ عبد اللہ صاحب صفحہ ۱۴۷ سے صفحہ ۱۵۲ تک اس کا کافی ثبوت دے چکا ہے مگر افسوس صد افسوس نہ حافظ صاحب نے اس جلد ۲۱ کو ملاحظہ کیا نہ (مولوی عبد العزیز صاحب! خود اپنی اس جلد ۲۱ کو دیکھا اور بلا ملاحظہ واپس کر دیا

اب بھی اس جلد کو آپ اور حافظ صاحب ملاحظہ کریں اور جن مسائل میں مولوی ثناء اللہ نے آپ دونوں صاحبوں کے نزدیک اور فیصلہ آرہ کے باقی منصفوں کے نزدیک اپنی رای محض کو رای صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین پر ترجیح دی ہوئی ہے انہیں مولوی ثناء اللہ رجوع کا اشتہار اپنے اخبار میں دیں اور آپ دونو صاحب مولوی ثناء اللہ کو رجوع کا اشتہار

دینے کی رغبت دلاویں یا وہ یہ ثابت کردیں کہ جو رای ان مسائل میں انہوں نے اختیار کی ہے وہ رای محض نہیں ہے۔ بلکہ کتاب اللہ وسنت سے اسپر فلان فلان دلائل قائم ہیں۔ اس صورت میں ہم لوگ انکی رای کو صحیح تسلیم کرلینگے۔ اور صلح قائم ومستحکم ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالی

اگر مولوی ثناء اللہ ایسا نہ کریں۔ اور امید نہیں کہ وہ ایسا کریں۔ تو آپ (مولوی عبد العزیز صاحب) اپنے اصول کو پیش نظر رکھکر کبری دلیل سوم کو صحیح تسلیم کرکے اسکے صغری کے ثبوت کے لیے فیصلہ آرہ کے محاکمہ نمبر ۶ و ۷ متعلقہ طیور اربعہ حضرت ابراہیم کو رزق مریم علیہما السلام وغیرہ کی طرف رجوع کریں اگر ان نمبروں میں آپ مولوی ثناء اللہ کے رای کا محض رای بلا سند کتاب و سنت ہونا پاتے ہیں۔ چنانچہ آپکا فیصلہ شاہد ناطق ہے تو پھر ہماری دلیل کا صحیح ہونا مان لیں اور اس دلیل اور دوسری دلیلوں کی صحت وثبوت کی نظر سے جو جلد ۲۱ اشاعۃ مقامات محولہ میں خاکسار بہم پہنچا چکا ہے ثناء اللہ کو اہلحدیث سے خارج کریں اور اس سے اختلاط ترک کریں اور اہلحدیث کانفرنس کے سکرٹری شپ اور ممبری سے اس کو علیحدہ کردیں منصفین آرہ سے یہ بھول ہوگئی ہے اور سخت بھول ہوگئی کہ جن نمبروں میں انہوں نے مولوی ثناء اللہ کے معترضین کو ڈگری دی ہے۔ ان نمبروں میں ثناء اللہ کی رای کا صرف اسکی متمسک بہا دلائل و وجوہات کے تغلیط وتخطیہ کیا اور یہ سوچکر کہ اس غلطی وخطا میں مولوی ثناء اللہ نے سلف صالحین صحابہ تابعین وغیرہ کا خلاف کیا ہے اور معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کا التزام کے ساتھ اتباع کیا ہے اسکو اختیار خلاف سلف اور التزام مذاہب اہل بدعت کی وجہ سے اہل حدیث و اہلسنت سے خارج نہ کیا۔ بلکہ اپنے فیصلہ میں خاکسار کے اصول اخراج کو نہایت قابل قدر وانصاف تسلیم کرکے اس فیصلہ کے صفحہ ۱۶ و ۱۷ میں الٹا مجھ پر یہ الزام قائم کیا ہے کہ تم نے خود اس اصول انصاف پر عمل نہیں کیا اور مولوی ثناء اللہ کو خارج از اہلحدیث کرنے میں اپنے بیان کردہ اصول سے کام نہیں لیا۔ خاکسار نے انکے الزام کا کافی جواب اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ میں صفحہ ۳۰۸ سے ۳۱۸ تک دیدیا ہے مگر افسوس صد افسوس ان حضرات نے نہ اس جلد کو ملاحظہ کیا نہ میرے جواب کو پڑھا۔ اب بھی میں مولوی عبد العزیز کے اس اصول کو جو میری دلیل سوم کا کبری ہے تسلیم کرلینے اور مولوی ثناء اللہ کے اس اصول سے اپنا اتفاق ظاہر کرنے پر بطور تمثیل صرف ایک نمبر ۶ کے محاکمہ کی طرف ان دونوں کو توجہ دلاتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ اس نمبر میں جو رای مولوی ثناء اللہ نے اختیار کی ہوئی ہے اور اسپر

اسکو ابتک اصرار اور اس کا التزام ہے وہ ابو مسلم جاحظ معتزلی سے پہلے صحابہ تابعین و دیگر سلف صالحین میں سے کسی ایک کی بہی رائی ہے۔ اگر ہے تو اس کا نام بتاویں اور بہ نقل صحیح اس کا ثبوت دیں اگر نہیں تو مولوی ثناء اللہ اپنے مسلمہ اصول پر عمل کر کے سلف کی تفسیر کو کہ جن چار جانوروں کو حضرت ابراہیم نے چار پہاڑوں پر رکھدیا تھا ان کو ذبح کر کے انکے گوشت و پوست کو ملا کر چاروں پہاڑوں پر رکھدیا تھا مرجح کہکر تسلیم کر لیں اور برخلاف اسکے جو اپنی تفسیر میں جاحظ معتزلی کی رای اختیار کی ہی اس سی رجوع کا اشتہار دیں اور اگر مولوی ثناء اللہ ایسا نہ کریں تو مولوی عبد العزیز صاحب اسکو اپنے مسلم اصول کی رو سے خاطی قرار دیکر ممبری و سکرٹری شپ کانفرس اہلحدیث سے علیحدہ کریں اور اگر انکا یہ عذر ہو کہ ایسا چلتا پرزہ سکرٹری ہمکو اور نہ ملے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے بہتر سکرٹری بہم پہنچا دینا ہماری ذمہ ہی۔ اور وہ اس طمع سے اپنے اور انکے اصول مسلم کے خلاف کو جائز نہ رکھیں۔ مولوی عبد العزیز صاحب سے اتنا بہی نہ ہو سکے تو وہ اپنے اصول اور مولوی ثناء اللہ کے اس اصول کو تسلیم کو پیش نظر رکھکر اتنا تو کہدیں اور کسی اخبار میں مشتہر کر دیں کہ مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اتباع سلف میں جو یہ لکھا ہے کہ صحابہ و تابعین کی پیروی صرف اخلاص اور وفاداری میں ہے جزئیات میں نہیں ہے اور بے دلیل بات ماننے کا نام تقلید ہے جو ممنوع ہے اور دلیل سی کسی بات کا ماننا اتباع ہے جو لازمی امر ہے یہ انکی غلطی تہی جس کو انہوں نے اب رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۵ میں بخوبی ظاہر کر دیا ہے اور اسکے برخلاف محض بلا دلیل اقوال صحابہ کی پیروی کو جائز تسلیم کیا ہے اور جزئیات میں انکی رائے محض کو اپنی بلکہ جملہ متاخرین کی رائے پر ترجیح دیکر انکی اخذ و پیروی کی رغبت دلای ہے۔ اور یہ بھی مشتہر کر دیں کہ مولوی ثناء اللہ کی اس غلطی سے میں نے بہی غلطی کھائی اور تقریظ رسالہ اتباع سلف میں یہ بات لکھ دی کہ مینے اسمیں کہیں لغزش نہیں پائی اب جو میں نے اس خط میں یہ اصول بیان کیا ہے جس کی مزید تفصیل تشریح انہوں نے اس رسالہ جدید میں کر دی ہے تو اب اس بات سی مینے اس تقریظ سے رجوع کر لیا ہے

نمبر چہل و پنجم

خود بدولت ایک مدت سے ہماری مخاصم و مخاطب عزیزم مولوی ثناء اللہ صاحب مؤلف رسالہ اتباع سلف کی تحریری شہادت مصدق اصل اصول نصیحت نامہ نمبر ۵

و مکذب رسالہ اتباع۔ بحکم (الفضل ما شہدت بہ الاعداء)

للہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

مولوی ثناء اللہ صاحب وہ دلیر بہادر ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں سب سے پہلے جواز اتباع یا تقلید جماعت سلف صالحین صحابہ و تابعین سے انکار کیا اور اس کو ناجائز اور خلاف حریت ٹہرایا اور بعض علماء کو اور بہت سے عوام اپنے پیچھے لگا لیا۔

انسے پہلے فرقہ اہلحدیث میں کم سے کم ایک بہی نہ تہا جس نے مسائل غیر منصوصہ و اجتہادیہ میں اس اتباع یا تقلید جماعت سلف سے انکار کیا ہو گو ایسے ہزاروں گذر چکے ہیں اور موجودہ ہیں جو نصوص کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے اور انکے مقابلہ میں کسی کی تقلید نہ کرتے اور مسائل اجتہادیہ میں بہی کسی خاص مذہب یا شخص واحد کے مقلد نہ کہلاتے اور ایسی تقلید کو ناجائز و خلاف حریت سمجہتے تہے اور ہیں کچہ عرصہ سے جو غیر منصوصہ و اجتہادیہ مسائل میں اتباع جماعت سلف سے فرقہ اہلحدیث میں انکار پیدا ہو گیا ہے تو اسکے موجد و امام لیڈر (قائد و رہنما) یہی مولوی صاحب ہیں اور باقی سب کے سب (علماء کہلاتے ہیں یا عوام میں داخل ہیں) انہی مولوی صاحب کے مقلد ہیں گو زبانی وہ مقلد ہونے کے اقراری نہیں۔

از انجملہ انکا ایک مقلد* جس کو وہ اپنے رسالہ اجتہاد و تقلید میں سحبان ہند کا خطاب اور اپنے بعض مکاتیب میں غازی انور بے کا لقب دے چکے ہیں اس رسالہ کی تقریظ میں جو نمبر ۵ پر ہے انکی اسی ترک تقلید جماعت سلف کی مدح میں لکھتے ہیں۔

ہم فاضل مصنف سلمہ اللہ تعالی کے مساعی جمیلہ کو اس نظر سے بہی مشکور جانتے ہیں کہ اس ملک ہندوستان میں اہلحدیث کثر اللہ سوادہم کے دور کو ایک قرن گذر گیا اور جیسا کہ مسلم ہے امتداد زمانہ کی وجہ سے خیالات میں انقلاب اور ہمتوں میں پستی ہو جاتی ہے اسی طرح اہلحدیث میں بہی وہ بلند ہمتی و حریت کا جو انکا مایۂ ناز تہی کم ہونے لگی اور اسی عرصہ کی متروک تقلید* برنگ دیگر و طرز جدید انمیں بہی آنے لگی تو ایسے وقت پیشتر اسکے کہ یہ فرقہ حقہ ضعیف ہو جائے اور اسکے علمی آثار مٹ جاویں۔ حضرت مولانا مصنف سلمہ اللہ کو یہ توفیق ملی کہ وہ

* وہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی ہے جس نے کچہ حدیث حافظ عبد المنان صاحب سے پڑہی ہے (جو ہماری اقراری شاگرد ہیں) کچہ کتب صرف و نحو و منطق شرح تہذیب تک مولوی غلام حسن صاحب سے پڑہی اس سے علاوہ علم فقہ اصول معانی بیان وغیرہ میں اس کا کسی سے کچہ سے کچہ پڑہنا معلوم نہیں ہوا۔ شاید یہ علم اس کو لدنی ہوں خاکسار سے بلا واسطہ بہی اس نے میرے سفر جموں میں چند روز ساتھ رہکر استفادہ کیا ہے جس سے اسکے والد اور بہائی احمد الدین واقف ہیں۔

* یہ ہمارے نافرمانبردار شاگرد کی اس خاکسار اور اسکے ہمخیال متبعین سلف پر اشارۃً چوٹ ہے

فرقہ اہلحدیث کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً انکا یہ مایۂ ناز شعر یاد کرائیں ؎

اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفیٰ بر جاں مسلم داشتن

جس سے اس مقلد مولویصاحب کی مراد یہی ہے کہ اسوقت اہلحدیث میں اتباع یا تقلید جماعت سلف صالحین کا خیال پیدا ہونے لگا تھا جس کو مولویصاحب نے مٹا دیا۔ اور شعر مذکور سنا کر یہ تعلیم کیا ہے کہ صرف ایک کتاب اللہ اور دوسری حدیث رسول اللہ پر عمل کرنا چاہیے ان دونوں کے سوا اقوال اجماعیہ و اختلافیہ صحابہ و تابعین و غیرہ ائمہ دین کی پیروی کا نام نہ لینا چاہیے ان سب کے بائیکاٹ (علیحدگی) کر دینا چاہیئے

اس نادان و بے خبر مقلد مولویصاحب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اتباع جماعت سلف صالح صحابہ و تابعین تو اہلحدیث میں قدیماً و حدیثاً متوارث چلا آیا ہے ان میں ایک شخص بھی ایسا نہیں گذرا جس نے اس کا انکار کیا ہو ایسا ہی حال و مقال مولوی صاحب کے دوسرے مقلدوں کا بھی جنہوں نے رسالہ اتباع سلف پر بے سوچے بغیر سمجھنے کے دستخط کر دیئے تھے اور مولویصاحب کی تقلید مسئلہ اتباع سلف میں عام لوگوں کے دھوکہ کھانے کے باعث ہوئی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ان سب مقلدین مولویصاحب نے رسالہ اجتہاد و تقلید مولوی صاحب پر دستخط کر کے پہلے رسالہ اتباع پر دستخط کرنے سے رجوع کر لیا۔ اسمیں مولوی صاحب کی تقلید انکے کام آگئی اور موجب تدارک مافات بن گئی۔

ان ہی مولویصاحب کے روکدینے سے وہ مقلدین مولویصاحب ہماری اصول خمسہ مذہب اہلحدیث پر (جو تائید مضامین نصیحت نامہ اور تخطیہ مضامین رسالہ اتباع سلف میں ہمنے قلمبند کر کے پہلے ارکان و ممبران کانفرنس اہلحدیث کے پیش کئے تھے۔ پھر ممبران انجمن اہلحدیث لاہور کے سامنے پیش کیے تھے) دستخط کرنے سے روک دیئے گئے۔

اور جلسہ افتتاحی کانفرنس اہلحدیث دہلی میں اور جلسہ انجمن اہلحدیث لاہور میں ان اصول پر بحث ہونے سے منع کر دیئے گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جلسہ افتتاحی کانفرنس اہلحدیث لاہور سے ہم کو خود علیحدہ ہونا اختیار کرنا پڑا۔ اور مولویصاحب و صوفی کو ممبران انجمن اہلحدیث لاہور کے (جو معتقدین اتباع سلف ہیں) مجبور کرنے سے اس انجمن کی ممبری سے استعفا دینا پڑا اور ایک جماعت تابعین مولوی صاحب کو جماعت جمعہ مسجد چینیاں والی لاہور سے علیحدہ ہو کر مسجد بنگلہ ایوب شاہ میں الگ جمعہ قائم کرنا پڑا۔

ہم اہلحدیث میں اسی وجہ سے اور وجوہات کے خوف سے اپنی کوشش میں ناکام رہے

الغرض ان اصول خمسہ کی نسبت انکے اختلاف ظاہر کرنے سے اہلحدیث لاہور و امرتسر میں ایسا تفرقہ برپا ہوا جس کا انسداد احاطہ قدرت و امکان سے خارج ہوتا نظر آنے لگا تو خدا تعالیٰ نے مولوی صاحب موصوف کے اس انکار کے بعد اور اسکے نتائج بد نکلنے کے زمانہ ہی میں مولوی صاحب سے ایک رسالہ اجتہاد و تقلید تصنیف کرا دیا۔ اور محض اپنے کرم و الہام سے اس رسالہ میں انکی قلم سے ایسے مضامین نکلوا دیے جن سے رسالہ اتباع سلف کے فساد کی اصلاح ہو جائے اور تدارک مافات عمل میں آوے اور وہ تفرقہ اختلاف مبدل باتحاد و اتفاق ہو جائے۔ وہ رسالہ مولوی صاحب نے خاکسار کے پاس بغرض تقریظ بھیجا اور میں نے اس رسالہ کو دل ناخواہ سے دیکھنا شروع کیا تو جسقدر دیکھتا جاتا اسی قدر اس رسالہ سے تنفر اور اسکے مصنف اور مصدقین پر میرا تعجب بڑھتا جاتا۔ اور مجھے یہ افسوس دامنگیر ہوتا جاتا کہ ہماری جماعت کی علماء کے علم و فہم کو کیا ہو گیا ہے کہ انمیں سے کسی نے بھی یہ سمجھا کہ اس رسالہ کا موضوع تو بیان منصب مجتہد و اجتہاد تھا جو اجتہاد کی تعریف جامع و مانع بیان کرنے کے سوا بیان ہونا ناممکن تھا اور اسکی فصل اول میں جسکی سرخی یا عنوان مجتہد و اجتہاد ہے شروع سے آخر تک جو عبارات کتب اصول نقل کیے ہیں انمیں تعریف اصول فقہ بیان ہوئی ہے نہ تعریف اجتہاد بجز ایک عبارت مسلم الثبوت کے کہ انمیں تعریف اجتہاد مطلق و تشریح طلب ہے اور اس کی پوری تشریح نہیں ہے ان عبارات کے بیان سے مصنف نے اپنے ناظرین رسالہ کو یہ جتایا ہے کہ جس شخص نے کم سے کم اصول الشاشی پڑھ کر اصول فقہ کی تعریف کو سمجھ لیا ہو اور بعض احکام شرعیہ کو انکی ادلہ سے جان لیا وہ مجتہد ہو گیا۔ حالانکہ اس مسئلہ کا قائل اسلامی اور علمی اور اصولی دنیا میں بجز مصنف اور اسکے مصدقین کے کوئی ایک شخص بھی نہیں ہے اس امر کی تفصیل آیندہ عنقریب ہوگی۔ اس تعجب و افسوس کے ساتھ بھی اس رسالہ کو بغور دیکھا گیا تو اسکے صفحہ ۲۳ میں مجھے مضمون و عنوان تقلید نظر آیا پھر اسکے صفحہ صفحہ ۵۱ میں عمل زمانہ سلف نگاہ سے گذرا۔ ان دونوں مقام میں مصنف نے اپنے رسالہ اتباع سلف کا خلاف کیا ہے۔ اس رسالہ میں جو اس سے انکار اتباع یا تقلید سلف وقوع میں آیا ہے اور وہ موجودہ تفرقہ جماعت کا موجب ہوا ہے اس سے گویا مصنف نے رجوع کر لیا ہے۔ ان دونوں مقام کو پڑھ کر خاکسار کو اسقدر مسرت حاصل ہوئی جس قدر اس شخص کو ہوتی ہے جس کا ذکر حدیث صحیح نبوی میں آیا ہے کہ اسکی سواری کا جانور جس پر اس کا کھانے پینے کا سامان تھا کھویا گیا تھا وہ تلاش کرنے کے بعد مایوس ہو کر سو گیا۔

جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسکا جانور اسکے پاس آ گیا ہے اسکی خوشی میں وہ ایسا از خود رفتہ و حواس باختہ ہو گیا کہ اسکے منہ سے بجائے اللھم انت ربی وانا عبدک اللھم انت عبدی وانا ربک نکل گیا۔ اسی خوشی میں میں لاہور پہنچا اور پہلے منشی مبارک علی کورٹ انسپکٹر کے ذریعہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو تحریری پیغام بھیجا جس کا ماحصل یہ تھا کہ جو رسالہ اجتہاد و تقلید میری پاس بغرض تقریظ بھیجا گیا ہے میں اسپر تقریظ لکھنے کو تیار ہوں اگر مولوی ثناء اللہ صاحب وعدہ دیں کہ اس تقریظ کو بلا کم و کاست اپنے اخبار میں چھاپ دیں گے۔

وہ پھر جب اودھر سے صدائے برنخاست کا نقشہ نظر آیا تو میں نے مسجد چینیانوالی کے ممبر پر بروز جمعہ بتمام حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں اتباع سلف کو تسلیم کر لیا ہے کوئی صاحب نیک نیت کھڑے ہو جائیں اور آپکی اس تسلیم پر مولوی ثناء اللہ سے عمل کرا دیں تو یہ اختلاف و تفرقہ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ اہل مسجد کے چند مقتدی یہان کا جمعہ چھوڑ کر علیحدہ جمعہ پڑھنے لگ گئے ہیں دور ہو جائے حاضرین مجمع میں منشی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت لاہور تھے جو جماعت جمعہ کی تفریق پر اس مجلس میں افسوس کر رہے تھے بعض احباب نے انہی کو اس تحریک و اتفاق کے لیے مامور کیا تھا پھر خاکسار نے بٹالہ پہنچکر انکے نام اس تحریک کے لیے خط لکھا تو انہوں نے یہ زبانی جواب دیا کہ میں سفر جاتا ہوں وہاں سے واپس آکر تحریر کرونگا۔ مگر اب تک انکی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا لہذا میں اس تسلیم مولویصاحب کو پبلک کے سامنے بذریعہ رسالہ پیش کرتا ہوں منشی شمس الدین صاحب و منشی مبارک علی صاحب اور جو کوئی بہی خواہ قوم ہمت کر سکے اس رسالہ کو ہاتھ میں لیکر مولوی صاحب کے پاس پہنچیں اور کہیں کہ اب وہ اپنے ان مضامین رسالہ اجتہاد و تقلید پر عمل کر کے باہم اتفاق و اتحاد کو قائم و مستحکم کریں اور قوم کے حال پر رحم کریں۔ پس ہم پہلے عبارات رسالہ اتباع سلف نقل کرتے ہیں جس میں مولویصاحب کا جواز تقلید و اتباع سے انکار پایا جاتا ہے اسکے بعد انکی عبارات رسالہ اجتہاد و التقلید نقل کریں گے جن میں اس تقلید کا جواز پایا جاتا ہے اور اس سے مولویصاحب کا انکار سابق سے رجوع ثابت ہوتا ہے رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۵ میں کہا ہے۔ فصل دوم سلف صالحین کی تعریف اور انکی پیروی کی تاکید۔ پھر چند احادیث و آثار اور ایک آیت متضمن تاکید اتباع سلف نقل کر کے صفحہ ۸ میں کہا ہے۔ یہ آیت صاف بتلا

رہی ہے کہ سلف صالحین کی پیروی جو خلف پر لازم اور موجب رضا الٰہی ہے وہ اخلاص وفاداری میں ہے۔ جزئیات میں نہیں۔ اسکے بعد کہا ہے

التقليد معناه في الشرع الرجوع الى قول لا حجة لقائله وذلك ممنوع منه في الشريعة والاتباع ما ثبت عليه حجة۔

فصل سوم اتباع اور تقلید۔ پھر ابو عبد اللہ مالکی سے نقل کیا ہے کہ بے دلیل بات ماننے کا نام تقلید ہے اور دلیل سے کسی کی بات مان لینا اتباع ہے یہ عربی وار دو دونوں عبارتیں رسالہ اتباع کی ہیں۔ عربی عبارت میں جس کو تقلید کہا ہے اسکو شرعاً ممنوع کہا ہے جسکا ترجمہ مولوی صاحب سے چھوٹ گیا ہے مگر اس کا مطلب و معنی خیال سے نہ چھوٹا ہوگا۔ پھر اسکے صفحہ ۹ میں سلف کی روایت اور درایت افہم وسمجھ اور رای میں فرق بیان کرکے کہا ہے کہ روایت اور درایت دو مفہوم الگ الگ ہیں۔ معتبر صادق القول (یعنے سلف صالحین وصحابہ و تابعین کی روایت تو مسلم ہے۔ مگر روایت اور فہم یعنے وہ نتائج جو اس درایت سے اُس نے اخذ کیے ہیں ممکن ہے کہ ناقابل تسلیم ہوں۔

پھر صفحہ ۱۱ میں کہا ہے کہ روایت تو معتبر ہو سکتی ہے مگر درایت معتبر نہیں پھر اسکے صفحہ ۱۳ میں کہا ہے کہ حافظ ابن القیم حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہنسی اوڑاتے اور امام احمدؒ حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر ہنسا کرتے۔ پھر اسکے صفحہ ۴۲ میں کہا ہے کہ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ جو شخص تقلید سے یعنے بے دلیل علم حاصل کرتا ہے۔ اسکی مثال رات کو ایندھن لانے والی کی ہے جو اپنے خیال میں لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھاتا ہے۔ حالانکہ اسمیں سانپ بھی ہوتا ہے جو اسکی بیخبری میں اُسے کاٹ کھاتا ہے۔ پھر اسکے صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں اجماع وجمہوریت کا بے اعتبار ہونا بیان کرکے صفحہ ۴۶ میں کہا ہے کہ ہمارے نزدیک کسی قول کے صحیح ہونے کی دلیل یہ نہیں کہ وہ اجماع یا جمہور کے موافق ہو۔ اور غلط ہونے کی یہ وجہ نہیں کہ اجماع یا جمہور کی مخالف ہو۔ بلکہ ہر ایک قول کی صحت یا غلطی دلیل کے وجود اور عدم پر مبنی ہے۔ پھر صفحہ ۴۷ میں کہا ہے حافظ ابن قیم مرحوم نے جو استحالہ پیش کیا تھا کہ اگر کسی امر میں ہم تمام صحابہؓ کے اقوال سے علیحدہ کوئی بات کہیں اور اسی کو حق جانیں تو لازم آتا ہے کہ طبقہ صحابہ کرام تمام حق گوئی سے خالی ہو جائے۔ اس سوال کا جواب اجماع اور جمہوریت کی بحث سے مل سکتا ہے کیونکہ جن صحابہ کے اقوال ہم تک پہنچے ان سے کہیں زیادہ ایسے ہیں جن کے نہیں پہنچے۔ پھر ہم کیونکر باور کر سکتے

ہیں کہ جنکے اقوال ہم تک نہیں پہنچے وہ موصولہ اقوال سے متفق تھے ہم مانتے ہیں کہ زمانہ صحابہ کرام کیا کوئی زمانہ بھی حق گوئی سے خالی نہیں رہ سکتا۔ لیکن اسکا علم ہم کو نہ ہو تو اس سے اس کا عدم لازم نہیں آسکتا۔ یہی ایک اصول ہے جس سے غفلت کرنے سے لوگ غلطی کر جاتے ہیں۔ آخری التماس مصنف۔ میری غرض اس رسالہ سے یہ ہے کہ مسلمانوں میں طبقہ علماء اپنے علم و فضل کی حیثیت سے ہر مسئلہ کو بطریق سلف صالحین تحقیق کیا کریں تاکہ جو تقلیدی جمود صدیوں سے ہم میں آرہا ہے تحلیل ہو۔ یا اسمیں کسی طرح کی کمی آئے۔

یہ عبارات صاف اور صریح الفاظ سے بتا رہی ہیں کہ مولویصاحب بلا دلیل کسی کی تقلید کو سلف کی ہو۔ خواہ خلف کی۔ ایک کی ہو۔ یا سو کی ہزار کی یا بے شمار اشخاص کی ہو ناجائز جانتے ہیں۔ اور اتباع سلف کا جو حکم شرع میں وارد ہے اس کو انکی روایت قبول کرنے سے مخصوص کرتے ہیں یا صرف اخلاص وفاداری سے اس کو مختص سمجھتے ہیں مسائل جزئیات میں جنکی دلیل معلوم نہ ہو۔ انکی تقلید جائز نہیں رکھتے۔

اب انکے رسالہ اجتہاد و تقلید کی عبارات سنو۔ اسکے صفحہ ۲۳ میں ہے:۔

فصل پنجم تقلید۔ یہ امر بالکل صاف اور ظاہر ہے کہ جو شخص علم نہ رکھتا ہو۔ وہ علمدار کی پیروی کرے پھر تعریف تقلید میں اشکال ظاہر کرکے اسکے صفحہ ۲۵ میں اس کا حل ابن سبکی سے یوں نقل کیا ہے کہ انہوں نے تقلید کی تعریف یوں کی ہے کہ کسی بات کو قبول کرنا اس کی دلیل پہچاننے کے بغیر اس تعریف پر وہ اعتراض نہ ہوگا۔ کیونکہ عامی کو عالم کی پیروی کا حکم ہے وہی حکم اس کی پیروی کی دلیل ہے۔

اس عبارت میں آپنے فیصلہ کر دیا ہے کہ جس شخص کو کسی مسئلہ کی دلیل کا علم نہ ہو وہ علمدار کی تقلید کرے بغیر اسکے کہ وہ اس مسئلہ کی دلیل اس کو بتا دے تو یہ تقلید اسکے لیے جائز ہے اور اس تقلید کا اسکے لیے شرع میں حکم آچکا ہے اس قول میں اپنے اس قول رسالہ اتباع سلف سے کہ بلا دلیل کسی کی بات کو مان لینا تقلید ہے اور وہ ناجائز و ممنوع ہے۔ صاف رجوع کیا ہے۔ اور پہلے قول کو غلط قرار دیا ہے اگر آپ اسمیں عذر یا ویل کریں کہ رسالہ اتباع میں ہم نے علماء کے حق میں تقلید میں عامی و بے علم کے لیے تقلید کو جائز کہا ہے۔ لہذا اس میں مخالفت نہیں ہے تاکہ کلام ثانی کو کلام اول سے رجوع تجویز کیا

ہے کہ تقلید ناجائز و ممنوع ہے اور رسالہ اجتہاد و تقلید

جاسکے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قول آیندہ میں آپ نے ائمہ محدثین کے طریق عمل میں جو احادیث کا تتبع کرتے صحابہ و تابعین کی تقلید کو داخل کیا ہے۔ لہذا اس کلام سابق اتباع سلف کو علماء سے مخصوص کرنا اور کلام جدید رسالہ اجتہاد و تقلید کو عامی کے حق میں قرار دینا بے معنی و ناممکن امر ہے۔ احادیث کا تتبع کرنے والے ائمہ محدثین عامی نہیں کہلاتے۔

اب اس سے بڑھکر سنو۔ صفحہ ۵ میں اس رسالہ میں آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی

> واذا فرغوا جهدهم فی تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلة حدیثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعین الخ (حجة الله مصری جلد اول ص۱۴۸ حجة الله صدیقی ص۱۵۴)

کتاب حجۃ البالغہ سے نقل کیا ہے کہ زمانہ سلف میں دستور تھا کہ کوئی مسئلہ اگر حدیث میں ملتا تو اقوال صحابہ اور تابعین کو لیتے اس حوالہ سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ ہوتا ہے کہ زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا کہ درصورت آیت حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ صلعم اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہم بھی بتصریح اظہار کرتے ہیں کہ ہماری بلکہ جملہ متاخرین کے محض اقوال سے صحابہ کے اقوال کو ترجیح ہے۔ اور بیشک ترجیح ہے۔ اس سے کسی کو خصوصاً ہم کو انکار نہیں انکار تو اس سے ہے کہ وہ حجت شرعی نہیں نہ منفرداً نہ اجماعاً نہ متفرقاً۔ چنانچہ اس کی مفصل بحث اوپر ہو چکی ہے یہی معنے ہے قرآن مجید کی اس آیت کہ خدا تعالے کے الہام کیے ہوئے کلام

> اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء

(قرآن و حدیث) پیروی کرو اور اسکے سوا کسی کی مت کرو چونکہ یہ حکم امر للوجوب یہ آیت وجوب کے لیے اور سلب وجوب سے سلب جواز لازم نہیں آتا اس لیے ہمارا دعوی ثابت ہے کہ صحابہ تابعین وغیرہ سلف کے محض اقوال بھی ہمارے محض خیال اور مقال سے مقدم ہیں دلیل کسی جانب ہو تو دلیل کی جانب راجح ہوگی

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں اسی عنوان سے فصل مقرر کی ہے

> فصل فی جواز الفتوی بالاثار السلفیة والفتاوی الصحابیة وانها اولی بالاخذ بها من اراء المتاخرین ج ۲ ص ۲۱۶

چنانچہ لکھتے ہیں۔ یعنے آثار صحابہ پر فتوے دینا جائز ہے۔ اور وہ متاخرین کے اقوال سے اولی ہیں" یہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کا آخری کلام ہے۔ جس منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ اس منہ کو کھانڈ سے بھر دینے اور جس قلم سے یہ

لفظ لکھے گئے ہیں اسکو چوم لینے کو دل چاہتا ہے۔

اس عبارت میں سلف صالحین علماء محدثین کا یہ عمل بتایا گیا ہے کہ وہ احادیث رسول اللہ صلعم کا تتبع و تلاش کرتے جب انکو حدیث نہ ملتی تو اقوال صحابہ و تابعین کو اخذ کرتے یہ علما کے حق میں بلا دلیل اقوال کے تقلید کی تجویز نہیں تو اور کیا ہے

اے میرے عزیز مولوی صاحب۔ اگر یہ الفاظ الہام والقاء ربانی سے یا بوجہ عاقبت اندیشی و ہدایت عقل انسانی آپنے دل سے کہے ہیں تو بس آپکی اور آپکی مخالف پارٹی کے علماء و عوام کی جماعت اہلحدیث لاہور و امرتسر سے پختہ اور دائمی مصالحت ہو جانے میں اور انجمن اہلحدیث لاہور کے ممبروں میں اور نمازیاں مسجد چینیانوالی لاہور میں جو پھوٹ پڑ رہی ہے اسکے رفع دفع ہو جانے میں اب صرف اسقدر دیر و توقف ہے کہ آپ اپنی تفسیر غزنی کے ان مقامات کے متعلق جہاں آپ کی تفسیر سلف صالحین کا خلاف ہوا ہے اپنی تفسیر سے سلف کو راجح کہدیں اور اپنی تفسیر سے اس کو اولی قرار دیں اور اس امر کا اپنے اخبار میں اشتہار کر دیں یا اپنی تفسیر کی وجوہات کتاب و سنت سے بیان کر دیں جو آپکی تفسیر کو تفسیر سلف پر ترجیح دیں اجماع و اقوال جماعت صحابہ کو واجب الاتباع کہو یا نکہو انکو حجت شرعی مانو خواہ نہ مانو انکے اقوال کا اوروں کے اقوال سے مقدم ہونے کا اشتہار دیکر انکی تفسیر کو اپنی تفسیر سے جو رائی محض پر مبنی ہے نہ کتاب و سنت پر راجح مقدم ہونے کا اشتہار کر دو۔ اب رہی یہ بحث کہ اقوال سلف منفرداً یا اجماعاً حجت شرعی ہیں یا نہیں۔ اس بحث کو بالفعل ٹوکرہ سکوت کے نیچے دبا رکھیں یہ بحث پھر سہی۔ یار باقی صحبت باقی۔ مجھ کو خدا تعالے نے زندگی میں مہلت دی تو میں قرآن اور حدیث سے بلکہ آپ ہی اس رسالہ اجتہاد و تقلید سے ثابت کر دکھاؤنگا انشاء اللہ تعالی کہ اگرچہ اکیلے صحابی کا قول حجۃ شرعی نہیں ہے۔ اور یہی محل ہے اس اصول محدثین کا ہے جس کو آپ سنہرا اصول بتاتے ہیں یعنے قول الصحابی لیس بحجۃ مگر شیخین اور خلفاء اربعہ اور دیگر جماعت صحابہ کے اقوال جن کا خلاف دوسری صحابہ سے مروی نہ ہو اور اجماعی اقوال ہر زمانہ کے کتاب و سنت کا بدل اور شرعیہ حجت ہیں۔

اب ہم اس شہادت تحریری مولوی صاحب کی تائید میں مولوی صاحب کی تمام پارٹی اور جملہ مقلدین و مصدقین رسالہ اتباع سلف و اکابر علمائے محدثین متقدمین و متاخرین کی شہادت پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہو کہ یہ اصول زمانہ قدیم سے متفق علیہا

چلے آئے ہیں۔ اس زمانے اخیر میں جن لوگوں نے ہمیں اختلاف ظاہر کیا وہ بھی اب ان سے متفق ہوگئے ہیں۔ اب انمیں کسیکا اختلاف باقی نہیں رہا۔ مگر اس ثبوت کے لیے بطور تمہید انکے اختلاف کی ہسٹری کا بیان ضروری ہے پس واضح ہو کہ ان اصول قدیمہ میں سب سے پہلے مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اتباع سلف میں اختلاف ظاہر کیا تھا باقی انکے ہمخیال انہی کے مقلد ہوگئے اور انہوں نے اپنی علم اور فہم سے کچھ کام نہ لیا۔ خاکسار نے اس رسالہ کے جواب میں نصیحتنامہ نمبر ۵ رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ میں مشتہر کیا تو اسپر انکے مصدقین رسالہ سے بڑھکر ہمارے علمائے وقت نے خاکسار کے رسالہ سے اتفاق کیا۔ بلکہ بعض مصدقین رسالہ اتباع سلف نے ہی اپنی تصدیق سے رجوع کیا جنکی تحریرات اسی جلد کے نمبر ۲ میں منقول ہو چکی ہیں۔ پھر خاکسار دربار کے موقعہ پر دہلی پہنچا تو ان اصول خمسہ کو مستقل طور پر قلمبند کرکے علماء دہلی کے سامنے پیش کیا۔

وہ اصول خمسہ یہ ہیں

(۱) جو حکم قرآن وحدیث میں منصوص ہو اسکا اتباع بلا واسطہ غیر واجب ہے اگر متبع خود عالم ہے تو وہ اپنی خداداد علم سے قرآن وحدیث کا اتباع کرے اور اگر وہ جاہل وعامی ہے تو کسی عالم قرآن وحدیث سے مضمون آیت و حدیث سنکر اور اسکی صحت ومعنے دریافت کرکے اس کا اتباع کرے اور جو اس حکم کا مخالف کسی کا قول (ایک ہو یا جماعت کا) اس کو پہونچے اس کی تقلید و پیروی نہ کرے

(۲) اور جو حکم قرآن وحدیث میں نہ ملے انہیں آثار واقوال صحابہ کا اتباع واجب ہے۔ اگر وہ آثار واقوال اجماعی ہوں یا غیر خلافی یعنے انمیں کسی صحابی کا اختلاف معلوم ومروی نہ ہو

(۳) جو صحابہ کے اقوال اختلافی ہوں انمیں کسی نہ کسی صحابی کے قول کی پیروی ضروری ہے خصوصاً خلفائے اربعہ وشیخین کے اقوال کی اور ان سب کا خلاف کرنا اور سب کو چھوڑکر اپنی رای یا آرائے متاخرین خصوصاً اہل بدعت واہواء معتزلہ وغیرہ کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے

(۴) صحابہ کے اقوال بھی نہ ملیں تو حسب تاریخ وترتیب اصل دوم وسوم تابعین کے اقوال کی پیروی مناسب ہے اور اقوال قرون متاخرہ پر ان کو تقدیم ہے یہ اصول اربعہ ہر ایک امر دین میں متعلق اعمال ہوں خواہ متعلق اعتقاد یا تفسیر قرآن وغیرہ انکے لیے دستور العمل ہیں۔

(۵) ومعہذا انکے نزدیک یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک امر متعلق دین میں اصول اہل بدعت اور اہواء معتزلہ ونیچریہ ومرزائیہ وغیرہ کے اصول سے محترز ہیں۔ مثلاً معتزلہ کے اس اصول سے کہ قرآن مجید کی تفسیر مجرد لغت سے بلا استشہاد واستمداد احادیث وآثار جائز ہے (۲) جو

امر انکے خیال میں نیچر و قانون قدرت معلوم ہو وہ لائق تسلیم نہیں ہے بلکہ واجب التاویل ہے (۳) حقیقت شرعی احکام میں مقدم ہوتی ہے نہ اخبار گذشتہ و پیشینگویوں میں وعلے ہذا القیاس۔

اس مذہب اہلحدیث اور انکے اصول کی تفصیل حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۱۵۴ اور اعلام الموقعین کے صفحہ ۲۱ جلد اول اور صفحہ ۳۱۶ لغایت صفحہ ۳۳۲ جلد ۳۔ وغیرہ و تفسیر اتقان کے صفحہ ۵۳۷ وغیرہ میں اور مجمع الزوائد ابو بکر ہیثمی صفحہ ۷۱ و مشکوۃ شریف و خود قرآن مجید و فرقان حمید میں ہے

ان سب اصول کا خلاصہ ابیات ذیل میں ہے جو پرچہ قواعد کانفرنس و انجمن اہلحدیث لاہور و اخبار اہلحدیث امرتسر کے سر ورق پر مشتہر ہونے کے لائق ہے ؎

اصل دین آمد مسلمانرا قرآں — پس حدیث سرور پیغمبراں
پس ازاں اجماع اہل اجتہاد — از صحابہ سید خیر العباد
بعد زاں اجماع جملہ تابعین — رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
پستر اقوال خلافیہ ہماں — شد مقدم بر مقال دیگراں

ان اصول کو خاکسار نے ۳۰ ذی الحجہ ۲۹ھ کو دہلی کی مسجد اہلحدیث (مسجد خلیفہ جی) میں جمعہ کے خطبہ میں جسمیں علماء مشاہیر اہلحدیث سے حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ اہلحدیث۔ مرزا ضمیر الدین صاحب صدر کانفرنس اہلحدیث دہلی۔ مولوی حافظ عبد الوہاب صاحب وغیرہ موجود و مخاطب تھے پیش کیا۔ تو بعد نماز جمعہ جملہ حاضرین و مخاطبین سے بجز حافظ عبد اللہ صاحب کہ وہ بعد نماز مجلس سے چلے گئے تھے، سب کے سب نے بالاتفاق کہا کہ اتباع سلف کا منکر کون ہے۔ آپ یہ تقریر لکھ کر دیں ہم دستخط کر دیں گے۔ (اخبار اہلحدیث ۲۹ دسمبر ۱۱ء ۳۰ھ ملاحظہ ہو)

اسکے بعد میر عبد السلام صاحب کے مطبع فاروقی دہلی میں کانفرنس اہلحدیث کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں اس خاکسار نے بہ تحریک مولوی سید احمد حسن صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر ریاست حیدر آباد دکن و تائید صدر انجمن مرزا ضمیر الدین احمد صاحب پہلے یہ تمہید پیش کی۔ کہ سکرٹری کانفرنس نے میرے نام ایک کارڈ لکھا تھا کہ آپ کانفرنس کی مجلس انتظامیہ کے ممبر قرار دیے گئے ہیں اور اسکے بعد کے دو کئی کارڈ دو بیس کانفرنس کی کارروائی

سے بھی اطلاع دیتی رہے خاکسار نے پہلے کارڈ کے جواب میں لکھدیا تھا۔ کہ جب تک کانفرنس اصول اہلحدیث کے پابند نہ ہو۔ اور یہ نہ بتائے کہ اہلحدیث کہتے کسکو ہیں۔ میں ممبری کی منظوری سے معذور ہوں کیونکہ میں بعض اخص ارکان کانفرنس کو دیکھتا ہوں کہ وہ اصول مذہب اہلحدیث کے خلاف پر مصر ہیں۔ اس وقت جو میں دہلی پہنچا ہوں اور اس جلسہ کانفرنس میں شریک ہو گیا ہوں اس سے میری یہی غرض ہے کہ میں اس کانفرنس کو دیکھوں کہ اصول مذہب اہلحدیث کی پابندی ہے یا نہیں اس تمہید کے بعد خاکسار نے ان اصول خمسہ کو تحریر کے ذریعہ پیش کر کے کہا کہ اگر اس تحریر کو کانفرنس صحیح تسلیم کرتی ہے تو صاحب پریزیڈنٹ و دیگر ممبران اس تحریر پر دستخط کریں میں بڑی خوشی سے اس کانفرنس کا ممبر ہونا منظور کرونگا اور اگر کسی کو انکی تسلیم سے انکار ہے تو میں اسپر بحث کرنے کو حاضر ہوں۔ اسپر حاجی عبد الغفار صاحب امین کانفرنس وغیرہ ارکان نے کہا۔ اس جلسہ میں ان اصول کا مخالف کوئی نہیں ہے ایک صاحب بولے کہ فلاں فلاں مولوی صاحب جو اسوقت حاضر نہیں ہیں۔ شاید ان اصول کے مخالف ہوں۔ انکے کہنے سے یہ قرار پایا کہ ان اصول پر مرزا ضمیر الدین احمد صاحب اور مولوی سید احمد حسن صاحب غور کریں انکے اتفاق کے بعد حاضرین جلسہ اس تحریر پر دستخط کر دیں اور علماء کے پاس جن کو ان اصول کا مخالف خیال کیا جاتا ہے اس تحریر کی نقل ارسال کی جائے انکا بھی اتفاق ہو گیا۔ تو ان اصول کو اصول کانفرنس قرار دیا جائیگا۔ اور اگر کسی کا خلاف ہوا تو ان سے اصول پیش کنندہ کا مباحثہ کرایا جائیگا۔ جلسہ افتتاحی کانفرنس کی پہلی یا عین جلسہ میں۔ اس تحریر کی نقل اخبار میں چھپ جائے تاکہ مخالف کو بحث کرنے کا موقعہ ملے۔

جب یہ تحریر متضمن اصول خمسہ مولوی سید احمد حسن صاحب و مرزا ضمیر الدین احمد صاحب کے سپرد ہوئی۔ تو خاکسار نے اس غرض سے کہ ممبران کمیشن جنکی نظر و غور و فکر کے لیے یہ اصول سپرد ہوئے ہیں اسمیں خلط مبحث کر کے ان اصول کی صحت و مدلل ہونے یا نہ ہونے میں نہ لگجاویں امور تنقیح طلب لکھ کر ان کی خدمت میں بھیجدئے۔ جن کی نقل یہ ہے :-

امور تنقیح طلب و لائق غور و توجہ

جناب مرزا ضمیر الدین احمد صاحب صدر و جناب مولوی سید احمد حسن صاحب ممبر جو میرے

مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری و مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی

اصول خمسہ پر غور کرنے کے لیے کمیشن مقرر ہوئے ہیں۔ میں انکی رفع تکلیف اور اپنے مطلوب و مدعا کی تحقیق کی غرض سے امر تنقیح خود ہی مقرر کیے دیتا ہوں۔ اور صرف تنقیح اس امر کے متعلق آپ کو اختیار دیا گیا ہے اور اسی امر کے متعلق آپکی رای لینا اور کانفرنس اہلحدیث کو اس کا فیصلہ سنا کر متفق کرنا مطلوب ہے

وہ یہ ہے

کہ جو اصول خمسہ بیان کئے ہیں وہ اہلحدیث کے اصول ہیں یا نہیں اور انکا عمل زمانہ صحابہ رضہ سے قرون متاخرہ تک ان ہی اصول کے مطابق و موافق چلا آیا ہے۔ یا نہیں۔

صرف اس امر کے متعلق کمیشن اپنا فیصلہ دے اور اسی امر میں جو اور شخص مجھے بحث کرنا چاہیے بحث کرے اس امر کے علاوہ نہ یہ بحث کریں کہ اجماع صحابہ رضہ یا تابعین رح یا عدم خلاف حجت شرعیہ ہے یا نہیں۔ اگر حجت ہے تو قطعی ہے یا ظنی۔ اور اجماعی یا غیر خلافی اقوال کو عمل میں لانا یا اس کو واجب العمل یا جائز الاتباع سمجھنا تقلید ہے یا نہیں۔ اور یہ تقلید جائز ہے یا ناجائز۔ ان امور سے بحث کرنا اس وقت منظور نہیں۔ یہ بحث پھر سہی یار باقی صحبت باقی۔ (ابو سعید محمد حسین)

اسکے جواب میں جو مرزا صاحب اور مولویصاحب نے تحریر کرکے ارسال کیا اس کی نقل یہ ہے۔

جناب مولویصاحب مخدوم و مکرم سلامت۔ السلام علیکم آپکے سوالات کا جواب انشاء اللہ تعالی بغور دیا جائے گا۔ حقیر ضمیر الدین احمد لوہاردی۔

حاضر الوقت و حقیر زمین احمد حسن کیطرف سے سلام مسنون بوحدت مضمون فقط۔ احمد حسن بقلم خود

یہ جواب ۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء کو دہلی سے روانہ ہوا ۲۳ کو بٹالہ میں خاکسار کو موصول ہوا اسی اثنا میں (یعنے خاکسار کی طرف سے درخواست دستخط اور مولویصاحبان کیطرف سے مواعید دستخط کے زمانہ میں) ۲۹ دسمبر ۱۲ء کا اخبار اہلحدیث امرتسر شائع ہوگیا اور اسمیں جماعت اصحاب ثلثہ (حافظ عبد اللہ صاحب و مولوی عبد العزیز صاحب و مرزا ضمیر الدین احمد صاحب) کو انکے امام ولیدر مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ آرڈر (حکم) نکلکر ان حضرات ثلثہ کو پہنچ گیا کہ اسکو (یعنے کانفرنس اہلحدیث کو) ان جھگڑوں سے مطلب نہیں۔ اسلیے جتنی کارروائی (یعنے سلف کے اتباع یا تقلید پر بحث

* اس آرڈر کو مشتہر کرنے کے وقت مولوی صاحب کو اپنے کانفرنس کے قواعد و اغراض سے نمبر ۴ کا ذہول ہوگیا جسکے الفاظ یہ ہیں (د) یعنے منجملہ اغراض مقاصد چہارم مسلمانوں کے عموماً اور اہلحدیث کے خصوصاً باہمی خلاف و شقاق کو دور کرنے میں سعی کرنا۔ مولوی صاحب کو تو یہ ذہول و نسیان ہونا ہی تھا۔ انکے مقلدین جملہ ممبران و ارکان کانفرنس بھی اسکو بھول گئے کسی کو یاد نہ رہا کہ ان اصول میں اختلاف کو رفع کرنا تو اس کانفرنس کا پہلا فرض ہے ہم اس میں کوتاہی کیوں کرتے ہیں۔

کے متعلق ہوگی میری اور آپکی شخصی ہوگی اہلحدیث کانفرنس کو اس سے تعلق نہ ہوگا نہ اسکے جلسہ میں ہوگی نہ اسکے رجسٹر میں لکھی جاویگی۔ تو ان حضرات نے اس آرڈر (حکم) پر ایمان لاکر اس کو واجب العمل سمجھ لیا اور اپنے پہلے اس وعدہ کو کہ آپ تقریر لکھ کر دیں ہم دستخط کر دیں گے۔ پھر دوسری اس وعدہ کو جو جلسہ کانفرنس میں ہوا تھا پھر اپنے تیسرے وعدہ کو جو پرچہ امور تنقیح کے جواب میں ان دونوں حضرات نے بذریعہ رقعہ کیا تھا نسیاً منسیاً کر دیا یا دیدہ دانستہ اپنے امام کی تقلید سے اس کا خلاف کیا اور اس وقت تک اسکا ایفا نہ کیا باوجودیکہ میں دو دفعہ مولوی احمد حسن صاحب کے مکان پر جہاں مرزا صاحب بھی تھے پہنچا اور ان سے مکرر وعدہ لیا۔ اور پھر تین دفعہ بذریعہ خطوط بھی انکو یہ وعدہ یاد کرایا گیا جو ذیل میں منقول ہیں۔

لاہور موچی دروازہ مکان مولوی سلطان احمد ۲۵ جنوری ۱۹۱۲ء نمبر ۲۵۔

محبی مولوی سید احمد حسن صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دہلی میں رہ کر میں نے آپ کو ایک خط لکھا تھا۔ اس کا جواب آپ نے نہ دیا تھا۔ پھر اپنے وطن بٹالہ سے ۴ جنوری ۱۹۱۲ کو ایک تحریر مولوی عبد الرزاق و مولوی احمد اللہ صاحب کے ذریعہ خدمت میں ارسال کی۔ اس کا جواب بھی آجتک نہیں آیا۔ اب یہ تیسری مراسلت ہے۔ دیکھیے اس کا جواب بھی ملتا ہے یا نہیں۔ نواب مرزا ضمیر الدین صاحب کے نام کا خط آپکی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ اسکو ملاحظہ فرما کر مولوی عبد الرزاق صاحب کے ذریعہ انکے پاس بھیجدیں۔ اور اسکے جواب دینے کی سفارش کریں۔ اگر وہ جواب نہ دیں تو آپ بتادیں کہ میرے اصول خمسہ ابتک کیوں دستخط کر کے واپس نہیں کیے (ابوسعید محمد حسین)

دوسری دفعہ کا خط

روپڑ ضلع انبالہ۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۲ء ۱۷۷

جناب مرزا ضمیر الدین احمد صاحب۔ السلام علیکم۔ مدت ہوئی آپ کا نوشتہ آیا تھا کہ ہم سوچ اور غور کے بعد اصول خمسہ مذہب اہلحدیث کی نسبت رائے ظاہر کریں گے۔ جناب نقل را چہ عقل۔ سوال صرف یہ ہے کہ وہ اصول اصول مذہب اہلحدیث ہیں۔ اور ان کتابوں میں جن کا حوالہ میں نے دیا ہے منقول ہیں یا نہیں۔ اسمیں زیادہ غور و سوچ کی ضرورت نہیں۔ ان کتابوں کو دیکھ کر صرف تصحیح یا تغلیط نقل کر دینی چاہیے۔ آپ کو اپنی رائے دینے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ درخواست ہے اب بھی آپنے توجہ نہ کی تو آپ کا نوشتہ سابق اور اس کا یہ جواب معہ اس اعتراف کے جو اخبار اہل حدیث ۱۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں مشتہر ہو چکا ہے۔ اس رسالہ میں چھاپ دیا جائیگا۔

برکت اللہ

مولوی سید احمد حسن صاحب عالم و مصنف دینی کتب* ہونے کے ساتھ دنیاوی منصب بھی اعلیٰ رکھتے ہیں مرزا صاحب صدر انجمن کانفرنس ہونے کے ساتھ ترجمہ قرآن کا علم رکھتے ہیں اور اس کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اور ایک اسلامی ریاست لوہارو کے رئیس اعظم کے بھائی ہوتے ہیں ان دونوں حضرات نے اپنے کسی منصب کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ اور غیر مقلد کہلا کر اپنے امام مولوی ثناء اللہ کے مقلد بن گئے۔ پانچ دفعہ وعدہ کر کے اسکا ایفا اب تک نہیں کیا (۱۳ سنہ کا ذکر ہے)

انکی اس فاحش اور غلط تقلید پر مولوی ثناء اللہ صاحب کا اخبار اہلحدیث ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں یہ لکھنا کہ کانفرنس اہلحدیث میری تابع اور مقلد نہیں ہے۔ معلوم نہیں کس معنی سے صحیح ہے مولویصاحب چونکہ انجمن صادقین کے ممبر و سکرٹری ہیں لہذا انکا منصبی فرض ہے کہ وہ اس سوال کے جواب میں راستی سے کام لے کر انصاف سے کہیں کہ مرزا ضمیر الدین صاحب و مولوی سید احمد حسن صاحب اخص ارکان کانفرنس متعدد وعدہ زبانی و تحریری دیگر ان وعدوں کو پورا نہ کرنے سے آپکو مقلد ٹھیرتے ہیں یا اس وعدہ خلافی کے ارتکاب پر وہ کتاب و سنت سے کوئی دلیل رکھتے ہیں یا آپ انکی طرف سے کوئی دلیل قائم کر سکتے ہیں اگر کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر وہ دونوں آپکے مقلد ہوئے یا نہیں۔ مرزا صاحب صدر کانفرنس کے مقلد مولویصاحب ہونے پر ایک روشن اور قطعی دلیل ہے کہ ان اصول خمسہ کو زبانی تحریر ذریعہ پیش کرنے سے پہلے مینے مرزا صاحب سے دہلی میں پہونچکر درخواست کی تھی کہ آپ مولوی ثناء اللہ صاحب کو دہلی میں بلا دیں اور جس مسئلہ اتباع سلف میں جماعت اہلحدیث سے انکی نزاع ہے اسمیں میری ان سے گفتگو کرا دیں۔ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ کو بلایا اور مجھے پیغام بھیجا کہ وہ دہلی آگئے ہیں آپ آئیں اور ان سے گفتگو کر لیں خاکسار نے اسکے جواب میں انکے نام ایک قطعہ لکھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

محبی مکرمی مرزا ضمیر الدین احمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکا زبانی پیغام مولوی عبد الرزاق صاحب لائے آپنے مجھے یاد فرمایا ہے کسا رہی تین بجے یہاں سے چلونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے پیشتر مجھے یہ اطلاع ملنی چاہیے کہ اس وقت مجلس میں کون کون صاحب ہونگے اور گفتگو کس مسئلہ میں ہوگی کیا اس مسئلہ میں (جیسے کہ میری درخواست تھی) کہ اگر

* ایک تفسیر قرآن احسن التفاسیر اردو میں آپنے لکھی ہے کتاب مشکوۃ میں بنام ابو بکر ہیثمی سے زیادات بڑھا کر چھاپی ہے ہیں ان کتابوں میں جو وعدہ خلافی پر وعید وارد ہے وہ آپ پر مخفی نہیں مرزا صاحب قرآن کا ترجمہ اکثر پڑھایا کرتے ہیں ان کی نظر سے آیات ایفائے وعدہ گذرتی ہونگی۔

کوئی بات نص قرآن و حدیث سے ثابت نہو اسمیں اقوال سلف بلا اختلاف پائے جاتے ہوں تو اسمیں اقوال سلف لائق دستاویز ہیں اور متاخرین کی رای پر اسکو تقدم ہے یا کسی اور مسئلہ میں گفتگو متعین ہونے کے بعد میں اپنا آنا مناسب سمجھتا ہوں۔ ابوسعید محمد حسین

۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

اسکا جواب مرزا صاحب نے اسی خط پر لکھدیا جسکی نقل یہ ہے۔

جناب مخدوم مطاع مولنا صاحب سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولوی صاحب آپکی طلب پر آئے ہیں اس مسئلہ میں جسکا اپنے ذکر فرمایا گفتگو کرینگے۔ اور جس گفتگو میں امکان اور میں اور مولوی عبدالرزاق صاحب ہونگے اور مقصود بھی ہے کہ نزاع اگر کچھ ہے تو مرتفع ہو جائے اور گفتگو جو ہوگی تحریری ہوگی۔ صرف زبانی نہ ہوگی۔ حقیر ضمیر احمد۔

پھر جب خاکسار انکے مکان پر پہنچا اور سوال کے متعلق بحث لکھ کر جواب کے لیے پیش کیا جو ذیل میں منقول ہے۔

سوال یہ امر اہلحدیث میں متفق علیہ ہے کہ جس امر میں قرآن ناطق ہو یا حدیث صحیح فیصلہ کن ہو۔ اسمیں برخلاف قرآن حدیث کسی کی تقلید نہیں اور جس امر میں قرآن و حدیث کا کوئی صریح فیصلہ نہ ہو۔ صرف اقوال و آثار صحابہ و تابعین ہوں اس امر میں اقوال سلف ضروری ہے اگر وہ اقوال متفق علیہ ہوں تو ان اقوال کے ماننے میں کسی اہل حدیث کو نزاع نہیں اور اگر انمیں اتفاق صریح مروی نہ ہو صرف اختلاف معلوم نہ ہو تو وہ اقوال بھی ضروری لائق دستاویز ہیں۔ اقوال متاخرین ان اقوال متفقہ یا غیر خلافیہ کے برخلاف ہوں تو وہ لائق اتباع نہیں ہے جو شخص اہلحدیث ہونے کا مدعی ہو اس کو ان اصول کی تسلیم لازم ہے۔ کیا ان اصول کو آپ مانتے ہیں۔ (دستخط ابوسعید محمد حسین)

نقل مطابق اصل ہے ضمیر الدین احمد

تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور یہی سوال اپنے پاس سے گھڑ کر مجلس میں پیش کر دیا۔ اور اسکا جواب مرزا صاحب سے لے کر اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء مشتہر کر دیا۔ اس اخبار میں عنوان جناب مولوی محمد حسین صاحب دہلی میں کے ذیل میں بہت سی باتیں خلاف واقعہ لکھی ہیں از انجملہ جو اس گفتگو کے متعلق برخلاف

واقعہ ہیں ان کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں :- مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں
میں نواب صاحب کے مکان پر اترا تھا۔ نواب صاحب کے بلانے پر مولوی صاحب رخاکسار
وہاں ہی تشریف لائے اور گفتگو ہوئی۔ گفتگو کیا تھی۔ مولوی صاحب موصوف نے ایک عبارت
لکھوائی لکھنے والے مولوی حسین صاحب سوداگر کوئلہ تھے عبارت میں ایک ہی فقرہ قابل
بحث تھا کہ جس مسئلہ میں جمہور سلف کا قول بے دلیل ہمکو ملے جس کا خلاف مروی نہ ہو تو
اسکی تقلید واجب ہے جو ایسی تقلید نہ کرے وہ اہلحدیث نہیں ہے مجھ سے اس کی تصدیق چاہی
میں نے کہا یہ مجلس مذاکرہ ہے پہلے نواب صاحب (صدر) فرمادیں پھر اور صاحب بتلادیں انہوں نے
اہلحدیث کا مذہب جو اختیار کیا ہے تو کیا سمجھ کر کیا ہے۔ اسپر نواب صاحب بیک زبان بولے کہ
ہم کسی بے دلیل قول کی تقلید واجب نہیں جانتے۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ جس صورت میں کسی
مسئلہ میں قرآن و حدیث نہ ہو اور محض سلف کا قول ہو تو وہ قول ہمارے قول سے راجح
ہے مگر واجب التقلید نہیں۔ اسپر میں نے رسالہ اتباع سلف کا صفحہ ۳ نکالکر نواب صاحب
کو دیا انہوں نے پڑھا تو یہی لکھا تھا۔ پڑھ کر نواب صاحب نے فرمایا بس یہی ہمارا مذہب ہے۔ نواب
صاحب نے بڑی نرمی اور متانت سے مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ آپنے بڑی بڑی
خدمات کی ہیں۔ اب ہمارا بنا بنایا گھر کیوں گراتے ہیں۔ ہم تو تقلید کو مدت سے چھوڑے
ہوئے ہیں۔ اسی اثنا میں میں نے مولوی صاحب کی اشاعۃ السنۃ جلد ۸ صفحہ ۲۹۶ سے عبارت نکالکر
دکھائی کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں میں نے کہا بس یہی
اہلحدیث کی تعریف ہے۔ مگر مولوی صاحب نے کہا یہ تعریف جامع نہیں۔ غرض اہل مجلس میں سے
کوئی ایک متنفس بھی مولوی صاحب سے متفق نہ ہوا۔ دوسرے روز بموجودگی میر عبدالسلام صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری اہل حدیث کانفرنس مولوی صاحب موصوف پھر تشریف لائے میں نے بمنت*
و سماجت عرض کیا کہ للہ آپ اس جھگڑے کو جانے دیجیے اور کوئی مفید کام کیجیے۔ بولے نہیں یہ
فیصلہ مقدم ہے۔ ایک کمیٹی بناؤ جو اس کا فیصلہ کرے۔ میں نے کاغذ پنسل لے کر عرض کیا۔ آپ علما
کے نام لکھوا دیں۔ ناموں میں میں نے جناب مولینا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری اور
مولینا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی کا نام بھی لکھا تو فرمایا کہ آپ کام کو بنا کرتے ہیں۔ میں

* صرف زبانی منت نہ کی بلکہ ہاتھ بھی جوڑے جس کا اعتراف لاہور پہنچکر اپنے معتقد و محب میاں فضل صاحب گلی ساز کے پاس کیا ۔

چاہتا ہوں جلدی ہو جائے دو چار عالم یہیں کے بیٹھ جائیں۔ مینے عرض کیا دو چار آج بیٹھیں دو چار کل بیٹھیں گے۔ وہ آج والوں کے خلاف کریں گے۔ آج والے انکے مخالف۔ تو یہ فیصلہ کیا ہوا۔ اتنے میں اٹھ کر چلے گئے۔

اس بیان اخبار کا میرے سوال کو مقابلہ کر کے ناظرین با فہم و تمکین یقین کر سکتے ہیں کہ یہ بیان خلاف واقعہ ہے۔ اس میں نہ میرے اصل سوال کو نقل کیا ہے اور نہ اس کا جواب مولوی صاحب نے دیا ہے بلکہ میرا اصل سوال مرزا صاحب کو اور دیگر حاضرین مجلس کو بہلا کر اور باتوں (نئے سوال اور اسکے جواب) میں بہلا لیا ہے۔ مرزا صاحب جو افراط تقلید مولوی صاحب میں مبتلا تھے۔ اتنا نہ سمجھ سکے کہ ہمنے کیا تحریری وعدہ دیکر خاکسار (ابو سعید) کو مجلس میں بلایا تھا۔ اور مجلس میں کیا ہو رہا ہے۔ نہ ابو سعید کے سوال کو مولوی ثناء اللہ نے چھوا اور نہ اس کا جواب انہوں نے دیا۔ جس کا ہمارے خط میں وعدہ تھا۔ خود ایک نئے سوال کے سائل بن گئے اور مجھ (مرزا صاحب) کو مجیب بنا لیا۔ اور خود بیچ میں سے ایسے نکل گئے جیسے مکھن سے بال نکلجاتا ہے اور پھر اس سوال و جواب کو برخلاف واقعہ اخبار میں مشتہر کر دیا۔ اس چالاکی مولوی صاحب کو مرزا صاحب فرط اعتقاد تقلید سے نہ پہچان سکے مولوی صاحب کے اس بیان خلاف واقعہ ہونے پر مرزا صاحب کو بذریعہ ایک استشہاد متنبہ کیا اور ان سے اس کا جواب چاہا وہ استشہاد یہ ہے :- جناب نواب مولوی مرزا ضمیر الدین احمد صاحب صدر انجمن اہلحدیث کا نفرنس سے

استشہاد

(ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ۔ واقیموا الشہادۃ للہ)

۵ دسمبر ۱۹۱۱ء کو جو مرزا صاحب کے مکان پر مینے ایک سوال لکھ کر مولوی ثناء اللہ سے اسکا جواب طلب کیا تھا۔ اس کی عبارت وہی تھی جو اخبار اہلحدیث ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء میں درج ہے کہ جس مسئلہ میں جمہور سلف کا قول بے دلیل ہم کو ملے جس کا خلاف مروی نہ ہو تو اس کی تقلید واجب ہے جو ایسی تقلید نہ کرے وہ اہلحدیث نہیں ہے اور کیا اس عبارت کی مینے مولوی ثناء اللہ یا اور حاضرین سے تصدیق چاہی تھی۔ یا سوال کی عبارت اور تھی اور اس سوال کا جواب مولوی ثناء اللہ سے چاہا تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اس سوال کا جواب دیا تھا۔ اگر اور سوال ہے تو وہ سوال یا اس کی نقل اپنے دستخط کر کے عنایت کریں (۲) جب مولوی ثناء اللہ نے اس

سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور مرزا صاحب نے یہ کہا کہ جس صورت میں کسی مسئلہ میں قرآن حدیث نہ ہو اور محض سلف کا ہو تو وہ ہمارے قول سے راجح ہے مگر واجب التقلید نہیں۔ اور پھر مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۳۷ سے اپنا یہ قول دکھایا کہ گو ہم انکے اقوال کو حجت شرعی نہیں مانتے۔ لیکن یہ بھی ساتھ ہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ درصورت مساوات دلائل سلف کو ترجیح ہے اور دلائل خلاف ہو تو دلیل کی جانب راجح ہوگی۔ تو کیا خاکسار نے اس کا یہ جواب دیا تھا کہ اس قول میں درصورت تساوی دلائل قول صحابہ کو راجح کہا گیا ہے۔ لہذا یہ قول نہ قول مرزا صاحب کے موافق ہے اور نہ میرے سوال کا جواب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کے قول میں اور میرے سوال میں وہ صورت پیش کی گئی ہے۔ جس میں قرآن و حدیث سے کسی مسئلہ کی دلیل معلوم نہ ہو۔ کیا اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ سے کچھ بن پڑا اور کچھ کہا۔ اگر کہا تو کیا کہا۔

مولوی ثناء اللہ نے جو اشاعۃ السنہ جلد ۹ کے صفحہ ۲۹۶ کی عبارت نکال کر دکھائی کہ جو لوگ بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں اور یہ کہا کہ اس میں اہلحدیث کی تعریف ہے۔ تو خاکسار نے اسکے جواب میں یہ کہا تھا کہ یہ تعریف اہلحدیث جامع و مانع نہیں ہے۔ یہ صرف لقب وہابی سے جو اہلحدیث کے مخالف انکے حق میں استعمال کرتے ہیں تمیز کرنے کے لیے انکا ایک وصف و لقب بتایا گیا تھا۔ کیا اس کی تصدیق و تفصیل میں خاکسار نے جلد ۲۱ اشاعۃ السنۃ کے صفحہ ۳۱ کی یہ عبارت نہ دکھائی تھی کہ اہلحدیث ہونے کا مدار یہ ہے کہ جملہ اعتقادات و اعمال میں بر طبق مقولہ متفقہ ائمہ۔ اذا صح الحدیث فھو مذھبی حدیث نبوی صلعم کو بلا واسطہ تقلید فقہا اپنا مذہب قرار دیں اور جہاں حدیث نبوی نہ ملے وہاں آثار صحابہ و تابعین سے تمسک کریں اور جس امر متعلق اعتقاد و عمل کا بجز اہل بدعت کوئی قائل نہ ہو۔ اسکے اخذ و اتباع سے بطور التزام و کلیۃً انکار کریں۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اس کا جواب کیا دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپکے سوال کے جواب میں حسب ذیل گذارش ہے کہ میرے مکان پر جو آپنے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب سے سوال کیا تھا وہ میرے پاس موجود ہے اس کا مضمون بجنسہ نقل کرتا ہوں ملاحظہ

کر لیجیے (اسکے بعد ہمارا وہ سوال پورا نقل کیا ہے جو صفحہ ۸۴ میں بہ تصدیق مرزا صاحب منقول ہے)

سوال دوم کی بابت گذارش ہے کہ مینے غالباً یہی جواب دیا تہا (یعنے جو خاکسار کے استشہاد میں منقول ہے) اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہی غالباً یہی کہا تہا جو باہمی نزاع اور جدال شروع ہوئے تو صحیح یاد نہیں کہ کیا گفتگو ہونے لگی۔

سوال سوم کی بابت گذارش ہے کہ مجہ کو یاد ہے غالباً آپنے یہی کہا تہا کہ یہ تعریف کامل نہین ہے زیادہ تقریرات کل صحیح طور پر بہی یاد نہیں۔ اب مجہ کو معاف فرمایئے۔ والسلام

حقیر ضمیر الدین احمد دہلی

اس استشہاد کو پڑھنے اور اسکے جواب میں خاکسار کے بیانات کی تصدیق کرنے پر بہی مرزا صاحب صدر کانفرنس سے فرط تقلید مولوی ثناء اللہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اتنا نہ ہو سکا کہ وہ مولوی صاحب کو انکی اس خلاف بیانی پر متنبہ کرتے اور ہمارے سوال متعلق اتباع سلف کے جواب دینے پر مجبور یا مامور کرتے یا خاکسار ہی کو پرائیویٹ طور پر اطلاع دیتے کہ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب بہادر کے (جن کے ہاتھ میں کانفرنس کی چابی ہے) آگے مقہور و مجبور ہیں۔ انکو کچہ نہیں کہہ سکتے

اس سے صاف ثابت ہے کہ کانفرنس اور اسکے اخص ارکان مولوی صاحب کے پیرو و مقلد ہیں۔

اب اس سے بڑھ کر ایک اور ثالث ثلثہ اور اخص ارکان کانفرنس کے مقلد مولوی ہونے کا حال سنو وہ بزرگ خضر صورت اور نقاق سیرت مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی ہیں جو کانفرنس کے بانی مبانی ہیں انکی بکا آمیز قرات قرآن اور مواعظ خوش بیان سے متاثر ہو کر بہت لوگ کانفرنس کے معاون ہو گئے ہیں۔ آپ اپنے آخری خط میں جس میں مولوی صاحب کی خطا نیک نیتی پر مبنی ہونا تجویز کیا ہے) ان اصول خمسہ پر کانفرنس الحدیث میں بحث ہونے کی ضرورت کو بایں الفاظ تسلیم کر چکے ہیں کہ کانفرنس میں بہی انکا پیش ہونا نہایت مناسب اور ضروری ہے۔ اور کسیکو موقعہ انکار نہیں ہے

پہر صرف مولوی ثناء اللہ کی تقلید اور اُن کے آرڈر اخبار ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ء کی تعمیل میں باوجود میرے سخت تقاضے والحاح کے کہ مجہے کانفرنس میں شامل ہو کر ان اصول خمسہ کے بیان کرنے کا موقعہ دیا جاوے مجہے کانفرنس میں شامل ہونے کا موقعہ نہ

دیا اس باب میں جو میری ان سے خط وکتابت ہوئی ہے اس کا اس مقام میں نقل کرنا نہایت ضرور ہے تاکہ اہلحدیث کو روشن اور مبرہن ہو جاوے کہ ان اصول مذہب اہلحدیث کے (جنپر عمل پیرا ہونے کے بغیر کوئی شخص اہلحدیث نہیں ہو سکتا) تسلیم کرنے یا اسپر بحث کرنے سے اعراض میں ثنائی جماعت کے اکابر نے کس قدر صدق و دیانت سے کام لیا ہے اور اپنا عجز و گریز اور مولوی ثناء اللہ کا مقلد ہونا ظاہر کر دیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ کانفرنس اہلحدیث کانفرنس یعنے عام مجلس نہیں ہے بلکہ وہ خاص ثناء اللہ کا ایک شخصی محکمہ ہے و بس۔

یہ کس قدر غضب و اندھیر کی بات ہے کہ جس شخص (خاکسار ہیچکار) نے ہندوستان و پنجاب میں مولانا و شیخ الکل حضرت میاں صاحب دہلوی کے بعد اہل حدیث کے مذہب کی بنا کو قائم کیا اور انکے برے القاب وہابی وغیرہ کو اٹھا کر انکے قدیم لقب اہلحدیث کو جو مردہ ہو چکا تھا زندہ کیا اور سپریم گورنمنٹ اور تمام لوکل گورنمنٹوں کے انصاف سے مدد لے کر بجائے لفظ وہابی انکے حق میں لفظ اہلحدیث ہندوستان سے انگلینڈ تک جاری کرایا ہے تو وہ کانفرنس اہلحدیث کے افتتاحی جلسہ میں شامل ہونے سے روکدیا جاوے اور جو لوگ بشور باتفاق اعیان اہلحدیث اہلحدیث قرار نہیں پاے اور وہ ابتک اتنا بھی نہیں جانتے کہ اہلحدیث کہتے کس کو ہیں وہ کانفرنس کے روح و روان و اخص ارکان قرار دیے جاویں ؎

پری نہفتہ رخ و دیو ار کرشمہ و ناز بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبی ست

اس افتتاحی جلسہ کے وقت اگر شیخ الکل موجود ہوتے یا مولوی عبد العزیز صاحب کے والد ماجد ایک رئیس اہلحدیث زندہ ہوتے تو کیا ممکن تھا کہ خاکسار کی شمولیت کے بغیر وہ جلسہ کانفرنس ہونے دیتے۔ اس سوال کا جواب ہم کو پہلے مولوی عبد العزیز صاحب پھر حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری پھر اور جو پرانے صحبت یافتہ میاں صاحب ان دیں نو خیز و نو آموز جن کو میاں صاحب کی حضور میں خاکسار کی ملازمت و منزلت مشاہدہ کرنے کا اتفاق نہیں ہوا وہ کچھ بولنے کی تکلیف نہ اٹھاویں۔

مولوی عبد العزیز صاحب کے پاس ہم نے اخص ارکان کانفرنس اسباب میں خط وکتابت کی نقل ارسال کر کے ان سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جلسہ کانفرنس

کانوٹس یعنے نوید طلبی خاکسار کے نام نہیں پہنچا تو انہوں نے اپنے آخری خط میں ہم کو یہ لکھکر ٹلایا کہ کانفرنس سے ابھی تک میری پاس بھی رقعہ نہیں آیا۔ اس واسطے خیال ہوتا ہے کہ شاید رقعات اب جاری ہوں ابھی وقت ہے اسکے جواب میں خاکسار نے انکے نام یہ خط لکھا اور بذریعہ رجسٹری (جس کی رسید ابتک خاکسار کے پاس ہے) روانہ کیا۔ خو ذیل میں منقول ہے ؎

بٹالہ ۲۰ رفروری ۱۹۱۳ء یکم ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

بعد سلام مسنون۔ آپ نے میرے خط کا ایسا جواب دیا ہے جو اس خط کا جواب نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ محض ٹلانا اور دفع الوقتی ہے اور یہ خیال کر لیا ہے کہ ہمارا مخاطب نادان و بے عقل ہے وہ اس دفع الوقتی کو نہیں سمجھے گا۔ افسوس دعوی دلی محبت و اخلاص اور عمل یہ

(۲) میرے خط کا جواب دفعہ اول میں جو آپنے فرمایا ہے۔ اس میں اپنے خداداد علم و فہم سے کام نہیں لیا۔ شریعت کا قاعدہ تو یہ ہے کہ پہلے ایک عمل و اعتقاد کی نسبت شریعت سے اجازت لیجاوے۔ پھر اس میں نیت اخلاص کی جاوے۔ صرف نیت سے کوئی عمل اچھا ہوسکتا ہے تو مشرکین کے اعمال و افعال شاقہ جو محض نیت اخلاص سے وہ کرتے ہیں اور بدعتیوں کے بدعی اعتقادات و اعمال جو محض لہ وہ کرتے ہیں نیت کی وجہ سے خطا اجتہادی میں داخل ہو جاویں جس کا کوئی مسلمان و اہلسنت قائل نہیں

(۳) میرے خط کی دفعہ ۲ کا کوئی جواب نہیں ملا۔ اور جو یہ کہا ہے کہ کانفرنس میں ان اصول کا پیش ہونا ضروری ہے اسکی نسبت یہ سوچنا اور فرمانا تھا کہ ثناء اللہ جو کانفرنس پر جابرانہ اثر رکھتا ہے اس کو کانفرنس میں پیش ہونے نہ دیگا۔ اور یہ لکھنا تھا کہ ان اصول کو کانفرنس میں پیش کیا جاویگا۔ تم کانفرنس میں پیش کرنے کے لیے دہلی آجاؤ۔ تار پہنچنے پر میں دہلی جلسہ کانفرنس پر پہنچ جاؤنگا۔ انشاء اللہ تعالے پھر ایسا نہ ہو کہ اسکو پیش کرنے سے روکا جاؤں۔ یہ بھی اس جبار قہار (ثناء اللہ) کو بذریعہ تار اطلاع دیں کہ مجھے کانفرنس کیطرف سے ان اصول پیش کرنے کے لیے بذریعہ تار اطلاع دیں اگر چھٹی کا وقت نہ ہو۔ ان تاروں کا خرچ میں دونگا۔

(۴) جو آپنے میری آخری سوال کا جواب لکھا ہے کہ میری پاس بھی ابھی رقعہ طلبی نہیں آیا

یہ بھی اس سوال کا جواب نہیں اور صاف ٹلانا ہے اس کا جواب یہ تھا کہ میں ثناء اللہ کو ایسا لکھونگا یا لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ سوال پھر پیش کرتا ہوں اسکے متعلق اس کو کچھ لکھنا مناسب ہو تو اس کو لکھ دیں یا تار دیں یا مجھے لکھدیں کہ ہم اسکے آگے مقہور و مجبور ہیں ہم اسکو کچھ نہیں لکھ سکتے۔ ابوسعید محمد حسین۔

اسکا جواب بھی نہ آیا تو مینے ایک کھلی چٹھی مولوی صاحب اور دیگر اراکین انجمن کے نام پیسہ اخبار میں شائع کرادی جس کی نقل یہ ہے

کھلی چٹھی

جناب مرزا صاحب صمیر اللہ بن احمد صدر کانفرنس و جناب مولوی سید احمد حسن صاحب نشنر و فنانشل سکرٹری کانفرنس و اخی مکرمی مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی بانی کانفرنس و جناب حافظ عبد اللہ صاحب سابق صدر السلام علیکم۔ اصول خمسہ مذہب اہلحدیث جس کو حسب ہدایت مرزا صاحب و دیگر ارکان کانفرنس حاضرین جلسہ وعظ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ ہجری بمقام دہلی خاکسار نے قلمبند کیا اور ایک جماعت علماء اہلحدیث دہلی لاہور و امرتسر و وزیر آباد وغیرہ نے ان سے تحریری اتفاق کیا ہے۔ عرض خدمت ہیں۔ اگر یہ اصول واقعی اہلحدیث کی زمانہ صحابہ و تابعین سے قرون متاخرہ تک مسلم اصول ہیں تو آپ صاحبان انکی تحریری تصدیق کریں (جیسا کہ نمبر اول مرزا صاحب) جلسہ وعظ ۳۰ ذی الحجہ میں اور وہ (دو نمبر ۲ مولوی صاحب) ۲۶ دسمبر ۱۳ء کے جلسہ کانفرنس میں اور ۳۰ جنوری ۱۳ء کے مجلس دولتخانہ مولوی صاحب میں زبانی تصدیق کر چکے ہیں اور ان اصول کو قواعد کانفرنس اور دیگر انجمن ہائے اہلحدیث میں شامل و داخل کرنے کی ہدایت کریں اور اگر منجملہ ان اصول کے کسی اصول میں کسی صاحب کو خلاف اور نزاع ہو تو حسب منشاء دفعہ (۴) قواعد کانفرنس کے اسکے جلسہ افتتاحی میں یا اس سے پہلے یا پیچھے ان ہی دنوں میں اس خاکسار سے بحث کر کے خلاف و شقاق کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ بالفعل میرے ذمہ تصحیح نقل ہوگی اور کتب اہلحدیث سے اس امر کا [illegible] ثابت کر دینا کہ یہ اصول اہلحدیث کے مسلم و معمول بہا ہیں بالفعل یہ بحث نہ ہوگی کہ یہ اصول صحیح اور شرعی حجت ہیں یا نہیں یہ بحث پھر سہی۔ یار باقی صحبت

وبحث حجیت باقی۔

ایڈیٹر اخبار اہلحدیث نے اس سر واصل مبحث مقصود کو نہیں سمجھا۔ لہذا اُس نے اپنے اخبار ۱۶ فروری سنہ ۱۲ع میں ان اصول کو نقل کرکے بعض اصول کی صحت وحجیت میں کلام کیا اور ہماری عبارات ومسلمات کو نقل کرکے بزعم خود ہمپر اتمام حجت کر دیا۔ ہم ان عبارات کو ابتک صحیح مانتے ہیں۔ مگر انکو اثبات مدعا ایڈیٹر صاحب سے اجنبی سمجھ کر بالفعل اس کو یہ مجمل کہدینا کافی سمجھتے ہیں۔ ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست × اسکی تفصیل پھر کریں گے اور پبلک کو ثابت کر دکھائیں گے کہ وہ عبارات باوجود صحت اثبات مدعا ایڈیٹر نہیں کرتیں پھر اصول خمسہ نقل کیے جو صفحہ (۷۷) میں منقول ہیں۔

اس خط اور کھلی چٹھی کیطرف مولوی صاحب نے توجہ نہ کی تو میں نے اپنا آخری خط ۲۳ فروری کو مولوی صاحب کے نام روانہ دہلی کیا۔ جو پہلے جلسہ کانفرنس میں انکو ملا ہوگا جسکی نقل یہ ہے

بسالہ ۔ ۲۳ فروری

مولوی عبدالعزیز صاحب رکن رکین وبانی کانفرنس سلام مسنون۔ میرا خط ۲۰ فروری سنہ ۱۹۱۳ء کا بھی شرف قبولیت نہ پایا اور نہ مجھے آپکا تار متضمن طلبی حاضری کانفرنس پہنچا۔ لہذا میں حاضر نہ ہو سکا ناخواندہ مہمان بننا مینے پسند نہ کیا نہ اپنی ہتک کے لحاظ فان ابی ووالدتی وعرضی × لعرض محمد منکم وقاء × بلکہ صرف اس نظر سے کہ میری وہاں کوئی نہ سنی کا اسلیے میرا وہاں جانا فضول ہوگا۔ کل ۲۳ فروری کو دو مہینے کے بعد آپکے صدر کانفرنس مرزا صاحب وفنانشل سکرٹری مولوی صاحب نے میری پیش کردہ اصول خمسہ کی نسبت یہ فقرہ تحریر کرکے ارسال کیا ہے کہ بعد غور اس کا جواب دیا جائیگا۔ ابھی جناب انکو آپ میری طرف سے حسبۃ للہ کہدیں کہ بر طبق مقولہ نقل را چہ عقل۔ میری نقل مذہب اہلحدیث میں میں آپکو غور کرینگی (جو دو مہینے تک نہیں ہوئی) کیا ضرورت ہی اگر وہ نقل مطابق اصل کتب محولہ ہے۔ تو اسکی تصدیق کریں ورنہ مجھے تصحیح نقل کی درخواست کریں۔ غور وفکر کی تو اسوقت آپکو ضرورت ہوگی جبکہ آپ عیسائی کونسل نائیس وکونسل کارتھیج

اعنی بضمیرکم الذین ھم بصدد رفع السنۃ النبویۃ وسنۃ الخلفاء واجماع الصحابۃ والتابعین العظماء واقامۃ الدین الکونسلی مقامھا کما اقام النصاری مقام کتبھم القدیمۃ الکتب المجوزۃ المرضیۃ لھم فلینظر اشاعۃ السنۃ المجلد الحادی عشر العدد التاسع صفحہ ۲۶۷

یا کونسل ٹرنٹ یا کونسل فلورنس کی مانند ان اصول میں چھانٹ کرنا شروع کرینگے اور اجماع اور غیر خلافی اقوال جماعت صحابہ و تابعین کو درجہ حجیت سے نکالنا چاہیں گے اور اگر وہ نقل مطابق اہمل ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر نہ کریں گے اور صحت اصول اور انکی حجیت میں غور کرنے لگجائیں گے جیسے کہ مالک رقاب اہل کانفرنس مولوی ثناء اللہ نے اخبار ۱۹ صفر ۱۶ فروری میں کیا ہے تو مورد سہام طعن اشاعۃ السنہ ہونگے۔ اشاعۃ السنہ جب تک زندہ رہے کبھی انکو اس راستہ کو نسلی عیسائیوں کے چلنے نہ دیگا۔ جب تک وہ نقل کی صحت یا عدم صحت کو تسلیم نہ کریں۔ ابو سعید محمد حسین

خاکسار کی اس مراسلت سے اور مولوی صاحب و دیگر اعیان کانفرنس کے سکوت سے صاف ثابت ہے کہ یہ حضرات سب کے سب مولوی صاحب کے مقلد محض ہیں۔ اس لیے نہ وہ اسقدر جرأت رکھتے ہیں کہ اپنے ہادی امام کی اجازت و حکم کے بغیر اصول خمسہ اہلحدیث کو صحیح تسلیم کر کے اپنے دستخط کرتے۔ اور نہ اُن کو یہ حوصلہ و علمی لیاقت و جرأت ہے کہ وہ ان اصول کو غیر صحیح و غیر مسلم ثابت کرنے کے لیے کانفرنس کے جلسہ میں یا کسی اور جلسہ میں خاکسار کے مقابلہ میں نکلتے۔ اگر خدای تعالے کے ہادی مطلق اور اسکے اعلاء کلمۃ الحق کو دیکھو کہ اس نے جماعت کے امام و رہبر کی قلم سے اصول خمسہ کی تصدیق و تسلیم کو نکلوا کر دنیا میں مشتہر کرا دیا اور

بیت ؎ آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابی بسیار

کا ایک تازہ نمونہ دکھا دیا۔ مولوی صاحب امام جماعت کانفرنس نے اپنے رسالہ اجتہاد و تقلید کے صفحہ ۵۰ میں صاف اور صریح الفاظ سے اعتراف* کر لیا ہے کہ جس مسئلہ میں کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہ پائی جاوے اس مسئلہ میں اہلحدیث سلف صحابہؓ و تابعین کی رح کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اور زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا۔ یہی اُنکا دستور العمل تھا اور یہی انکا مذہب تھا۔ لہذا اصول خمسہ کی تصدیق کے لیے اسی قدر اعتراف کافی ہے رہا یہ کہ اس عمل کو واجب سمجھتے ہیں یا نہیں اور انکے نزدیک اجماعی اقوال یا غیر خلافیہ صحابہ و تابعین حجت شرعی تھی یا نہیں۔ اس پر ہم سر دست بحث کرنا نہیں چاہتے۔ اسی وجہ سے ہم نے پرچہ امور تنقیح طلبہ میں اس امر پر بحث کرنے کو رد کر دیا تھا اور صرف عمل کے ثبوت یا عدم ثبوت سے کمیشن کانفرنس اہلحدیث و دیگر علماء سے سوال کیا تھا جسکا جواب اہل کانفرنس کے امام نے دیدیا۔ اور صاف کہدیا کہ زمانہ سلف کا یہی عمل تھا۔ اب اس امام کے جملہ مقلدان و

* انکے رسالہ کی اصل عبارت صفحہ ۶۵ میں گذر چکی ہے

پیروان اخص ارکان و ممبران کانفرنس کو چاہیے کہ وہ سب کے سب اس عمل کو تسلیم کر کے پرچہ اصول خمسہ پر اپنے اپنے دستخط کریں اور ان اصول کے خلاصہ اشعار اربعہ کو جو حاشیہ اصول میں گذر چکے ہیں (ص ۵)

اصل دین آمد مسلما نرا قرآن — پس حدیث سرور پیغمبراں
پس ازان اجماع اہل اجتہاد — از صحابہ سید خیر العباد
بعد زان اقوال جملہ تابعین — رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
پستر اقوال خلافیہ ہمان — شد مقدم بر مقال دیگراں

قواعد و مقاصد کانفرنس کا ماٹو بنا دیں اور اسکے سرورق پر چھپوا کر شتہر ہی کریں اس امر کو مولوی صاحب خود بھی عمل میں لاویں اور اپنے اخبار کے سرورق پر بجائے اس بیت کے

اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن — پس حدیث مصطفے برجاں مقدم داشتن

جس سے مفہوم و متوہم ہوتا ہے کہ اہلحدیث کے نزدیک اقوال صحابہ و تابعین (جو مقابل نصوص نہوں) لائق عمل نہیں ہیں۔ ان ہی اشعار اربعہ کو بنا دیں

انجمن اہلحدیث لاہور کو جس کے سکرٹری منشی عبداللہ اور پانچ ممبر۔ میاں سلطان احمد۔ منشی عبدالکریم۔ میاں عبدالرحیم۔ میاں فضل الدین گلٹ ساز۔ مولوی فضل حق ولاوری جو لاہور میں رہتے ہیں۔ اور وہ مولوی ثناء اللہ کے مقلد یا معتقد نہیں اور وہ سب کے سب زبانی اور آخر الذکر مولوی صاحب تحریری یہ بھی اقرار کرنے کے ساتھ کہ یہ اصول خمسہ صحیح اور اصول مذہب اہلحدیث ہیں (اور یہ اصول انجمن اہلحدیث کے مشتہر ہونے کے لائق ہیں ان اصول پر انجمن اہلحدیث کے جلسوں میں پیش ہونے سے مانع ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے خاکسار نے انجمن کے جلسوں میں جانا چھوڑ دیا) یہی مناسب ہے کہ اب وہ اپنا اصرار چھوڑ دیں اور ان اصول کو انجمن کے پرچہ مقاصد و اغراض کے سرورق پر درج کر کے مشتہر کریں جیساکہ مولوی فضل حق تحریری رای دے چکے ہیں۔ ان کی اس تسلیم عام کے سوا یہ انجمن انجمن اہلحدیث نہ کہلائے گی۔ اور یہ قائم نہ رہے گی بلکہ ع اگر ماند اشیے ماند شیے دیگر نے ماند ہ کے مصداق ہوگی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے جیسے کہ اب رسالہ اجتہاد و تقلید میں اتباع و تقلید اقوال محض سلف صالحین صحابہ و تابعین کو جائز و راجح و اولی بالقبول مان لیا ہے ویسے ہی

بلکہ اس سے بڑھ کر زمانہ قدیم میں مانتے چلے آئے ہیں۔ اور اس کو اصول مذہب محدثین قرار دے چکے ہیں معلوم نہیں بیچ کا تھوڑا سا منحوس زمانہ فترت (زمانہ تالیف رسالہ اتباع سلف نومبر ۱۹۰۹ء سے زمانہ تالیف رسالہ اجتہاد و تقلید مئی ۱۹۱۲ء) اپنے کیسے اور کیونکر آگیا۔ جسمیں انکو شیطان لعین نے مذہب اہلحدیث سے بچلا دیا اور اس جادہ قویمہ سے بہلا دیا اور انکا قدم پھسلا دیا مگر خدا تعالی ہادی برحق کا شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و دستگیری سے پھر مولویصاحب کا قدم مذہب محدثین، و اتباع سلف صالحین پر جما دیا اور یہ پنجابی مقولہ اپنے صادق آگیا۔ بھولا نہ جانیئے جو پھر راستے پڑے۔ مولوی صاحب موصوف رسالہ اہل حدیث کا مذہب میں یوں در افشانی و حق بیانی فرماتے ہیں اہلحدیث کا مذہب اہلحدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول چار ہیں۔ قرآن ۱۔ حدیث ۲۔ اجماع امت ۳۔ قیاس مجتہد ۴۔ سب سے مقدم قرآن شریف ہے۔ پھر علی سبیل المراتب قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے لیے علم لغت قواعد صرف و نحو علم معانی اصول فقہ وغیرہ ذرائع ہیں جو مسئلہ قرآن حدیث سے بطریق مذکورہ ہماری سمجھ ناقص میں نہ مل سکے تو جس مسئلہ پر عام امت کا اجماع ہوگا وہ قابل عمل ہے اور جو مسئلہ اجماع سے بھی نہ مل سکے اس میں کسی مجتہد کا قیاس قابل عمل ہوگا (اس رسالہ مبارکہ میں اصول مذہب اہلحدیث کی تسلیم مولویصاحب نے تسلیم رسالہ اجتہاد و تقلید سے بڑھکر ہو چکی ہے۔ رسالہ اجتہاد و تقلید میں تو اقوال جماعت صحابہ و تابعین کو جمع کے الفاظ میں جائز الاتباع و اولی بالاخذ قرار دیا ہے اور اس رسالہ متبرکہ میں کسے ایک مجتہد کے قول کو لائق عمل قرار دیا ہے۔ و نیز رسالہ اجتہاد و تقلید میں تو اجماع کی حجیت سے صاف انکار ہے اور اس رسالہ متبرکہ میں اجماع امت کو اصول دین سے ایک اصل قرار دیا ہے جس میں حجیت کا اقرار ہے اب اے مولوی صاحب کے مقلدو کانفرنس اہلحدیث کے ارکان و ممبر و اور نیم مردہ انجمن اہلحدیث لاہور کے لاہوری ممبرو مولویصاحب کے اس اعتراف و بیان اصول مذہب اہلحدیث کو اپنا دستور العمل بناؤ اور ہمارے ان اشعار کو جو مولوی صاحب کے ان اعترافات کا خلاصہ ہیں اپنی اپنی انجمنوں کے پرچہ قواعد اصول کا ماٹو (زیب عنوان) بناؤ اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنے رسالہ اتباع سلف کے اصل اصول سے رجوع کرنا۔ اور اصل اصول نصیحت نامہ نمبر ۵ (یعنے جزئیات مسائل دین میں جو منصوص نہ ہوں اقوال سلف صالحین صحابہ و تابعین کا اتباع یا تقلید کرنا اور اپنی رائے سے انکی رای

کو مرجح اور اولی بالقبول سمجھنا) تسلیم کر لینا آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے تو اس رسالہ اجتہاد و تقلید پر جسقدر علمائے وقت (جن کی تعداد مولوی صاحب نے ستر بتائی) تقریظیں ثبت ہیں وہ سب کی سب رسالہ نصیحت نامہ کے مصدق ہوئے اور رسالہ اتباع سلف کے مکذب گو ہمارے علم و خیال میں ان ستر انفار میں واقعی علماء صرف اسقدر ہیں جن کو ہم ایک ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کر سکتے ہیں۔ اور باقی سب نام کے علماء ہیں لیکن چونکہ مولوی صاحب ان سب کو علماء کا خطاب دیکر ہمارے مصدق و شہدا بناتے ہیں تو ہم کیوں انکی کثرت اور نام کی علمیت سے فائدہ نہ اٹھائیں لہذا ہم اپنے مصدقین پر جن کی تعداد چہل و ہفتم ۴۷ تک پہنچ چکی ہے۔ ہفتاد (ستر) نمبر بڑھا کر انکی تعداد یکصد و ہفدہم قرار دیتے ہیں۔ اور آئندہ ہمارے مصدقین کا نمبر یک صد و ہر دہم (۱۱۸) ہوگا۔ یہ اصول خمسہ کی تسلیم سے پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب اور انکے تابعین یا متوافقین کا انکار اور آخر اقرار کی ہسٹری ہے اب ہم ان اصول کی تسلیم پر شہادات علماء زمانہ حال و زمانہ سابق نقل کرتے ہیں تاکہ باتفاق کل یہ امر ثابت ہو جائے کہ یہ اصول کل اسلامی حلقہ میں اصول مذہب اہلحدیث تسلیم کیے گئے ہیں اور جو شخص ان اصول کا پابند نہ ہوگا وہ جماعت اور گروہ اہلحدیث سے خارج سمجھا جائیگا ان شہادات پر دو نمبر لگائے جائیں گے نمبر خاص شہادات مصدقہ اصول خمسہ کا نمبر عام مصدقہ نصیحت نامہ نمبر ۵ کے جس کا یہ اصول ایک جز ہے۔ پس اولاً نمبر ۱ مصدقہ اصول خمسہ سے ارکان و ممبران کانفرنس کے تحریرات و تقریظات کو ہم پیش کرتے ہیں جن کے مقلد مولوی ثناء اللہ ہو جانے کی ہم تفصیل با دلیل کر چکے ہیں۔ اس تفصیل کے درج رسالہ ہو جانے کے بعد ان حضرت کے تحریرات و تقریظات ہمارے پاس پہنچی ہیں جس کو ہم کمال مسرت سے سب سے پہلے درج رسالہ کرتے ہیں۔ اور جسقدر انکی شکایات کر چکے ہیں اس سے بڑھ کر انکا شکر ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے بلند حوصلگی اور عالی ہمتی کی اور داد حق دی ہے۔ اور باوجودیکہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اہلحدیث کانفرنس کا کام چلانے میں سخت محتاج ہیں۔ انکی لحاظ و تقلید کا پٹہ اپنی گردنوں سے اوتار کر اصول خمسہ کی تائید و تصدیق کھلے الفاظ میں کر کے اپنا سچا اور خالص اہلحدیث ہونا ثابت کر دکھایا ہے انکی اس جرات و حریت سے ہم کو امید ہو گئی ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی اعتراف رسالہ اجتہاد و تقلید اور اس سے پہلے رسالہ اہلحدیث کا مذہب کے اصول پر عمل نہ کیا اور سلف صالحین

کے محض اقوال کو اپنے اور دیگر متاخرین کے اقوال محض پر جو موید بدلائل منصوصہ نہیں ہیں خصوصاً تفسیر القرآن میں) مقدم نہ کیا اور مرجح اولی بالقبول ہونا تسلیم نہ کیا۔ تو وہ انکو اہلحدیث کانفرنس کے سکرٹری شپ اور ممبری سے بھی علیحدہ کر دیں گے۔ اور انکے چلتا پرزہ ہونے کا کچھ بھی خیال و لحاظ نہ کرینگے انشاء اللہ تعالے

ان حضرات کے بعد دوسرے علمائے زمانہ حال اور زمانہ سابق شہادات کو نقل کرینگے انشاء اللہ تعالے

نمبر خاص یکم بانظر ترتیب سابق نمبر عام یک صد و ہژدہم تحریری شہادت مرزا ضمیر الدین احمد صاحب رئیس لوہارو صدر انجمن کانفرنس اہلحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی از حقیر ضمیر الدین احمد لوہاروی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ **اما بعد** آپنے چند بار لکھا کہ میری اصول حمد کا جواب دو مخدوما کتاب وسنت کے مقابلہ میں تو کسی کا قول قابل اخذ نہیں۔ اسکے واسطے دلائل لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے اجماع صحابہ کے بابت جو تحقیق کے بعد سمجھ میں آیا۔ وہ میں نے اس خط میں جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھا۔ اور یہ خط بطور تقریظ تھا چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب رسالہ شائع کر چکے تھے۔ اسواسطے انہوں نے واپس بھیجدیا۔ اسپر دستخط ہماری بعض علماء کرام دہلی کے ہیں۔ جناب مولوی احمد حسن صاحب جن سے زیادہ آپ خطاب فرماتے ہیں۔ انکے بھی ہیں۔ اس خط کو آپ سمجھ لیں اور جماعت اہلحدیث بالخصوص جناب مولوی عبدالجبار صاحب کو مطلع کر دیں اور شائع کر دیں کہ ہم اہل دہلی جو ارکان اہلحدیث کانفرنس ہیں ہمارا یہی مذہب ہے کہ اجماع صحابہ حجت ہے۔ اور بمقابلہ تفسیر صحابی کوئی تفسیر مقبول نہیں والسلام خیر الختام اصل میں نے رکھ لیا ہے اور نقل آپکی خدمت میں ارسال ہے

(فقیر ضمیر الدین لوہاروی)

نقل خط بنام جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ابوالوفاء امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم مخدوم مکرم جناب مولینا صاحب سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا رسالہ اجتہاد و تقلید بغور دیکھا۔ مشفقاً جو بحث آپ نے شروع کی اور جس امر کو رسالہ کا موضوع قرار دیکر ثابت کیا تو وہ آپکے علم و وسعت نظر پر دلیل واضح ہے مگر بعض اقوال سے ہم کو اختلاف ہے جس کو کہ یہاں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اول یہ کہ آپ اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حجت نہیں جانتے۔ دوم یہ کہ خازن و رازی نے جو ابن عباسؓ کی تفسیر کو غلط کہا ہے اسکی گویا تحسین کرتے ہیں۔ مخدوما واضح ہو۔ کہ ہمنے تدبر کیا تو امر حق یہی واضح ہوا کہ اجماع صحابہ کا حجت ہے۔ اور تفسیر صحابی بالخصوص ابن عباسؓ کی درست ہے حجیت اجماع پر اول اقوال محققین پیش کیے جاتے ہیں جن کو آپ بھی مستند جانتے ہونگے۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے ابطال تقلید و اشاعت تحقیق کے واسطے پیدا کیا تھا۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء اول امام ابن حزم وہ فرماتے ہیں انما الحق فی الدین ما جاء عن اللہ تعالیٰ نصا و عن رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کذلک او صح اجماع الامۃ کلھا علیہ و ما عدا ھذا فضلال وکل محدثۃ بدعۃ (کتاب الفصل) ابن حزم جبکہ کل امت کے اجماع کو حق مانتے ہیں تو صحابہ کا اجماع بشرط اولیٰ حق ہوا۔ اور جو حق ہے وہی حجت ہے۔ دوسرے امام ابن تیمیہؒ وہ فرماتے ہیں اجماع الصحابۃ حجۃ عند جماھیر العلماء (فتاوی ابن تیمیہ جلد اول) تیسرے امام شوکانی رح وہ فرماتے ہیں اجماع الصحابۃ حجۃ بلا خلاف (ارشاد الفحول) چوتھے امام ابن قیمؒ انہوں نے تو دلائل کثیرہ سے ثابت کیا ہے یہاں بھی برائے آگہی خاص و عام چند دلائل نقل کیے جاتے ہیں نمبر ۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اور صحابی کے شان میں فرمایا ہے اولئک ھم الصادقون ظاہر ہے کہ صحابہ کی معیت انکا اتباع ہے اور اتباع جب ہی ہوگا کہ انکے قول کو جو اجماعی ہو حجت مانا جاوے نمبر ۳ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ

سلہ دین میں حق وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے نص صریح میں آچکا ہو ایسا ہی وہ جو رسول اللہ صلعم سے صاف طور پر ثابت ہو چکا ہو جس پر اجماع تمام امت کا صحیح ہو چکا ہو اسکے سوا جو ہو وہ گمراہی سے اور جو نیا دین میں نکالا جاوے وہ بدعت ہے سلہ صحابہ کا اجماع اکثر علماء کے نزدیک حجت ہے ۱۲ سلہ اصحاب کا اجماع بلا اختلاف حجت ہے ۱۲ سلہ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ ۱۲ سلہ وہ لوگ اصحاب صادق لوگ ہیں ۱۲ سلہ اور جو شخص رسول اللہ صلعم کی مخالفت کرے بعد اسکے کہ اسکو ہدایت ظاہر ہو چکی ہو اور وہ مومنوں کے راہ کے سوا اور راہ چلے ہم اسکو اس طرف پھیرتے ہیں جدھر وہ پھرتا ہے۔ اور ہم اسکو دوزخ میں داخل کریں گے۔

عہ نوٹ اس فقرہ مرزا صاحب سے خاکسار کو اتفاق نہیں۔ اجتہاد و مجتہد کے متعلق جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو علم و کتب اصول میں مطلق نظر نہیں۔ چہ جائے کہ وسعت نظر۔

الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا سبیل المؤمنین سے امام شافعیؒ اور دیگر علماء محققین نے اجماع مراد لیا ہے اور اسکو حجت کہا ہے اگرچہ امام شوکانیؒ نے اسمیں چار احتمال نقل کیے ہیں کہ مراد سبیل المؤمنین سے ایمان یا مناصرت یا متابعت یا اقتدا ہو سکتی ہے اسواسطے اجماع قطعی طور پر مراد نہیں ہو سکتا۔ تاہم صحابہ کی نسبت امام موصوف نے بعد نقل اقوال یہی فرمایا۔ کہ اجماع الصحابۃ حجۃ بلا خلاف جس سے معلوم ہوا کہ وہ احتمال انکی نظر میں وقعت نہیں رکھتے۔ نیز جملہ اولی ومن یشاقق الرسول سے صاف ظاہر ہے کہ عدم ایمان یا عدم مناصرت وغیرہ سب شقاق رسول علیہ السلام میں داخل ہیں تو اتباع غیر سبیل المؤمنین سے جو جملہ ثانیہ ہے کوئی مغائر چیز مراد ہے۔ اور وہ وہی اجماع ہے اسواسطے سبیل لغت میں صلہ کو کہتے ہیں۔ اور وصلہ اتصال کو چنانچہ لسان العرب میں اس کو بتا کر اول آیت قرآن مجید یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا پھر شعر ابو عبیدہ کو سند لائے ہیں وہو ہذا

فبعد مقتلکم خلیل محمد ٭ ترجوا القبول مع الرسول سبیلا

پس ظاہر ہے کہ اتصال و اجماع ایک ہی بات ہے **نمبر ۳** فرمایا اللہ تعالے نے والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم اس سے ثابت ہوا کہ اتباع مہاجرین وانصار باعث رضوان جب ہی ہوگا کہ موافق امر الٰہی عز اسمہ کا ہو۔ پس جب موافق ہوا تو حجت ہو گیا۔ **نمبر ۴** فرمایا اللہ تعالی نے واتبع سبیل من اناب الی یعنی جو منیب ہو اسکا اتباع کرو اور جماعت صحابہ ظاہر ہے۔ کہ منیب تھے کیونکر فرمایا ویھدی الیہ من ینیب اور یہ صفت ان حضرات کی ہے **نمبر ۵** اور فرمایا وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس اور وسط کا ترجمہ حضرت صلعم نے عدلا کیا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے ثم قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا قال عدلا حافظ فتح الباری میں کہتے ہیں احتج بھا اھل الاصول لکون الاجماع حجۃ لانھم عدلوا لقولہ تعالی جعلنکم امۃ وسطا ای عدولا ومقتضی ذالک انھم عصموا من الخطأ فیما اجمعوا علیہ قولا وفعلا **نمبر ۶** اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ جبکہ خلفاء

---

۱ اگاڑی بڑھنے والے پہلے مہاجرین اور انصار اور جو نیکی کے ساتھ انکے پیرو ہوں۔ خدا ان سے راضی ہوا۔ ۲ اسکے راہ کی پیروی کرو جو میری طرف متوجہ ہوا ۳ جو اسکی طرف متوجہ ہوا اس کو خدا تعالی اپنی طرف ہدایت کرتا ہے ۴ ایسا ہی ہمنے تم کو امت عادلہ بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو ۱۲ ۵ پھر آنحضرت نے یہ آیت پڑھی اور لفظ وسط کی تفسیر عادل سے کی ۶ اہل اصول نے اس آیت سے اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ لوگ بشہادت قول خداوندی عادل تھے اور اس کا یہ مقتضا ہے کہ وہ اپنے اجماعی اقوال و افعال میں خطا سے معصوم ہیں ۷ میری سنت کو اور خلفائے راشدین راہ یافتہ کی سنت کو جو میرے بعد ہونگے اپنے اوپر لازم کرو۔ اور اس سے پنجہ مارو اور اس کو دانتوں سے پکڑو

الراشدین کی سنت کے اتباع کا حکم ہوا تو اجماع صحابہ کا بشرط اولی ہے **نمبر ۷** اور فرمایا
انا آمرکم بخمس امرنی اللہ بھن السمع والطاعۃ والجہاد والہجرۃ والجماعۃ فان من فارق الجماعۃ
قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ یہ حدیث مروی حارث بن الحرث الاشعری کا فی دلیل
اتباع وحجت اجماع صحابہ پر ہے کیونکہ جماعت سے اجماع مراد ہے **نمبر ۸** اور فرمایا جناب رسول اللہ صلعم
نے ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین
ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی وعن
معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھو الجماعۃ روایت اول کی ترمذی
نے تحسین کی ہے۔ اور روایت ثانیہ معاویہ کی بابت تخریج مشکوۃ میں فرمایا رجال اسنادہ
رجال الحسن ورواہ ایضا الحاکم باسناد حسن وفیہ زیادۃ ما انا علیہ واصحابی الیوم **نمبر ۹**
عن علی قلت یا رسول اللہ صلعم ان نزل بنا امر لیس فیہ بیان امر ولا نہی فما تامرنی قال
تشاورا الفقہاء والعابدین ولا تمضوا فیہ رای خاصۃ ورجالہ موثقون من اھل الصحیح
(مجمع الزوائد) **نمبر ۱۰** اور فرمایا النجوم امنۃ السماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد وانا
امنۃ لاصحابی فاذا ذھبت اتی اصحابی ما یوعدون واصحابی امنۃ لامتی فاذا ذھبت
اصحابی اتی امتی ما یوعدون وجہ الاستدلال بالحدیث انہ جعل نسبۃ اصحابہ الی من
بعدھم کنسبۃ الی اصحابہ وکنسبۃ النجوم الی السماء ومن المعلوم ان ھذہ النسبۃ یعطی من
وجوب اھتداء الامۃ بھم ما ھو نظیر اھتداھم بنبیھم صلی اللہ علیہ وسلم ونظیر اھتداء اھل
الارض بالنجوم واعلامھم للموقعین **نمبر ۱۱** اور فرمایا ان یطع القوم ابا بکر وعمر یرشدوا صحیح مسلم
محض اطاعت دو خلیفہ پر حصول رشد ہے۔ تو اجماع پر بشرط اولی ہونا چاہیے۔ بعد عرض دلائل
مذکورہ کے شاہ ولی صاحب نے جو حجۃ البالغہ میں طریقہ محدثین محققین لکھا ہے پیش کیا جاتا ہے

اور وہ عبارت یہ ہے۔ اور اب نہایت کوشش و تتبع احادیث کے بعد بھی اس مسئلہ میں حدیث نہ ملتی تھی۔ تو اس وقت صحابہ یا تابعین میں سے ایک جماعت کا اقتدا کرتے تھے اور انکے اقوال پر عمل کرتے تھے اسمیں انکو کسی قوم کسی شہر کی خصوصیت اور قید نہ تھی اُنسے پہلے قدماء کا طریقہ بھی یہی تھا۔ ایسی صورت میں اگر اس مسئلہ میں جمہور خلفاء اور فقہاء کا اتفاق ملتا تو وہ اطمینان کافی کے قابل ہوتا اور اگر وہ مسئلہ مختلف فیہ ہوتا تو ایسے شخص کے قول کو ترجیح دیتے تھے جس کو ورع و علم و ضبط اور اس کی شہرت کی وجہ سے فوقیت ہوا کرتی تھی یہ وہی طریقہ ہے جس کا ارشاد علی کی حدیث مذکورہ میں ہوا ہے کہ فقہا عباد سے مشورہ کرو پس اجماع حجت ہوا **امر دوم** یعنے تفسیر قرآن مجید کی بابت گذارش ہے کہ خلاف صحابہ رضوان اللہ علیہم کے کسی متاخر کی تفسیر مقبول نہیں جو تفسیر امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے اس امر میں کی ہے بہر آگہی نقل کی جاتی ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اول تفسیر القرآن بہ قرآن پاک کی جاوے وہ نہ ہو تو سنت صحیحہ مطہرہ مرفوعہ سے۔ وہ نہ ہو تو اقوال صحابہ سے تفسیر کی جاوے امام فرماتے ہیں فانهم ادری بذلك لما شاهدوا من القرائن والاحوال التی اختصوا بها ولما لهم من الفهم التام والعلم الصحیح والعمل الصالح لا سیما علماهم وکبراءهم کالائمة الاربعة الخلفاء الراشدین والائمة المهتدین المهدیین اس واسطے کہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب کوئی ہم لوگوں میں دس آیتیں سیکھتا تھا تو اس سے تجاوز نہ کرتا جبتک معانی نہ جان جاتا اور ابو عبد الرحمن سلمی نے فرمایا کہ جنہوں نے ہم کو قرآن پڑھایا انہوں نے کہا کہ ہم حضرت صلعم سے قرآن پڑھتے تھے جب دس آیتیں پڑھ لیتے تو تجاوز نہ کرتے جبتک کہ عمل نہ کر لیتے تو قرآن و عمل یعنے معانی دونو سیکھتے تھے۔ اور فی الحقیقت یہ اقوال قرآن مجید کے موافق ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے لتبین للناس ما نزل الیهم اور اس وقت وہی صحابہ تھے تو معلوم ہوا کہ حضرت صلعم نے صحابہ سے معانی بیان فرما دیئے اور انہوں نے بہ فحوائے ولا تکتمونه کے اسکا کتمان نہ کیا اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو بتا دیا اب اس میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ رضی نے اسرائیلی روایات کو ممکن ہے کہ بیان کیا ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس کی یہی روایت جس کا آپ نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں ذکر کرکے امام رازی کے قول

---

[1] وہ لوگ معانی قرآن کو بہت اچھا جانتے تھے کیونکہ وہ حالات اور موقعی کا مشاہدہ کرتے تھے اور وہ پورا اور علم صحیح رکھتے تھے خصوصاً جو ان میں بڑے تھے جیسے خلفاء اربعہ اور ائمہ ہدایت یافتہ

کو انکی بابت ظاہر فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ اے لوگو تم اہل کتاب سے نہ پوچھو۔ تمہارے پاس ایک صاف ستھری چیز موجود ہے۔ پس جبکہ وہ دوسروں کو منع کریں تو خود کیونکر ان کی روایات کو لیکر بیان فرماتے اور انکا علم نتیجہ حضرت رسول اللہ صلعم کی دعا کا ہے جیسے کہ فرمایا اللھم علمہ الکتاب ابن مسعود فرماتے ہیں قسم کھا کر کہ جو آیت کتاب اللہ میں اتری ہے میں اسکو خوب جانتا ہوں کہ کہاں اتری اور کس کے شان میں اتری ہے اب ان حضرت کے تفسیر کے مخالف متاخرین کی تفاسیر انکی رای کی بابت فرمادیا من قال فی القران برایہ او بما لا یعلم فلیتبوا مقعدہ من النار چونکہ آپ نے بار بار فرمایا اسلیے جو حق سمجھ میں آیا مختصر لکھ دیا۔ اور بہت سے دلائل کو چھوڑ دیا۔ اگر آپ کے مخالف یہ تحریر ہے تو آپ کو اختیار ہے درج رسالہ کرنے کا یا نہ کرنے کا۔ والسلام خیر الختام

حقیر ظہیر الدین لوہاردی

نمبر خاص دوم نمبر عام یکصد و نوزدہم تصدیق مولوی سید احمد حسن صاحب ہلوی فنانشل سکرٹری اہلحدیث کانفرنس پنشنر ڈی کلکٹر حیدرآباد۔ میرا اعتقاد یہی ہے۔ احمد حسن

نمبر خاص سوم و نمبر عام ۱۲۰ تصدیق حاجی محمد عبد الغفار صاحب امین کانفرنس اہلحدیث خاکسار کے نزدیک یہ تقریظ رسالہ اجتہاد و تقلید کیساتھ ضرور شامل کیجاوے۔ محمد عبد الغفار

نمبر خاص چہارم و نمبر عام ۱۲۱ تصدیق مولوی عبد الرحمان صاحب پنجابی مدرس مدرسہ حاجی علی خان مرحوم۔ ہذا الکلام صحیح و غیرہ باطل ذائع محمد عبد الرحمن

نمبر خاص پنجم و نمبر عام ۱۲۲۔ تصدیق مولوی عبد الوہاب صاحب امام مسجد صدر دہلی

الجواب صحیح والرای صحیح۔ ابو محمد عبد الوہاب۔

نمبر خاص ششم و نمبر عام ۱۲۳ تصدیق مولوی حاجی عبد الرشید صاحب ممبر کانفرنس اہلحدیث

الجواب صحیح والمجیب مصیب عبد الرشید عفا اللہ عنہ

نمبر خاص ہفتم و نمبر عام ۱۲۴ تصدیق مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ حاجی علیخان تحریر مذکور کے ساتھ مجھے اتفاق ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے اس کا خلاف امر مذموم ہے اصحاب کرام اعدل الامۃ و افضل الامہ ہیں کسی امر میں اتفاق فرمائیں یا کسی

لے جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے یا جس کا علم نہ پہنچا ہو وہ آگ میں اپنی جگہ بنائے۔

آیت کی تفسیر فرمائیں۔ ما انزل الیکم کے خلاف نہیں وہی لوگ اتبع بالحق تھے۔ وہی لوگ اتقی تھے انہیں کے ذوات کو جناب باری جل مجدہ نے نبی علیہ السلام کی صحبت و کلمہ تقوی کے لیئے منتخب فرمایا قال اللہ تعالی والزمھم کلمۃ التقوی وکانوا احق بھا واھلھا مجرد رائے سے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دور رہتے تھے۔ اور اسکو گمراہی سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم احمد اللہ غفرلہ وعافاہ۔ مولوی احمد اللہ صاحب نے اتفاق ممبران کانفرنس اہلحدیث سے پہلے ہی اصول خمسہ سے اتفاق رای ظاہر کر دیا تھا۔ اور اصول خمسہ کے متعلق یہ تحریر قلم بند کر کے دیدی تھی جو ذیل میں منقول ہے۔ نمبر اول و نمبر دوم میں متفق ہوں۔ مگر دوم میں کچھ تفصیل ہے۔ اگر قرآن و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی مسئلہ نہ ملے۔ اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسئلہ میں متفق ہوں۔ اتباع اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ضروری ہے خلاف کرنا جائز نہیں بدلالت آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی الایۃ اگر اقوال اجماعی (یعنے غیر خلافی) اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوں۔ بشرط صحت روایت خلاف کرنا قبیح و مذموم ہے۔ نمبر سوم کے متعلق میری تحقیق یہ ہے اگر اقوال صحابہ کسی مسئلہ میں مختلف ہوں جس کی دلیل قوی معلوم ہو گی عمل کرنا چاہیے۔ اور جس کی دلیل ضعیف ظاہر ہو ترک کرنا چاہیے اقوال صحابہ چھوڑ کر اپنی رائے پر یا کسی متاخر کی رای پر عمل کرنا دین کے خلاف ہے۔ نمبر چہارم میں بقاعدہ اصل دوم خلاف کرنا صحیح ہے مگر اس صورت میں کہ بعض کا قول ہے خلاف کرنے میں حرج نہیں۔ اور بقاعدہ مندرجہ اصل سوم بشرط دلیل قوی بلا تخصیص زید و عمر پیروی کرنا مناسب ہے اعمال ہوں یا عقائد یا تفسیر قرآن کی متعلق ہو۔ نمبر پنجم میں میں متفق ہوں۔

حررہ احمد سلمہ الصمد المعروف احمد اللہ ساکن الحال دہلی، محرم ۱۳۳۰ھ

نمبر خاص ششم و نمبر عام ۲۵ تحریری شہادت مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

[1] خدا تعالی نے کلمہ پرہیزگاری انکے لیے لازم ٹھہرا دیا۔ وہ اسکے اہل اور اسکے مستحق تھے

[2] جو شخص رسول کی مخالفت کرے بعد اسکے کہ اسکو ہدایت ظاہر ہو جاوے اور سبیل المومنین کا خلاف کرے اسکو ہم اوسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے

غیر المغضوب علیہم یہی ہیں اصول اہلحدیث جن کا خلاف کرنیوالا اہلحدیث نہیں اور فقرۂ اول و ثانی میں اس امر کا لحاظ یہی ہے کہ وہ عالم اس نص سے جو حکم فہم کرے اس میں کوئی سلف رای بھی کہتا ہو۔ ورنہ لازم ہوگا ان یقول من یشاء ما یشاء اور جائز ہوگا تقدم فہم عجمی کا عرب عرباء پر اور رای اہل بدعت کا اہلسنت پر حالانکہ عقلاً و شرعاً محال ہے کہ خیر القرون سب کے سب حق کو چھوڑ کر خلاف پر مجتمع ہوں۔ اور اصل سوم میں بھی اسی کی تائید ہے اور تفسیر اتقان میں ہے قال العلماء من اراد تفسیر کتاب العزیز طلبہ اولاً من القرآن فان اعیاہ طلبہ من السنۃ فان لم یجدہ فی السنۃ رجع الی قول الصحابۃ فانہم ادری بذلک لما شاہدوا من القرائن و الاحوال عند نزولہ و اعطوا من الفہم التام و العلم الصحیح و العمل الصالح۔ و قد قال الحاکم فی المستدرک ان تفسیر الصحابی الذی شہد التنزیل لہ حکم المرفوع۔ قال ابو طالب الطبری و ان کان ای المفسر متہما بہوی لم یؤمن ان تحملہ ہواہ علی ما یوافق بدعتہ کدأب القدریۃ فان احدا ینصف الکتاب فی التفسیر و مقصودہ منہ الایضاح خلال المساکین فیصدہم عن اتباع السلف و لزوم طریق الہدی مختصرا اور اللہ تعالی نے اولوا الالباب کی تفسیر کی ہے اور فرما دیا ہے انما یتذکر الا اولوا الالباب اور اولی الالباب کے سر حلقہ صحابہ کرام ہیں پس انکا تذکرہ بکتاب اللہ سب سے اعلی ہے اور فرع ہے فہم عالی کا پس صحابہ کی فہم کی تعریف جو اللہ تعالی فرماتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار اور آنحضرت صلعم نے فرقہ ناجی کا نشان فرمایا ما انا علیہ و اصحابی اور شیخین رحمہما اللہ کو فرمایا کہ ما اجتمعتما فی امر الا انا معکما او کما قال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور فرمایا اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر پس ان بزرگوارونکی اطاعت حکم اتباع میں ہے نہ تقلید میں اور اللہ تعالی نے بندونکو اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پڑھنے کا ارشاد کیا ہے قال المفسرون فیہ اشارۃ بالاقتداء بالسلف الصالح پس سلف کا طریقہ وہی طریق مستقیم ہے

ترجمہ علماء نے کہا ہے کہ جو تفسیر کا ارادہ کرے وہ پہلے اسکو قرآن ہی سے تلاش کرے۔ اس سے وہ تھک جائے تو پھر حدیث سے تلاش کرے اگر اس سے وہ تفسیر نہ پاوے تو پھر اقوال صحابہ کی طرف رجوع کرے وہ تفسیر زیادہ علم رکھتے تھے کیونکہ وہ حالات اور مواقع نزول کا مشاہدہ کرتے اور پورا فہم اور علم صحیح اور عمل صالح دیے گئے تھے۔ حاکم نے مستدرک میں کہا ہے کہ صحابی کی تفسیر حکماً مرفوع ہوتی ہے۔ ابو طالب طبری نے کہا ہے کہ اگر مفسر ہوئے نفسانی سے متہم ہوگا تو اس سے محفوظ اور امن میں نہ ہوگا کہ اسکے ہوا نفس اسکو ایسی تفسیر کرنے پر برانگیختہ کرے جو اس کی بدعت کے مطابق ہوگی۔ جیسے قدریہ کا حال ہے کہ انمیں سے بعض تفسیر قرآن تصنیف کرتے ہیں تو ایسی باتیں درج کرتے ہیں جن سے وہ اتباع سلف و لزوم طریق ہدایت سے لوگونکو روکدینے تک

۲ جس امر میں تم دونوں اتفاق کروگے اسمیں میں تمہارے ساتھ ہونگا۔ ۳ ان دونوں ابوبکر و عمر کا جو میرے بعد ہونگے اقتدا کرو۔ ۴ علماء نے کہا ہے کہ اس آیت میں اتباع سلف کی طرف اشارہ ہے۔

* نوٹ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری نے اپنی تقریظ میں اصل اول کے فقرہ اول و فقرہ دوم میں قید لگادی ہے کہ فقرہ

اس کا خلاف کرنا صراط مستقیم سے معدول کرنا ہے لہذا اہلحدیث کا قدیما وحدیثا یہی طریق اور اور اصول ہے۔ اور احمد حنبل رح اور شافعی رح مالک رح ابو حنیفہ رح ان سب بزرگوار ونکا یہی مذہب ہے کہ اقوال و اعمال صحابہ کرام غیرہ پر مقدم ہیں۔ ایسلیے کیا گیا ہے کہ اختلاف ائمہ مجتہدین فرع

(۱) جو حکم کوئی فہم کرے اسمیں کوئی سلف صالحین کا خلاف نہ کرے ان سے پہلے مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی نے اپنی تقریظ آیندہ میں ان دونوں فقروں میں تامل ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ میرے فہم میں اتباع بالواسطہ واجب ہے یعنے یہ امر ضروری ہے کہ صحابہ کرام و ائمہ میں سے کوئی اسکے موافق ہو۔ اگر سب اسکے خلاف پر ہوں تو معلوم ہو کہ نص کے سمجھنے میں اسکے فہم کی غلطی ہے۔ یا وہ نص مؤول ہے۔ یا منسوخ ہے یا ضعیف۔ اگر اتباع اس قید کے ساتھ مقید نہ ہو تو یاد رکھو کہ ملحدوں کی بینہگ چڑھ جائے گی۔ اور یہ اصل اول انکے واسطے دلیل بن جائے گی۔

(۲) یہ تقیید و تنقید ان دونوں صاحبوں کی نص کے معنے اصطلاحی اہل اصول سے ذہول اور اسکی طرف عدم توجہی پر مبنی ہے۔ حکم منصوص اصطلاح اصول میں (جسکے مطابق یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے) وہ کہلاتا ہے جس میں ایسی نص قرآن و حدیث کی وارد ہو جو محل تاویل و احتمال نہو اور یہی حکم نص کا کتب اصول فقہ میں بیان ہو چکا ہے

(۳) ایسے ہی حکم منصوص کا علماء قرآن و حدیث کے لیے خاکسار نے بلا واسطہ غیر واجب الاتباع ہونا بیان کیا ہے۔ نہ ظواہر محتملہ التاویل کا ان میں قرآن و حدیث کا اتباع بواسطہ فہم صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین واجب ہے جس میں قرآن و حدیث کا اتباع صحابہ وغیرہ نے کیا ہے اس ظاہر کا اتباع ہمارے لیے واجب ہے اور جس ظاہر کو جملہ صحابہ و ائمہ نے ترک کیا ہے وہ ہمارے لیے بھی متروک العمل ہے۔ اس اصول مسلم اہلحدیث اہلسنت کی نظر سے علماء کلام یہ اصول مقرر کیا ہے کہ قرآن و حدیث میں جو واضح

المنطوق ینقسم الی قسمین الاول ما لا یحتمل التاویل وھو النص والثانی ما یحتملہ وھو الظاھر (ارشاد الفحول)

المراد خطابات وارد ہیں ان سے ان کے ظاہری معانی مراد قرار دادہ دیے جائیں گے۔ اور انکے ظاہری معنے چھوڑ کر باطنی معانی جن کا مدعی باطنیہ فرقہ ہے۔ مراد ٹھہرانا

النصوص من الکتاب والسنۃ تحمل علی ظواھرھا ما لم یصرف عنھا دلیل قطعی والعدول عنھا ای عن الظواھر الی معانی یدعیھا اھل الباطل ھم الملاحدۃ

اختلاف صحابہ ہے۔ اور جملہ آیات قرآنی جو فضل میں مہاجرین اور انصار اور انکے تابعین کے فضل میں وارد ہیں اور جملہ احادیث نبوی جنمیں فضیلت صحابہ کرام مروی ہے۔ وہ سب غیب ہیں صحابہ سے معیت رکھنی کے اور اُن سے موافقہ کی عقائد اور اعمال ہیں اور جن لوگوں نے ان اصول کی رعایت نہیں کی وہ نیچری مرزائی وغیرہ فرق ضالہ سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون اور غریب مسلمانوں کو اتباع سلف اور راہ ہدی سے روکا ھداھم اللہ تعالی و اللہ اعلم

حررہ ابو عبید میر احمد اللہ امرتسری۔

نمبر خاص نہم ۹ تحریر مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی مقیم امرتسر امام مسجد جماعت غزنویہ

جنکی عام شہادت نمبر ۱۳ پر گذر چکی ہے اسواسطے انکا عام نمبر دوبارہ نہیں لگایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد۔ امام الھدی وعلی اصحابہ و

وسموا الباطنیۃ الحاد شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۹۳	الحاد وکفر ہے وکسی ظاہر کے ظاہر معنے متروک ہونے پر صحابہ وغیرہ ائمہ سلف کا اتفاق کرنا اس معنے کے مراد نہونے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

سے قطعی معنے سمجھا جائیگا۔ جبکہ اصل اول میں لفظ نص سے یہ معنے مراد ٹھہری تو پھر ممکن نہیں کہ کوئی ملحد اس اصل سے تمسک کرکے اپنے الحادات مخالفہ ظاہر نصوص سے تمسک کرے اور اس اصول کو اپنی اپنی دلیل ٹھہرائے +

اس حاشیہ کا خلاصہ لکھکر مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ تو انہوں نے مولوی عبد الجبار صاحب کو بھی دکھایا۔ اور اپنے کارڈ ۲۲ جنوری ۱۹۱۴ء میں اس کی نسبت لکھا ہے کہ جو حاشیہ اصول تجویز ہوا ہے اسکے اخیر میں مولوی عبد الجبار صاحب نے زیر خط عبارت زیادہ کی ہے۔ اگر محل تاویل واحتمال ہو اس جگہ صحابہ وتابعین کی تقلید کا خلاف نہ کریں

ابو عبید احمد اللہ

واتباع الذین اصطفی۔ السلام علیکم اللہ وبرکاتہ خاکسار کو نمبر اول کے دو فقرے نمبر تامل[1] ہے فقرہ اول (اسکا اتباع بلا واسطہ غیر واجب ہے) فقرہ دوم اپنی خداداد علم سے قرآن وحدیث کا اتباع کرے۔ میری فہم میں اتباع بالواسطہ واجب ہے اعنی یہ امر ضروری ہے کہ صحابہ کرام وائمہ اسلام میں سے کوئی اس کا موافق ہو اگر سب اسکے برخلاف ہوں تو معلوم ہوا کہ نص کے سمجھنے میں اسکے فہم کی غلطی ہے۔ یا وہ نص مؤول ہے یا منسوخ یا ضعیف پس اپنی علم خداداد سے قرآن وحدیث کا اتباع اس شرط پر کری کہ اسکا فہم صحابہ کرام وائمہ اسلام کے خلاف نہو غرضکہ تفسیر واتباع نصوص میں سلف صالحین وقرون خیر کی موافقت ضروری ہے اپنے فہم وعلم سے سب کا خلاف کرنا سبیل مومنین کو جواب دینا ہے اگر اتباع اس قید کے ساتھ مقید نہو تو یاد رکھو کہ ملحدونکی پتنگ چڑھ جاویگی۔ اور آپ کا یہ اصل انکے واسطے دلیل بنجاویگی۔

باقی نمبر (میں ہمارا آپکے ساتھ اتفاق ہے کتاب وسنت اسی کے شاہد ہیں وتعامل واقوال اکابر امت اسی کے مؤید ہیں۔ خاکسار کچھ آیات واحادیث واقوال اکابر امۃ بطور نمونہ لکھتا ہے تاکہ ناواقفونکو اس سے بصیرت حاصل ہوجاوی اور واقفونکو دوبارہ غور کرنا پڑی قال اللہ تعالی۔ یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین[2] حافظ **ابن القیم اعلام** میں لکھتے ہیں قال غیر واحد من السلف ھم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا ریب انہم ائمۃ الصادقین وکل صادق بعدھم فبہم یاتم فی صدقہ بل حقیقۃ صدقہ اتباعہ لھم وکونہ معھم ومعلوم ان من خالفھم فی شئ وان وافقھم فی غیرہ لم یکن معھم فی ما خالفھم فیہ حینئذ فیصدق علیہ انہ لیس معھم پس معیت مطلقہ کی اس سے نفی ہوئی۔ اگرچہ

---

[1] بہ تامل معنے نص سے ذہولی یا عدم توجہی پر مبنی ہے (نوٹ) متعلق تقریظ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری میں اسکی تفصیل ہوچکی ہے۔ (صفحہ ۱۰۵ دیکھو)

[2] اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور صادقین (سچوں) کے ساتھ ہوجاؤ۔

[3] بہت سے سلف نے کہا ہے کہ صادقین آنحضرت صلعم کے اصحاب تھے۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ صادقین کے امام ہیں انکے بعد جو صادق ہوئے وہ صدق میں ان ہی کی پیروی کرتا ہے۔ بلکہ درحقیقت اس کا صدق یہی ہے کہ وہ انکا پیرو ہے اور انکے ساتھ رہے۔ اور یہ امر سب کو معلوم ہے کہ جو شخص ایک امر میں بھی انکا مخالف ہو۔ اگرچہ دوسرے میں موافق ہو وہ انکے ساتھ نہیں ہے۔

مطلق معیت ثابت ہو۔ اور معلوم ہے کہ اللہ تعالے کی مراد اس امر سے معیت مطلقہ ہے نہ مطلق معیت۔

وقال اللہ تعالی واتبع[1] سبیل من اناب الی۔ ولا[2] شک ان امت ضیبی ھذہ الامۃ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللہ تعالی ومن[3] یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس امت کے مومنوں میں فرد کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں اگر انکا اتباع واجب نہ ہوتا تو یہ سخت وعید انکے خلاف پر وارد نہ ہوتا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علیکم[4] بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین وقال علیکم یا صحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ من اراد بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ اخرجہ الترمذی وقال[5] من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ ابوداود۔ جماعت سے بلاریب مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ ان آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور انکی امثال سے جو بکثرت کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ ائمہ سنت نے صحابہ کرام کے قول کو حجت اور انکے اتباع کو واجب لکھا ہے۔

مترجم [1] اس شخص کی پیروی کر جو میری طرف متوجہ ہوا ہو [2] اس میں کوئی شک نہیں کہ اس امت سے خدا کیطرف متوجہ ہونے والوں کے امام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب تھے [3] جو شخص رسول اللہ صلعم کی مخالفت کرے بعد اسکے کہ اس کو ہدایت ظاہر ہوگئی ہو اور اس راہ کی پیروی کرے جو مومنوں کی راہ نہ ہو اسکو ہم اسی طرف پھیرتے ہیں جدھر وہ پھرتا ہے اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ دوزخ بری جگہ پہرنے کی ہے۔

[4] آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری سنت کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اوپر لازم کرلو میرے اصحاب کی پیروی پھر جو انکے قریب ہونگے پھر ان لوگوں کی جو انکے قریب ہونگے۔ جو شخص بہشت کے بیچ جگہ چاہے وہ جماعت کی پیروی لازم کرلے ۱۲ [5] جو شخص جماعت سے بالشت کے قدر جدا ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا ۱۲

حافظ ابن القیم اعلام میں لکھتے ہیں وان[1] لم یخالف الصحابی صحابیاً اخر فاما ان یشتہر قولہ فی الصحابۃ اولا یشتہر فان اشتہر فالذی علیہ جماہیر الطوائف من الفقہاء انہ اجماع وحجۃ وقالت طائفۃ منہم وھو حجۃ ولیس باجماع وقال شرذمۃ من المتکلمین وبعض الفقہاء المتاخرین لایکون اجماعا ولا حجۃ۔ وان لم یشتہر قولہ اولم یعلم ھل اشتہر ام لا فاختلف والناس ھل یکون حجۃ ام لا۔ فالذی علیہ جمہور الامۃ انہ حجۃ ھذا قول جمہور الحنفیۃ صرح بہ محمد بن الحسن وذکر عن ابی حنیفۃ نصا وھو مذھب مالک واصحابہ وتصرف فی مؤطاہ دیل علیہ وھو قول اسحق بن راھویہ وابی عبید ومنصوص الامام احمد فی غیر موضع عنہ واختیار جمہور اصحابہ وھو منصوص الشافعی فی القدیم والجدید

شیخ الاسلام ابن تیمیہ حمویہ میں مسئلہ صفات میں لکھتے ہیں قولنا فیہا ما قال اللہ ورسولہ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہ باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وما قالہ ائمۃ الھدی الذین اجمع المسلمون علی ھدایتہم ودرایتہم وھذا ھو الواجب علی جمیع الناس فی ھذا البیان وفی غیرہ۔

ترجمہ [1] اگر ایک صحابی نے دوسرے صحابی کا خلاف نہ کیا تو اس کا قول یا دوسرے اصحاب میں مشتہر ہوا ہوگا یا نہوگا۔ اگر وہ قول مشتہر ہوگیا ہو تو جمہور فقہاء کا اس قول کی نسبت یہ خیال ہے کہ وہ قول اجماع ہے اور حجت (لایق رست آویز) ہے۔ ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ وہ حجت ہے مگر اجماع نہیں ہے۔ بہت تھوڑے لوگ متکلمین سے اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ وہ قول نہ اجماع ہے نہ حجت۔ اور اگر وہ قول مشتہر نہوا ہو یا اس کی نسبت مشتہر ہونے یا نہونے کا کچھ علم نہ ہو تو اسمیں بھی اختلاف ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ وہ قول حجت ہے۔ اور یہی قول اکثر حنفیہ کا ہے امام محمد بن حسن نے اسپر تصریح کی ہے اور یہی امام ابوحنیفہ سے صاف طور پر منقول ہے اور یہی امام مالک کا قول ہے اور کتاب مؤطا میں انکا عمل اسپر دلیل ہے۔ اور یہی امام احمد کا اور انکے اکثر پیرو اصحاب نے اسی کو پسند کیا ہے۔ اور یہی امام شافعی کا قول قدیم وجدید ہے۔ [2] ہمارا اس میں وہی قول ہے جو خدا اور رسول نے فرمایا ہے اور سابقین اولین مہاجرین والانصار نے فرمایا ہے اور جو انکے تابعین نے فرمایا ہے۔ اور جو ہدایت کے اماموں نے فرمایا ہے وہ لوگ جن کی ہدایت اور فہم پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ اور یہی امر عام لوگوں پر واجب ہے۔

تفسیر اتقان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح سے منقول ہے فان الصحابۃ و التابعین والائمۃ اذا کان لھم تفسیر فی الایۃ وجاء قوم فسروا القرآن بقول اخر لاجل مذھب اعتقدوہ وذلک المذھب لیس من مذھب الصحابۃ والتابعین صاروا مشارکا للمعتزلۃ وغیرھم من اھل البدع فی مثل ھذا وبالجملۃ من عدل عن مذاھب الصحابۃ والتابعین وتفسیرھم الی ما خالفہ لکان مخطئا فی ذلک بل مبتدعا لانھم کانوا اعلم بتفسیرہ و معانیہ انتھی

اور امام طبری سے اتقان میں منقول ہے ویجب اعتماد المفسر علی النقل عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعن اصحابہ ومن عاصرھم ویجتنب من المحدثات اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو قول صحابہ وتابعین کے خلاف ہو وہ محدث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ

اور حافظ ابن القیم صواعق مرسلہ میں لکھتے ہیں واذا لم یکن لنا طریق الی العلم الا من جھۃ نقل الشعر وغرابۃ اللغۃ وحشیھا وافھام الجھمیۃ والمعتزلۃ من طریق نقل الاحادیث والاثار تعطلت دلالۃ الکتاب والسنۃ وسقط الاستدلال بھا

مترجم جب اصحاب نبوی اور تابعین اور ائمہ دین کی کسی آیت قرآن کی کوئی تفسیر ہو۔ اور کوئی قوم اسکے برخلاف کوئی اور تفسیر کرے کسی ایسے مذہب کی پابندی سے جو صحابہ کا مذہب نہو تو وہ قوم معتزلہ کے شریک ہوگی۔ جو اہل بدعت سے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ جو شخص صحابہ وتابعین وغیرہ کی تفسیر سے عدول اختیار کرکے ان کے مخالف تفسیر کریگا تو وہ خطا کار ہوگا۔ بلکہ بدعتی ہوگا صحابہ وتابعین تفسیر قرآن اور اسکے معانی کو اچھا جاننے والے تھے ۵۲ مفسر کو اس نقل پر اعتماد واجب ہے جو آنحضرت صلعم اور انکے اصحاب اور انکے ہمعصر ائمہ دین سے منقول ہوا اور ان لوگوں کی تفسیر سے اجتناب ضروری ہے جو پیچھے ہوئے ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو امور دین میں پیچھے پیدا ہوئے اون سے بچو جو بدعت اور گمراہی ہے ۵۳ اور اگر ہمارے لیے طریق علم نقل شعر اور نادر لغت اور جہمیہ معطلہ کی فہم سے ہوں نہ نقل حدیث و آثار سے تو پھر کتاب و سنت بیکار ہوجائے گی اور ان سے دست آویز کرنا ساقط الاعتبار ہوگا اور مجوسیوں کے چیلوں اور فرقہ حشاشین کے وارثوں اور فلسفیوں کے شاگردوں اور معتزلہ کے احمقوں پر حوالہ دیدینا باقی رہجائیگا یہ لوگ قرآن کی تحریف کرتے ہیں اور اپنی رای سے تفسیر کرتے ہیں باقی بر صفحہ ۱۱۱

حصلت لنا الحوالۃ علی اخر المجوس و ورثۃ الصابئین و تلامذۃ الفلاسفۃ و اوقلم المعتزلۃ الی ان قال رحمہ اللہ وقد علم ان ھولاء یحرفون الکلم و یفسرون القرآن بارائھم فلا یجوز العدول عن تفسیر الصحابۃ والتابعین الی تفسیرھم۔ بحکم ماقل وکفی خیر مما کثر اسی پر اکتفا کیا گیا اور استیعاب کی ضرورت نہیں۔ والسلام

عبد الجبار عفی عنہ

نمبر خاص دھم و نمبر عام ۱۲۶

تصدیق مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی

خاکسار کو ان اصول سے اتفاق ہے۔ اور ان شاء اللہ تفصیل وار پھر لکھونگا

عبد الواحد بن عبد اللہ صاحب غزنوی عفا اللہ عنہ از لاہور

نمبر خاص یازدہم و نمبر عام ۱۲۷

تصدیق مولوی ابو الحسن محمد حسن صاحب سیالکوٹی مقیم لائل پور

مجھے جواب استفتا مولینا مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی سے کلی اتفاق ہے حررہ ابو الحسن محمد حسن

نمبر خاص دوازدہم۔ تحریر مولوی عبد الجبار صاحب عمر پوری

نزیل دہلی

انکا نمبر عام نمبر ۳۵ پر گذر چکا ہے۔ اسلیے عام نمبر دوبارہ نہیں لگایا گیا

اصول خمسہ کی تصدیق بالتفصیل

(۱) اصل اول جو مولینا مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے تحریر فرمایا ہے وہ بلاشبہ

بقیہ نوٹ صحابہ کی تفسیر چھوڑ کر انکی تفسیروں کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔

ہم کو تسلیم ہے۔ اور اس قابل تسلیم اصل سے کسی کو انکار از روئے حق نہیں ہو سکتا۔
اصل دوم بھی قابل تسلیم ہے لیکن اس تفصیل کے ساتھ کہ جو امر مسائل شرعیہ سے قرآن و حدیث میں نہ ملے تو اسکے لیے اقوال و آثار صحابہ کیطرف رجوع کیا جاوے اسکی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک امر پر اجماع پایا جاوے اس صورت میں ظن غالب یہ ہوگا کہ وہ امر بے دلیل نہیں کیونکہ بے دلیل بات کہنا دین میں خطا ہے اور صحابہ کا خطا پر اجماع کرنا عادۃً محال ہے۔ کما قال صاحب التلویح وغیرہ مثلاً محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابی اگر کوئی امر دینی بیان کرے جس میں قیاس و اجتہاد کے لیے گنجائش نہیں تو وہ حکماً مرفوع ہوتا ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ صحابہ کی نسبت یہ خیال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسے امر میں قیاس کو دخل دین جسمیں شرعاً دخل دینے کا کوئی موقعہ نہیں ہے۔ حاشا ہم عن ذالک اسی طرح یہ بھی گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسی بات پر اجماع کریں جو محض بے دلیل ہو اسیواسطے کہا جاتا ہے کہ اجماع کے لیے سند کی سخت ضرورت ہے اس صورت میں صحابہ کا اتباع واجب ہے کیونکہ در اصل حدیث مرفوع اور حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اتباع ہے
(۳) جس حکم میں صحابہ کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور کسی قول کے موافق کوئی مرفوع حدیث دستیاب نہیں ہوتی۔ تو اس صورت میں ہر قول کی نسبت خطا و صواب دونوں کا احتمال قائم ہے کسی کے قول کو اتباع کے لیے معین کرنا تخصیص بلا مخصص کا وہم پیدا کرنا ہے اس حالت خاص میں کسی کی اتباع کو واجب و ضروری نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ اولے و افضل کہا جاویگا۔ کیونکہ اصحاب کرام کی عدالت و صداقت دوسرو پر بدرجہا فائق و بہتر ہے۔ اسی وجہ سے موافق حدیث علیکم بسنتی و سنۃ خلفاء الراشدین المہدیین الخ اور حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم بلا تردد مسلمین اہلسنت کا مسلمہ اصول ہے کہ وہ حضرات اسی حیثیت سے مقتدا ہیں کہ خلفا آنحضرت علیہ الصلوۃ و السلام ہیں۔ با مستفید بصحبت و ہدایت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں نہ اس حیثیت سے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ عالی نسب عربی تھے۔ یا سلمان فارسی اور بلال حبشی تھے۔ جائے غور ہے کہ ابوطالب کو کہ باوجود پرورش و حمایت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ منصب حاصل نہوا پھر ابوہریرہ اور بلال رضی اللہ عنہما وغیرہ کیونکر ائمہ الہدی اور منصب بایہم اقتدیتم اہتدیتم سے مشرف ہوئے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ صحابہ آنحضرت صلعم کے پیرو متبع تھے اور ہر طرح آنحضرتؐ کے

روبرو امتحانات میں صادق الارادہ پائے گئے۔ مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کی اتباع بحیثیت اتباع کتاب وسنت واجب ہو سکتی ہے۔ پس انکی سنت وطریق کا فرمان رسول صلعم سے متحد ہونا ضروری ہو کر واجب الاتباع مانا جا سکتا ہے۔

(۴) تابعین کے اقوال کی پیروی واتباع کی بھی یہی کیفیت ہے جو کہ تصدیق نمبر ۳ سے مفہوم ہے۔ بجز بشارت نبویہ مذکورہ کے وہ مخصوص باصحاب ہیں۔ قرون ثلاثہ کے تقدیم قرون متاخرہ پر مسلم ہے۔ یہ قابل بحث امر نہیں ہے۔ اور حسب شرط نمبر ۳ سبکا خلاف جائز نہیں۔ تفسیر قرآن کی حدیث مرفوع سے ہر طرح واجب الاتباع ہے۔ اور اقوال صحابہ اگر مختلف ہوں۔ تو اس صورت میں ایسی تفسیر بیان کرنا جو اقوال صحابہ کی مغائر ہو۔ لیکن بالکل مخالف ومناقض نہ ہو۔ اور نظم قرآن کے لحاظ سے مناسب وموزون ہو مذموم نہیں ہو سکتا۔ مثلاً آیہ کریمہ واذا قرء القرآن فاستمعوا الخ کی تفسیر کبیر میں ایک معنی جدید لطیف بیان کیے ہیں۔ یعنی ہمیں کفار کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سیاق وسباق اسپر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ سلف سے یہ معنی بالکل منقول نہیں۔ لیکن چونکہ اقوال سلف کے بالکل مناقض نہیں۔ اسلیے اوسکی تسلیم میں کوئی حرج نہیں تمام اہلحدیث نے اسکو خوشی سے تسلیم کیا ہے۔ ایسے ہی شاہ ولی اللہ صاحب رح نے فوز الکبیر میں آیہ کریمہ وعلی الذین یطیقونہ الخ کے جدید معنی بیان کیے ہیں۔ یعنی یہ آیت صدقہ فطر کے بارہ میں ہے۔ روزے کے بارہ میں نہیں اسکی بھی یہی کیفیت ہے جو بیان کیگئی۔ معتزلہ وغیرہ کی تفسیر جو صحابہ کے اور سلف صالحین کے منی لف ہو۔ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ جیسے سید احمد خاں نے آیہ کریمہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ضرب کے معنی چلنا اور حجر سے پہاڑ مراد ہیں۔ یعنی عصا کے سہارے تو نے پہاڑ پر چلو۔ اس قسم کی تفسیر مافوق علط اور مردود ہے۔ واللہ اعلم۔

راقم عبد الجبار عمر پوری کان اللہ لہ۔

نمبر خاص سیزدہم

تصدیق حافظ عبد المنان صاحب زیرآبادی

انکا نمبر نام پہلے نمبر ۴ پر گذر چکا ہے اسلئے نمبر نام دوبارہ نہیں لگایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما قالہ اخی عبد الجبار عمر پوری فھو صحیح و بہ اعتقد اعنی ما یتعلق بالاصول الخمسۃ التی حررھا مولٰنا ابو سعید محمد حسین البٹالوی وھذہ الاصول ینبغی الی تشتھر مع قواعد مجلس اھل الحدیث قالہ بقلمہ السامی برقمہ العاجز عبد المنان خادم سنت وزیر آبادی۔

نمبر خاص چہاردہم نمبر عام ۱۲۸

تصدیق مولوی فضل حق صاحب لاہوری مقیم لاہور

یہ صاحب انجمن اہلحدیث لاہور کے ممبر ہیں اور ان کے سوا اس انجمن کے لاہوری ممبروں میں کوئی بھی اہل علم نہیں ہے میں ان اصول کے ساتھ متفق ہوں۔ بہتر ہے کہ یہ قواعد انجمن اہلحدیث مشتہر کرے۔

حررہ فضل حق عفی عنہ

نمبر خاص پانزدہم و نمبر عام ۱۲۹

تحریر مولوی حبیب الزمان حیدر آبادی ملقب بنواب وقار نواز جنگ

آپکی تحریر نمبر چہل و پنجم پر متعلق اس مضمون رسالہ اتباع السلف کے امام احمد حضرت عمر کے قول پر ہنسا کرتے۔ گذر چکی ہے۔ اب اصول خمسہ کی تصدیق میں ان کی دوسری تحریر نقل کیجاتی ہے۔ اسوجہ سے عام نمبر دوبارہ لگایا گیا ہے۔

"مجھکو ان اصول خمسہ سے بالکل اتفاق ہے اور یہی اصول خمسہ اصول اہلحدیث ہیں۔ جنپر سلفاً و خلفاً علماء اہلحدیث کا عمل اور اعتقاد رہا ہے۔ جناب مولوی ضمیر الدین صاحب کی تحریریں نے دیکھی۔ جو انہوں نے مولوی ثناء اللہ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ مجھکو اس سے پورا اتفاق ہے۔

امام شوکانی رح فرماتے ہیں:۔

اجماع الصحابہ حجۃ بلا خلاف

اصحابہ کا اجماع بلا اختلاف حجت یعنی لائق سند ہے۔

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

ف: یہ تحریر ہے جو صفحہ ۹۸ میں اس جلد کے منقول ہے۔

اجماع الصحابة مثل الكتاب والخبر المتواتر واجماع من بعدهم بمنزلة المشهور من الاحاديث	صحابہ کا اجماع مثل قرآن وخبر متواتر ہے۔ انسے مابعد کے لوگونکا اجماع بمنزلہ حدیث مشہور ہے۔

اور امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں:۔

كان امامنا احمد بن حنبل اذا وجد النص من الكتاب والسنة افتى به ولا يلتفت الى من خالفه كائنا من كان من الصحابة او غيرهم ثم اذا لم يجد النص فيأخذ بما افتى به الصحابة ولا يعرف له مخالف منهم ثم اذا اختلف الصحابة تخير من اقوالهم ما كان اقرب الى الكتب والسنة ولا يخرج عن اقوالهم انتهى مختصرا حرره عبد العاجز المفتقر الى رحمة الله المنان المدعو وحيد الزمان غفر له الرحمان۔	ہمارے امام احمد بن حنبل جب کوئی (کھلے بیان کی) آیت قرآن وحدیث۔ پاتے تو اسپر فتوے دیتے اور اُس کے خلاف کرنے والے کی طرف التفات نہ کرتے خواہ وہ صحابی ہو۔ یا کوئی اور ہو۔ اور جب وہ کوئی نص قرآن حدیث نہ پاتے تو اسپر فتوے دیتے جسپر اصحاب نبوی صلعم نے فتوے دیا ہو۔ اور اسمیں انکا خلاف نہ ہو پھر جب صحابہ میں اختلاف ہوتا تو ان کے

اقوال سے اسی قول کو اختیار کرتے جو قرآن حدیث کے قریب ہوتا اور ان سب کے اقوال سے باہر نہ نکلتے

اسوقت کے علماء اہلحدیث کی تحریرات وتقریرات ہمارے پاس اور بھی ہیں۔ مگر طوالت مضمون کے خوف سے ان تحریرات کی نقل کو ملتوی کرکے اس سے پہلے زمانہ کی اہلحدیث کی تحریرات نقل کرتے ہیں۔

نمبر خاص شانزدہم ونمبر عام ۱۳۰

تحریر نواب صاحب بھوپال رحمۃ اللہ علیہ

نواب صاحب بھوپال کو ہندوستان وپنجاب سب کے سب اہلحدیث جانتے اور مانتے ہیں اور انکی تالیفات پر اعتماد رکھتے ہیں۔ لہذا سب سے پہلے انکی شہادت اصول خمسہ کی نسبت نقل کی جاتی ہے:۔

نواب صاحب رسالہ الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالنسبۃ کے صفحہ دس میں فرماتے ہیں:

وقال ابو حاتم الرازی العلم عندنا ما کان
عن اللہ تعالیٰ من کتاب ناطق ناسخ غیر
منسوخ وما صحت بہ الاخبار عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ مما لا معارض
وما جاء عن الصحابۃ ما اتفقوا علیہ فاذا
اختلفوا لم یخرج من اختلافہم فاذا خفی
ذلک ولم یفہم فعن التابعین فاذا لم یوجد
عن التابعین فعن ائمۃ الھدیٰ من اتباعہم
مثل ایوب السختیانی وحماد بن زید وحماد بن سلمۃ و
سفیان ومالک والاوزاعی والحسن بن صالح
ثم ما لم یوجد عن امثالہم فعن مثل عبد الرحمان
بن مھدی وعبد اللہ بن المبارک وعبد اللہ
بن ادریس ویحییٰ بن آدم وابن عیینۃ و
وکیع بن الجراح ومن بعدہم محمد بن ادریس
الشافعی ویزید بن ھارون الحمیدی واحمد
بن حنبل واسحق بن ابراھیم الحنظلی وابی
عبید القاسم بن سلام انتھی

فھذہ طریقۃ اھل العلم وائمۃ الدین
جعل اقوال ھولاء بدلا عن الکتاب والسنۃ
واقوال الصحابۃ بمنزلۃ التیمم اذا یصار الیہ
عند عدم الماء فعدل ھولاء المتاخرون
المقلدون الی التیمم والماء بین اظہرھم۔

امام ابو حاتم رازی نے فرمایا ہے کہ ہمارے
(یعنے ائمہ اہمد بیت) کے نزدیک علم وہ ہے جو
اللہ تعالیٰ کی کتاب ناطق سے ہو جو منسوخ نہ
ہو اور وہ حدیث ہے جو آنحضرت سے بلا معارض
منقول ہو اور جو اصحاب رسول اللہ سے
بلا اختلاف منقول ہو اور جب ان میں اختلاف
ہو تو ان کے اقوال سے باہر نہ ہو جاویں۔
جب یہ امر مخفی ہے تو پھر جو تابعین سے منقول
ہو تابعین سے بھی کچھ پایا نہ جاوے تو پھر
جو ہدایت کے اماموں سے منقول ہو۔
جیسے ایوب سختیانی ہیں اور حماد بن زید وحماد
بن سلمہ وامام سفیان وامام مالک واوزاعی وحسن بن
صالح اور جو ایسے اماموں سے بھی نہ پایا جاوے
تو پھر جو ایسے لوگوں سے مروی ہو جیسے عبد الرحمان
بن مہدی وعبد اللہ بن مبارک وعبد اللہ بن ادریس
ویحییٰ بن آدم وسفیان بن عیینہ ووکیع بن
جراح ہیں اور ان کے بعد امام شافعی ویزید بن
ہارون وامام احمد بن حنبل واسحق بن ابراہیم
وابی عبید قاسم بن سلام۔

پس یہی طریق اہل علم کا اور دین کے اماموں
کا (جنہوں نے ان لوگوں صحابہ وتابعین کے
اقوال کو قرآن وحدیث کا بدل ٹھہرایا ہے۔ ان کے
نزدیک صحابہ وتابعین کے اقوال بمنزلہ تیمم ہیں ان کی طرف اسوقت رجوع کیا جاویگا جبکہ پانی نہ ملیگا۔

(یعنی کتاب اللہ وسنت میں کوئی مسئلہ صاف طور پر نہ ملیگا) پچھلے زمانہ کے مقلدوں نے باقی کے موجود ہوتے تیمم کیطرف رجوع کیا ہے یعنی قرآن وحدیث کے صریح حکم ملنے کے ساتھ بھی اپنے پیشواؤں کی تقلید کو جائز رکھا ہے۔

اور نواب صاحب مرحوم نے کتاب اتحاف النبلاء کے صفحہ ۱۸۱ وغیرہ میں امام احمد کے اصول خمسہ (جو ہمارے بیان کردہ اصول خمسہ میں سے پہلے تین اصول کی بالفاظہا تصدیق کرتے ہیں اور باقی دو اصولوں کے بالمعنے مصدق ہیں) کا ترجمہ فارسی میں کتاب اعلام الموقعین لحافظ ابن قیم سے بیان ونقل کیا ہے جس کو ہم عنقریب اصل کتاب اعلام کی عربی عبارت میں نقل کرکے اردو میں اسکا ترجمہ کردیں گے ان اصول کو بیان کرنے کے بعد آپ صفحہ ۱۸۳ - اتحاف میں فرماتے ہیں: "آنچہ دروے اصول خمسہ امام احمد ذکر کردہ ہمیں اصلہا اصول فرقہ توحید واتباع ایں زمان ست راسا برایں وکسانیکہ بریں اصول اطلاع ندارند واتباع آں ازیں گروہ حق پژوہی بیند امر جدید گمان کردہ تہمت احداث عقائدی نہند واہل آنرا وہابیہ نامند حاشا ہم عن ذلک"

نواب صاحب کے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل حدیث زمانہ حال کا انہیں اصول خمسہ پر عمل ہے جو لوگ ان اصول پر اطلاع نہیں رکھتے وہ ان اصول پر عمل کرنے سے اہلحدیث زمانہ حال پر وہابی ہونے کی تہمت لگاتے ہیں۔

نمبر خاص ہفتدہم و نمبر عام ۱۳۱-

شہادت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب

امام اہلحدیث ہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۵۲ میں اہلحدیث اور اہل الرائے میں فرق بیان کرنے کا ایک باب عقد کرکے اہلحدیث کا یہ وصف وحال بیان کیا ہے کہ انکا بڑا مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرنا تھا نہ رائے سے فتوے دینا۔ پھر صفحہ ۱۵۴ میں کہا ہے کہ اس طبقہ کے رئیس یہ لوگ تھے عبدالرحمن بن مہدی یحیی بن سعید

اعلم انہ کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب وابراھیم والزھری وفی عصر مالک وسفیان وبعد ذالک قوم یکرھون الخوض بالرائے ویہابون القیاس والاستنباط

الا لضرورة لا يجدون منها بدًا وكان
اكبر همهم رواية حديث رسول الله
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم.
كان عندهم انه اذا وجد في المسئلة قرآن
ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا
كان القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضية
عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سواءً كان
مستفيضًا دائرًا بين الفقهاء او يكون مختصًا
باهل بلد او اهل بيت او بطريق خاصة
وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم
يعملوا به ومتى كان في المسئلة حديث
فلا يتبع فيها خلاف اثر من الآثار ولا
اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا
جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا
في المسئلة حديثًا اخذوا باقوال جماعة
من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم
دون قوم ولا بلد دون بلد كما كان من
قبلهم فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء
على شئ فهو المقنع وان اختلفوا اخذوا بحديث
اعلمهم علمًا واورعهم ورعًا واكثرهم
ضبطًا او ما اشتهر عنهم فان وجدوا شيئًا
يستوي فيه قولان فهي مسئلة ذات قولين

قطان یزید بن ہارون عبدالرزاق ابوبکر بن
شیبہ مسدد ہناد احمد بن حنبل اسحق بن راہویہ
فضل بن دکین علی بن المدینی اور ان کے
ہمسر یہ لوگ طبقات محدثین سے اعلیٰ نشان
تھے انہیں سے محققین نے فن روایت حدیث
کو پختہ کرنے کے بعد حدیث کی فقہ (اس سے
اجتہاد کرنے) کی طرف توجہ کی ان کے نزدیک
فقہ یا رائے اس قسم کی نہ تھی کہ ائمہ متقدمین
میں سے ایک شخص کے مقلد ہو رہیں باوجودیکہ
احادیث و آثار باہم مختلف ہر مذہب میں انکو
نظر آتے ہوں لہذا وہ احادیث و آثار صحابہ و
تابعین و مجتہدین کے تتبع و تلاش میں
(ان قواعد کے ساتھ جن کو انہوں نے محکم
سمجھ رکھا تھا) لگ گئے۔ میں (شاہ صاحب
فرماتے ہیں) ان کو تھوڑے الفاظ میں بیان
کرتا ہوں۔ ان کے نزدیک یہ مقرر تھا کہ
جب کسی مسئلہ میں قرآن کا کوئی صاف حکم
ہوتا تو اسکو چھوڑ کر کسی قول کیطرف جانا جائز
نہ سمجھا جاتا۔ اور اگر قرآن کسی مسئلہ میں کئی
صورتوں کا احتمال ہو تو وہ حدیث کو اس کا
فیصلہ کرنے والے سمجھتے اور اگر قرآن میں
وہ حکم نہ پاتے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو لے لیتے خواہ وہ عموماً فقہاء

فان عجزوا عن ذلك ايضًا تاملوا في عمومات الكتب والسنة وايماءاتهما واقتضاءاتهما وحملوا نظير المسئلة عليها في الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرائے لا يعتمدون في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص الى الفهم ويثلج به الصدر۔

میں مشتہر ہوتی خواہ کسی خاص شہر یا قوم میں پائی جاتی خواہ اسپر کسی مجتہد نے عمل کیا ہوتا یا نہ ہوتا۔ حدیث کے ہوتے وہ کسی اثر یا قول صحابی یا کسی مجتہد کے اجتہاد پر عمل نہ کرتے اور جب وہ حدیث کی تلاش میں کوشش کرنے کے ساتھ حدیث بھی نہ پاتے تو جماعت صحابہ کے اقوال کو لے

یعنے اسمیں وہ کسی قوم یا شہر کے لوگوں کے پابند نہ ہوتے اگر وہ کسی قول میں خلفاء اربعہ اور جمہور فقہاء کا اتفاق پاتے تو وہ ان کے لئے موجب قناعت ہوتا۔ اور اگر ان میں اختلاف پاتے تو جس شخص کو کہ زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار اور زیادہ ضابط جانتے اسکے قول پر عمل کرتے اور اگر ان اقوال مختلفہ کے قائل مساوی رتبہ کے ہوتے تو وہ مسئلہ دونو قول والا یعنی جو اختلافی کہلاتا (جس قول پر کوئی چاہے عمل کرتے) اور اگر ایسا قول پانے سے عاجز ہو جاتے تو کتاب اللہ اور سنت کے عمومات ایماء و اقتضاء سے کام لیتے۔ اسمیں وہ قواعد اصول پر جو علماء اصول نے بنا رکھے ہیں اعتماد نہ کرتے۔ بلکہ اپنے خداداد فہم اور اطمینان قلب سے کام لیتے۔

نمبر خاص ۱۸ ہژدہم و نمبر عام ۱۳۲

شہادت حافظ ابن القیم

حافظ ابن القیم کا اہلحدیث ہونا اہلحدیث زمانہ حال میں مسلم ہے ان کی کتاب اعلام الموقعین میں اصول خمسہ کا اصول مذہب اہلحدیث ہونا بڑے زور شور سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس مقام میں اس کتاب کی چند عبارات کا نقل کرنا مناسب ہے۔ اسکی جلد سوم کے صفحہ ۱۶۳ میں ہے۔

فصل - في جواز الفتوى بالآثار السلفية والفتاوى الصحابية وانها اولى بالاخذ بها من آراء المتاخرين وفتاويهم وان اخر بها الى

یہ فصل اس بیان میں ہے کہ سلف کے آثار اور صحابہ کے فتووں سے فتوے دینا جائز ہے اور متاخرین کی رائوں اور فتووں سے وہ

الصواب بحسب قرب اهلها من عصر
الرسول صلوات الله وسلامه عليه وعلى
آله - وان فتاوى الصحابة اولى ان يوخذ
بها من فتاوى التابعين وفتاوى التابعين
اولى من فتاوى تابعي التابعين وهلم جرا و
كلما كان العهد بالرسول اقرب كان
الصواب اغلب وهذا حكم بحسب الجنس
لا بحسب كل فرد فرد من المسائل كما ان
عصر التابعين وان كان افضل من عصر
تابعيهم فانما هو بحسب الجنس لا بحسب
كل شخص شخص ولكن المفضلون في العصر
المتقدم اكثر من المفضلين في العصر المتاخر
وهكذا الصواب في اقوالهم اكثر من الصواب
في اقوال من بعدهم فان التفاوت بين
علوم المتقدمين والمتاخرين كالتفاوت
الذي بينهم في الفضل والراي * * *
اذا قال الصحابي قولا فاما ان يخالفه
صحابي اخر او لا يخالفه وان خالفه مثله
لم يكن قول احدهما حجة على الاخر وان
خالفه اعلم منه كما اذا خالف الخلفاء الراشدين
او بعضهم غيرهم من الصحابة في حكم فهل
يكون المتفق الذي فيه الخلفاء الراشدون
او بعضهم حجة على الاخر فيه قولان للعلماء

مقدم ہیں اور صواب (درستی) کیطرف
ایسے اور اس قدر قریب تر ہیں جیسے کہ ان کے
قائل آنحضرت صلعم کے زمانہ کے قریب ہیں صحابہ
کے فتوے تابعین کے فتووں سے مقدم اور
تابعین کے تبع تابعین سے وعلی ہذا القیاس
جسقدر زمانہ آنحضرت صلعم سے قریب ہوگا۔ اسی
قدر درستی اور صحت بھی غالب ہوگی۔ یہ حکم
بلحاظ جنس متقدمین ہے نہ بلحاظ ہر ہر شخص
کے زمانہ متقدم کے لوگ زمانہ متاخر کے لوگوں
سے فضیلت میں بڑھکر ہیں تو اس زمانہ کے
لوگوں کے اقوال بھی اقوال زمانہ متاخر کے
لوگوں سے بڑھکر ہونگے۔ ایسا ہی ان کے
اقوال میں صواب و درستی کی نسبت ہے۔
متقدمین و متاخرین کے علوم میں ویسا ہی
فرق ہے۔ جیسا کہ ان کے رتبہ و فضیلت میں
ہے۔ پھر اسی جلد میں کہا ہے۔ جب ایک صحابی
نے ایک بات کی ہو اور دوسرے صحابہ نے
اس کے برخلاف کہا ہوگا۔ یا نہ کہا ہوگا۔ اگر
برخلاف کہا ہوگا۔ تو ایک کا قول دوسرے پر
حجت (لائق دستاویز) نہ ہوگا۔ جیسے مثلاً
چاروں خلفاء یا کثر نے دوسرے صحابہ سے
اختلاف کیا ہو۔ تو کیا جس طرف سبھی خلفا
یا بعض ہوں وہ دوسری جانب سے غالب

وهما روايتان عن الامام احمد والصحيح
ان الشق الذى فيه الخلفاء او بعضهم
ارجح واولى ان يؤخذ به من الشق الآخر
فان كان الاربعة فى شق فلا شك انه
الصواب وان كان اكثرهم فى شق فالصواب
فيه اغلب وان كانوا اثنين واثنين فشق
ابى بكر وعمر اقرب الى الصواب فان اختلف
ابو بكر وعمر فالصواب مع ابى بكر وهذه
جملة لا يعرف تفصيلها الا من لم خبرة
واطلاع على ما اختلف فيه الصحابة و
على الراجح من اقوالهم ويكفى فى ذلك معرفة
رجحان قول الصديق فى الجد والاخوة
وكون الطلاق الثلاث بفم واحد مرة واحدة
وان تلفظ فيه بالثلاث وجواز بيع امهات
الاولاد واذا نظر العالم المنصف فى ادلة
هذه المسائل من الجانبين تبين له ان
جانب الصديق ارجح وقد تقدم بعض ذلك
فى مسئلة الجد والطلاق الثلاث بضم واحد
ولا يحفظ فتوى ولا حكم ماخذهما ضعف
ابدا وهو تحقيق لكون خلافته خلافة نبوة

اور اولی بالقبول ہونگے علماء اور امام احمد سے اس
باب میں دو قول مروی ہیں صحیح یہی قول ہے
کہ جس جانب چاروں خلفاء یا ان میں سے
اکثر ہونگے وہ جانب غالب ہوگی اور اگر دو
دو میں اختلاف ہوگا۔ تو حضرت ابوبکرؓ اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب غالب ہوگی
اور اگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما
کا باہم اختلاف ہوگا۔ تو حضرت ابوبکر رضہ کی
جانب صواب ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل
کو وہی شخص جانتا ہے جسکو صحابہ رضہ کے
اختلاف اور اس اختلاف سے قول راجح
کا علم ہو۔ اسکی مثالوں میں قول صدیقی وراثت
جد اور بھائیوں میں اور تین طلاقوں کے
(جو ایک وقت میں دیجاویں) ایک ہونے
میں اور بیع ام ولد کے جائز ہونے میں
پیش کرنا کافی ہے۔ عالم بانصاف ان
مسائل کے دلائل میں نظر کرے گا تو اسکو
واضح ہو جائے گا کہ ان مسائل میں قول
صدیقی غالب ہے اور سابقاً مسئلہ جد اور
طلاق میں یہہ امر واضح ہو چکا ہے اور حضرت
صدیق رضہ سے کوئی قول ایسا محفوظ نہیں جسکے برخلاف کوئی نص وارد ہو یا اسکا ماخذ
ضعیف ہو اس سے ثابت ہے کہ آپکی خلافت خلافت نبوۃ تھی۔
پھر اس جلد کے صفحہ ۳۷۹ میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر صحابی نے دوسرے صحابی کا

وان لم يخالف الصحابي صحابيا آخر فاما
ان يشتهر قوله في الصحابة او لا يشتهر
فان اشتهر فالذي عليه الطوائف من
الفقهاء انه اجماع وحجة وقالت طائفة
منهم هو حجة وليس باجماع وقالت شرذمة
من المتكلمين وبعض الفقهاء المتاخرين
لا يكون اجماعا ولا حجة وان لم يشتهر
قوله او لم يعلم هل اشتهر لا فاختلف
الناس هل يكون حجة ام لا فالذي عليه
جمهور الامة انه حجة هذا قول جمهور الحنيفة
صرح به محمد بن الحسن وذكر عن ابي حنيفة
ايضا - وهو مذهب مالك واصحابه و
تصرف في موطئه دليل عليه وهو قول
اسحق بن راهويه وابي عبيد وهو منصوص
الامام احمد في غير موضع عنه واختيار
جمهور اصحابه وهو منصوص الشافعي في
القديم والجديد اما القديم فاصحابه
مقرون به واما الجديد فكثير منهم
يحكي عنه انه ليس بحجة وغاية ما تعلق به
من نقل ذلك انه يحكي اقوالا للصحابة
في الجديد ثم يخالفها ولو كانت عنده حجة
لم يخالفها وهذا تعلق ضعيف جدا فان
مخالفة المجتهد الدليل المعين لما هو فوق

خلاف نہ کیا ہو۔ تو پھر اسکی دو صورتیں ہیں
ایک یہہ کہ انکا قول مشتہر ہو چکا ہے۔ اس
صورت میں اکثر فقہا قائل ہیں کہ وہ قول
اجماع ہے اور حجت ہے اور ایک جماعت
نے کہا ہے کہ وہ حجت تو ہے۔ مگر اجماع
نہیں ہے۔ اور بہت ہی تھوڑے لوگوں
متکلمین اور متاخرین فقہا نے کہا ہے
کہ نہ وہ حجت ہے نہ اجماع۔ دوسری
صورت یہ ہے کہ وہ قول مشتہر نہ ہوا ہو۔
یا یہ کہ اس کا مشتہر ہونا اور نہ ہونا کچھ بھی
معلوم نہ ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے کہ
وہ حجت ہے یا نہیں جمہور امت محمدیہ اسپر
ہیں کہ وہ حجت ہے یہی جمہور حنفیہ کا قول ہے
چنانچہ امام محمد رح نے تصریح کہدیا ہے
اور یہی امام ابو حنیفہ سے انکی تصریح سے
نقل کیا ہے اور یہی امام مالک اور ان کے
شاگردوں سے تصریح منقول ہے۔
اور یہی امام شافعی رح سے قول قدیم و جدید
میں صاف طور پر پایا جاتا ہے ان کے
قول قدیم کو تو ان کے اصحاب بھی مانتے
ہیں۔ رہا قول جدید سو بہتر ہے لوگ ان سے
حکایت کرتے ہیں کہ قول صحابی حجت نہیں ہے
یہ حکایت ان کے اس فعل سے نکالی جاتی ہے

فی نظرہ منہ لا یدل علی انہ لا یراہ دلیلاً من حیث الجملۃ بل خالف دلیلاً لدلیل ارجح عندہ منہ۔

کہ امام شافعی صحابہؓ کے اقوال نقل کرکے پھر انکا خلاف کرتے ہیں اور اگر وہ اُن کو حجت جانتے تو اُن اقوال کا خلاف نہ کرتے۔ مگر یہ وجہ استنباط نہایت ضعیف ہے کیونکہ مجتہد کا کسی ایک دلیل سے دوسری اقوی دلیل کی نظر سی مخالفت کرنا اس امر کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ وہ پہلی دلیل کو فی الجملہ بہی حجت نہیں جانتا بلکہ یہ مخالفت اس وجہ سے ہوسکتی ہے کہ وہ دوسری دلیل کو پہلی دلیل سے قوی تر سمجہتا ہے۔

اسکے بعد اسمیں کہا ہے۔ کہ امام شافعی رح نے اپنے قول جدید میں جو ربیع نے ان سی

وقد صرح الشافعی فی الجدید من روایۃ الربیع عنہ بان قول الصحابۃ حجۃ یجب المصیر الیہ ×× قال البیہقی وقال فی کتاب اختلافہ مع مالک ما کان الکتاب والسنۃ موجودین فالعذر علی من سمعہ مقطوع الا باتیانہ فان لم یکن ذلک صرنا الی اقاویل الصحابۃ او واحد منہم ثم کان قول الائمۃ ابی بکر وعثمان اذا صرنا الی التقلید احب الینا ××× قال الشافعی رضی اللہ عنہ والعلم طبقات (الاولی) الکتاب والسنۃ (الثانیہ) الاجماع فیما لیس کتابا ولا سنۃ (الثالثۃ) ان یقول الصحابی فلا یعلم لہ مخالف من الصحابۃ (الرابعۃ) اختلاف الصحابۃ (الخامسۃ) القیاس ہذا کلامہ فی الجدید قال البیہقی بعد ان ذکر ہذا وفی الرسالۃ القدیمۃ للشافعی بعد ذکر الصحابۃ

روایت کیا ہے کھولکر لکہدیا ہے کہ اصحاب کے اقوال حجت (لائق سند) ہیں انکی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ ×× اور بیہقی نے کہا ہے کہ امام شافعی رح نے اپنی اُس کتاب میں جسمیں امام مالک رح سے اختلاف ظاہر کیا ہے کہا ہے کہ جب قرآن اور حدیث موجود ہوں تو ان کے سننے والا کا عذر قطع ہوجاتا ہے۔ اور اس کو بجز اسکے کہ قرآن وحدیث پر عمل کرے کچھ نہیں پہنچتا اور جب قرآن وحدیث نہ ہو تو ہم جماعت صحابہ یا انمیں سے کسی ایک کے قول کیطرف رجوع کریں گے اور اگر ابوبکر وعمر رض وغیرہ اماموں کا قول ہوگا تو ہمکو انکی تقلید کیطرف رجوع کرنا بہت پیارا ہوگا ×× اور امام شافعی رح نے کہا ہے کہ علم کے کئی درجہ ہیں پہلا درجہ قرآن وحدیث ہے۔ دوسرا درجہ اجماع جہاں صریح قرآن وحدیث

وتعظيمهم قال وهم فوقنا في كل علم و
اجتهاد وورع وعقل وامر استدرك علم
وآراءهم لنا احمد واولى بنا من رأينا و
من ادركنا ممن نرضى او حكى لنا عنه بلدنا
صاروا فيما لم يعلموا فيه سنة الى قولهم
ان اجتمعوا او قول بعضهم ان تفرقوا
وكذا نقول ولم نخرج من اقوالهم كلهم
وقد قال في الجديد في قتل الراهب انه
القياس عنده ولكن اترك لقول ابي بكر
الصديق رضي الله عنه فقد اخبرنا انه
ترك القياس الذي هو دليل عنده
لقول الصاحب فكيف يترك موجب
الدليل بغير دليل وقال في الضلع بعير
قلته تقليدا لعمر وقال في موضع آخر
قلته تقليدا لعثمان وقال في الفرائض
هذا مذهب تلقيناه عن زيد ولا
نستوحش من لفظة التقليد في كلامه و
نظن انها تنفي كون قوله حجة بناء على
ما تلقيته من اصطلاح المتاخرين ان
التقليد قبول قول الغير بغير حجة فهذا
اصطلاح حادث وقد صرح الشافعي رح
في مواضع من كلامه بتقليد خبر الواحد
متى قلت هذا تقليد الصغير وائمة الاسلام

نہ ملے۔ تیسرا درجہ اقوال صحابہ جس میں انکا
اختلاف نہو۔ چوتھا درجہ اقوال صحابہ جن
میں انکا اختلاف ہو۔ پانچواں درجہ قیاس
یہ آپکا قول جدید ہے بیہقی نے اسکو ذکر
کرنے کے بعد کہا ہے کہ امام شافعی رح کے
رسالہ قدیمہ میں بعد ذکر صحابہ اور انکی تعظیم
کے کہا ہے کہ وہ ہر علم و اجتہاد میں ہمپر
فوقیت رکھتے ہیں انکی رائے ہماری رائے
سے بڑھکر تعریف کے لائق ہے جن لوگوں
کو ہمنے پایا ہے یا انکا قول ہمکو پہنچا ہے
وہ اُن کے اجماعی اقوال یا صورت اختلاف
بعض صحابہ کے اقوال کی طرف رجوع کرتے چلے
آئے ہیں ایسا ہی ہمارا قول ہے ہم ان سب کے
اقوال سے باہر نہ نکلینگے اور آپ نے جدید
قول میں یہ بھی کہا ہے کہ راہب (نصاری
کے عابد) میں ان مقابلہ و مقاتلہ کیوقت
قتل کرنے کا میں قائل تھا لیکن میں نے
بقول صدیق اکبر اس قول کو ترک کر دیا اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ قول صدیقی کو حکم شرعی
سمجھتے تھے۔ آپ نے کہا ہے سپلی کی دیت
(خونبہا) ایک اونٹ ہونے کا میں بہ
تقلید حضرت عمر قائل ہوگیا ہوں ایک
اور موقعہ پر آپ نے کہا کہ میں اسکا بتقلید

کلہم علے قبول قول الصحابی قال نعیم بن حامد
ثنا ابن المبارک قال سمعت ابا حنیفۃ
یقول اذا جاء عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن الصحابۃ
نختار من قولہم واذ جاء عن التابعین زاحمناہم

عثمان قائل ہوگیا ہوں اور فرائض کے مسائل
میں کہا ہے کہ مینے یہ مسئلہ زید بن ثابت رضہ سے
اخذ کیا ہے امام شافعی کے اس قول میں جو لفظ
تقلید مستعمل ہوا ہے اس سے ہم متوحش نہیں
ہوتے ہم سمجھتے ہیں کہ اس لفظ سے قول صحابہ رضہ
کے حجت ہونے کی بنا پر اس اصطلاح متاخرین کے کہ تقلید بلا دلیل کسی بات کے مان لینے کا

نام ہے نفی ہوتی ہے مگر یہ اصطلاح پیچھے پیدا ہوتی ہے امام شافعی نے (جو سلف سے ہیں)
بہت جگہ اپنی کلام میں خبر واحد کی پیروی کو تقلید کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ مینے فلاں بات
بتقلید غیر کہی ہے۔ اسلام کے سبھی امام قول صحابی کے اتباع و قبول کرنے پر متفق ہیں (اس
اتباع پر امام شافعی نے لفظ تقلید بولا ہے) نعیم بن حامد نے کہا کہ مینے ابن المبارک سے سنا
ہے کہ امام ابو حنیفہ کو مَیں نے یہ کہتے سنا کہ جو بات اصحاب نبوی سے مروی ہو ہمارے سر آنکھوں
پر ہے۔ اور جو تابعین سے مروی ہوگا اسکا ہم مقابلہ کریں گے۔

فٹ نوٹ۔ جو شخص سچا اہلحدیث رہنا چاہتا ہے وہ اس نوٹ کو ملاحظہ کرے اور اسپر
کاربند ہو ورنہ مطلق تقلید سے متنفر ہو کر اعتزال نیچریت۔ مرزائیت۔ چکڑالویت اور
دہریت میں جا پڑے گا۔

امام شافعی رح نے جو فقہ و حدیث کے مسلم امام ہیں اپنے اس قول جدید میں اتباع قول
صحابہ کا نام تقلید رکھا ہے۔ ایسا ہی آپ سے جلد اوّل اعلام کے صفحہ ۲۱۸ و ۲۱۹
میں نقل کیا گیا۔ حافظ ابن القیم نے جو مسئلہ ترک تقلید ناجائز کے بڑے حامی ہیں امام
شافعی کے اس محاورہ کو جائز و مسلّم رکھا ہے۔ اور صاف کہدیا ہے کہ متاخرین کی اصطلاح
کی پرواہ نہ کرکے ہم اس لفظ تقلید سے متوحش نہیں ہوتے۔

امام شافعی اور حافظ ابن القیم کے یہ اقوال فرقہ اہلحدیث کے ان جہلا اور بعض علما پر دان
خواہش جہلا کے لئے ایک عبرت خیز و ہدایت انگیز تازیانہ ہے جو لفظ تقلید و مقلد
کے نام سے چونک اُٹھتے ہیں اور یہ الفاظ سنتے ہی ایسے چڑتے اور جلتے ہیں جیسے

والذین قالوا لیس بحجۃ قالوا لان الصحابی مجتہد والمجتہد یجوز علیہ الخطأ فلا یجب تقلیدہ * * * * * * الکلام فی مقامین (احدھما) فی الادلۃ الدالۃ علی وجوب اتباع الصحابۃ (الثانی) فی الجواب عن شبہ النفاۃ فاما

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اقوال صحابہ حجت نہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ صحابی بھی مجتہد ہے اور مجتہد سے خطا کا صادر ہونا جائز ہے تو پھر اسکی تقلید کیونکر واجب ہے * * * اسکے جواب میں ہم دو مقام میں کلام کرینگے ایک مقام بیان دلائل جن سے اتباع صحابہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے دوسرے مقام میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (۱۲۵)

دہاتی سکھ بانگ سننے سے یا متعصب ہندو کلمہ پڑھنے سے ان جہلا اور انکی روش اختیار کرنے والے علماء کو معلوم ہو کہ جن لوگوں نے ہندوستان میں مسئلہ ترک تقلید ناجائز کو پھیلایا ہے یا بلاد عرب وغیرہ میں ان سے یہ مسئلہ شیوع پایا ہے انہوں نے مطلقاً تقلید کو ناجائز نہیں کہا بلکہ خاص کر تقلید مقابلہ نص (قرآن وحدیث) اور تقلید مذہب معین با عتقاد وجوب کو ناجائز کہا ہے اور مطلق تقلید کو بوقت لاعلمی واجب اور تقلید مذہب واحد کو اگر اسکے ساتھ اعتقاد وجوب شرعی نہو جائز لکھا ہے۔ معیار الحق مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۲ میں کہا ہے۔ باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہ چار قسم ہے۔

قسم اوّل واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی سی لا علی التعین جسکو مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اسکے یہ علامت لکھی ہے کہ عمل مقلد کا ساتھ قول مجتہد کے اسطرح پر ہو جیسے شرط کی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت ہو تو عمل کیے جاؤنگا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ مخالف ہے سنت کے تو اسکو پھینک دونگا اسکے بعد عبارت عربی عقد الجید کو نقل کیا۔ تقلید مجتہد علی وجہین واجب وحرام الخ۔

اسکے بعد کہا ہے۔ قسم ثانی۔ مباح اور وہ تقلید مذہب معین کے ہے بشرطیکہ مقلد اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھے بلکہ اس نظر سے تعین کرے کہ جبکہ امر اللہ تعالے کا واسطے اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے تو جس ایک مجتہد کا اتباع کریں گی اوسی کی اتباع سے عہدۂ تکلیف کیسے فارغ ہو جائیں گی۔ اور اسمیں سہولیت بھی پائی جاتی ہے۔ اور علامت اس

الاول فمن وجوہ (احدھما) ما احتج بہ مالک وھو قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنٰت تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم۔ الوجہ السادس والاربعون انہ لم یزل اھل العلم فی کل

ان لوگوں کے شبہات کا جواب مقام اول کے بیان میں آپنے چھیالیس دلائل ذکر کئے ہیں پہلی دلیل آیت السابقون الاولون ہے جس سے استدلال صفحہ ۱۰۹ میں گذر چکا ہے۔ چھیالیسویں دلیل جو اس جلد کے صفحہ ۴۰۲ میں بیان ہوئی ہے یہ ہے کہ تمام زمانوں اور شہروں کے اہل علم ہمیشہ سے فتاوے صحابہ اور ان اقوال سے استدلال کرتے چلے آئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶

تقلید کی یہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کر سکے تو اس سے انکار نہ کرے اور کسی شخص عمل کرنے والے کو برا نہ جانے اور ملامت اور نکیر نکرے مثلاً حنفی المذہب کو مسئلہ رفع یدین اگر معلوم ہو تو اسکے استعمال سے نفرت اور انکار نہ کرے بلکہ کبھی کو بھی لے اور حنفی ہو کر کسی کرنے والے کو طعن نہ کرے۔ اور حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۲۷ میں کہا ہے:۔

ومنھا تقلید غیر المعصوم اعنی غیر النبی الذی ثبتت عصمتہ وھذا التقلید غیر ما اتفق علیہ الامۃ المرحومۃ فانھم اتفقوا علی جواز التقلید للمجتھدین مع العلم بان المجتھد یخطی ویصیب ومع الاستشراف لنص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسئلۃ والعزم علی انہ اذا ظھر حدیث صحیح خلاف ما قلد فیہ ترک التقلید واتبع الحدیث

ایسا ہی اعلام الموقعین جلد دوم کے صفحہ ۲۹۳ میں تقلید ممنوع اور تقلید واجب وجائز میں فرق کے بیان میں کہا ہے۔

پھر کمال تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ علماء کہلاتے ہیں اور یہ کتابیں ان کی نظر سے گذر چکی ہیں وہ کیوں مطلق تقلید و مقلد کے لفظ سے ناخوش ہوتے ہیں اور حنفی یا شافعی کہلانے کو ایسا برا سمجھتے ہیں جیسے شیعہ یا غیر مسلم کہلانے کو۔

اشاعۃ السنہ کے جلد ۲۱ صفحہ ۷۴ اور جلد ۲۲ کے صفحہ ۲۸۸ میں خاکسار نے اپنے آپکو اہلحدیث حنفی کے لقب سے یاد کیا۔ تو اسپر دو تین لڑکوں نے اخبار مسمی اہلحدیث میں شور مچایا اور طوفان برپا کیا اسکے جواب میں اسی جلد ۲۲ میں صفحہ ۲۹۷ سے صفحہ ۳۱۶

عصر و مصر یحتجون بما هذا سبیله
من فتاوی الصحابة واقوالهم ولا ینکره
منکر منهم وتصانیف العلماء شاهدة بذلك
ومناظراتهم ناطقة به قال بعض العلماء
المالکیة اهل الامصار مجمعون علی الاحتجاج
بما هذا سبیله وذلك مشهور فی روایاتهم
وکتبهم ومناظراتهم واستدلالاتهم ویمتنع
والحالة هذه اطباق هؤلاء کلهم علی الاحتجاج

انمیں کسی نے اس استدلال پر انکار نہیں کیا انکی
تصانیف اسپر شاہد ہیں اور انکے مناظرات
اس سے ناطق ہیں بعض علماء مالکیہ نے کہا ہے
کہ تمام شہروں کے اہل علم کا اسپر اجماع ہے اور ان
کی کتب و مناظرات مشہورہ میں یہ استدلال
موجود ہے جو کسی کتاب سلف اور خلف کے کسی
حکم اور اسکی دلیل پر مشتمل ہوگی اسمیں تو اصحاب
سے استدلال موجود ہوگا جو اسکا اعلیٰ نشان

نوٹ: تک ایک مضمون بعنوان "ہمارا حنفی ہونا کس معنے کر ہے" شائع کیا گیا جس کا خلاصہ یہ تھا
کہ مسائل منصوصہ قرآن و حدیث میں ہم کسیکے مقلد نہیں اور مسائل غیر منصوصہ اجتہادیہ میں
ہم اکثر مسائل میں امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی تقلید کرتے ہیں اور معہذا بعض مسائل میں
دیگر ائمہ مجتہدین کی پیروی و تقلید بھی کرتے ہیں۔ تو اس جلد کے شائع ہونے پر بھی بعض
احباب نے اس انتساب بمذہب حنفی اور تلقب باہلحدیث حنفی پر اعتراض نہ چھوڑا جس کی
وجہ صرف یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے ہمارا وہ مضمون نہ پڑھا ہوگا اور پڑھا ہوگا
تو دل ناخواستہ سے پڑھا ہوگا اور اسکا مطلب نہیں سمجھا ؎

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

دسمبر ۱۱ء میں خاکسار دربار کارونیشن کے موقعہ پر دہلی پہنچا تو پہلے جمعہ کی نماز کے بعد
یہ اعتراض خاکسار پر ہوا پھر ایک جلسہ کانفرنس اہلحدیث میں جس میں خاکسار بھی شامل تھا
حافظ حمید اللہ صاحب تاجر رکن کانفرنس نے یہ سوال پیش کیا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب
جو اہلحدیث ہونے کے ساتھ حنفی بھی کہلاتے ہیں یہ امر جائز ہے۔ اسکا جواب پہلے مولوی
سید احمد حسن صاحب دہلوی پنشنر ریاست حیدرآباد نے دیا کہ ہاں جائز ہے پھر خاکسار نے
اسی تفصیل سے جواب دیا کیا جو اس نوٹ میں ہو چکی ہے پھر حافظ صاحب موصوف نے
یہ سوال کیا کہ کیا تقلید حنفی مذہب جائز ہے ہمکو آپنے اور دیگر علماء نے یہ سکھایا ہے کہ تقلید کرنی شرک ہے اسکا جواب میں

بما لم یشرع اللہ ورسولہ الاحتجاج بہ ولا نصبہ دلیلا للامۃ فای کتاب شئت من کتب السلف والخلف المتضمنۃ للحکم والدلیل وجدت فیہ الاستدلال باقوال الصحابۃ ووجدت ذلک طرازھا وزینتھا ولم تجد فیھا قط لیس قول ابی بکر وعمر حجۃ ولا تحتج باقوال اصحاب رسول اللہ صلعم وفتاویھم ولا ما یدل علی ذلک۔

وزینت ہوگی۔ ان میں سے کسی کسی کتاب میں یہ نہ پاؤ گے کہ کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول حجت نہیں یا اقوال صحابہ نبوی لائق سند و دستاویز نہیں ہیں اور نہ کوئی ایسا مضمون جو اس انکار پر دلالت کرتا ہو۔

خاکسار نے کتاب معیار الحق کے صفحہ ۴۱ سے نکال کر دکھایا۔ کہ تقلید چار قسم ہے۔ اول واجب ہے۔ تا آخر اصلی عبارت جو اس نوٹ میں منقول ہے۔ بعد اس کے صفحہ ۷۹ کی یہ عبارت سنادی۔ کہ قید ایک مذہب کی اکثر لوگوں کے حق میں اکثر احوال میں اولیٰ و مستحسن بلکہ ضروری ہوتی ہے کیونکہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے لیکن لیکن ہر شخص کیواسطے نہیں جسکو اللہ تعالیٰ مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیوں تقلید کرے۔ پھر کتاب مسلم الثبوت سے یہ حاشیہ میں نے پڑھکر سنایا۔ اجمع المسلمون علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء واجمع الصحابۃ علی من استفتی ابابکرؓ وعمرؓ فلہ ان یستفتی اباھریرۃؓ ومعاذ بن جبلؓ ویعمل بقولھما بغیر نکیر فمن ادعی برفع ھذین الاجماعین فعلیہ البیان

پھر کہا کہ یہ اجماع بھی معیار الحق صفحہ ۱۴۲ میں منقول ہے۔ پھر یہ دعویٰ کیا۔ کہ بے علم کا علمائے وقت کی بلا تحقیق تقلید کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اس وقت تک چلا آیا ہے۔ اس کی مثال میں وہ مختصر بیان کیا۔ جو حدیث صحیح میں آچکا ہے۔ کہ ایک شخص کے سر میں زخم پہنچا اور اس نے کسی صحابی سے پوچھا کہ مجھے تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ جائز نہیں۔ تو اس نے غسل کیا۔ اور وہ ہلاک ہوا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط فتویٰ دینے والے مفتی کو بد دعا دی اور اس پر خفگی ظاہر کی۔ مگر فتوے پوچھنے والے کے حق میں

اور کتاب اعلام موقعین جلد اول کے صفحہ ۳۲ میں کہا ہے کہ امام احمد

وکان فتاویہ مبنیۃ علی خمسۃ اصول (احدھا) النصوص فاذا وجد النص افتی بموجبہ ولم یلتفت الی ما خالفہ ثانیاً من کان ولم یکن یقدم علی الحدیث الصحیح عملاً ولا رایاً ولا قیاساً ولا قول صاحب ولا عدم علمہ بالمخالف الذی یسمیہ کثیر من الناس اجماعاً ویقدمونہ علی الحدیث الصحیح وقد کذب احمد من ادعی ھذا الاجماع ولم یبلغ

کے فتوے پانچ اصول پر مبنی ہوتے تھے ایک اصل نصوص (قرآن و حدیث) جب وہ قرآن اور حدیث میں صاف حکم پاتے تو اسکے موجب و موافق پر فتوے دیتے اور کسی قول یا شخص کی جو اسکے مخالف ہوتا پروا نہ کرتے اور حدیث صحیح پر کسی عمل یا رائے یا قیاس یا قول صحابی کو مقدم نہ کرتے اور اس قول صحابی کے مخالف علم نہ ہونے کو (جسکا بعض لوگ

نہ فرمایا۔ کہ اس نے کیوں قول بلا دلیل کی تقلید کر لی۔ اس استدلال کی حاضرین نے تحسین کی۔ اسپر یہ سوال ہوا۔ کہ آپ کو اس وقت حنفی کہلانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کے جواب میں خاکسار نے کہا۔ کہ اسوقت ہماری جماعت میں یہ تشدد پھیل گیا ہے۔ کہ حنفی کہلانیکو مطلقاً ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ جیسے مشرک کہلانے کو تو اسوقت حنفی یا شافعی کہلانا۔ ان کے رفع جہالت تشدد کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ فائدہ دیتا ہے کہ اس سے جواز ان القاب کا ثابت ہوتا ہے۔ اور اسکی نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو بتایا۔ کہ آپنے حجۃ الوداع میں مفرد حج والوں کا احرام کھلوا کر تمتع کرایا۔ جسکو وہ ناجائز جانتے تھے۔ اور سختی کے ساتھ حکم دیکر تمتع کا جواز ظاہر کیا۔ اہلحدیث ہو کر حنفی کہلانے پر تشدد و انکار صرف عوام و جہلا فرقہ اہل حدیث میں ہی نہیں پایا جاتا۔ بلکہ بعض خواص جو علماء کہلاتے ہیں۔ اور کانفرنس اہلحدیث کے حامی و بانی ہیں اس تشدد میں مبتلا ہیں۔ یہ ایک تعجب خیز و حیرت انگیز واقعہ ہے جو ماہ مارچ ۱۹۱۳ء میں موقعہ جلسہ سالانہ اہلحدیث کانفرنس پر امرتسر میں ہوا تھا جس کا رقعہ دوست خاکسار کے نام پہنچا۔ تو خاکسار نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ اگر

تقدیمہ علی الحدیث الثابت وکذالک الشافعی ایضاً نص فی رسالتہ الجدیدۃ علی ان مالا یعلم فیہ بخلاف لایقال لہ اجماع ولفظہ ما لا یعلم فیہ خلاف فلیس اجماعاً وقال عبد اللہ بن احمد بن حنبل سمعت ابی یقول ما یدعی فیہ الرجل الاجماع فھو کذب من ادعی الاجماع فھو کاذب وھذا ھو الذی انکرہ الامام احمد والشافعی

اجماع نام رکھتے ہیں۔ اور اس کو حدیث صحیح پر مقدم کرتے ہیں، حدیث صحیح پر مقدم نکرتے۔ اور اس اجماع کے مدعی کو وہ دروغ گو کہتے اور ایسے اجماع کی تقدیم حدیث پر جائز نہ رکھتے ایسی ہی امام شافعی بھی اپنے رسالہ جدید میں تصریح کر چکے ہیں۔ کہ جس قول میں خلاف کا علم نہ ہو اسکو اجماع نہیں کہا جاتا یہ بعینہ امام شافعی کے الفاظ ہیں اور عبد اللہ بن احمد نے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ امام احمد کو یہ کہتے سنا ہے کہ ایسے اجماع کا دعوی کذب ہے

کانفرنس اصول خمسہ اہل حدیث کو تسلیم کرنے۔ یا بصورت عدم تسلیم اس جلسہ کانفرنس میں اسپر مجھ سے بحث کرنے کا وعدہ دے۔ تو خاکسار بڑی خوشی سے شامل جلسہ ہونیکے لئے تیار ہے۔ اس کا جواب کانفرنس کی طرف سے باوجود مکرر ریمائنڈر (رقعات یاد دہانی) بھیجنے کے کچھ نہ آیا۔ مگر کانفرنس کے رکن رکین مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی نے اپنے قلم سے یہ رقعہ خاکسار کے نام تحریر کیا۔

مکرم من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ فرماتے ہیں اصول خمسہ میرے اہل جلسہ تسلیم کریں۔ تو میں شریک ہونگا۔ لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ آپ تشریف لاویں۔ اور جلسہ میں تقریر فرماویں۔ اپنے اصول خمسہ مع الدلائل پیش کریں۔ انشاء اللہ تسلیم کیا جائیگا یا وجوہ تردید ان کے جواب میں عرض کئے جائیں گے۔ وھو المستعان۔

عبد العزیز

فی دعوی الاجماع لا ما یظنہ البعض الناس انہ استبعاد لوجودہ۔

الاصل الثانی من اصول فتاوی الامام احمد ما افتی بہ الصحابۃ فانہ اذا وجد لبعضھم فتوی لا یعرف لہ مخالف منھم فیما نلم یعدھا الی غیرھا ولم یقل ان ذلک اجماع بل من ورعہ فی العبارۃ یقول لا اعلم شیئا یدفعہ او نحو ھذا الاصل الثالث من اصولہ اذا اختلف الصحابۃ تخیر من اقوالھم ما کان اقربھا الی الکتاب والسنۃ

جو ایسی اجماع کا مدعی ہو وہ کاذب ہے ایسی ہی اجماع (خیالی) سے امام احمدؒ نے انکار کیا ہے۔ ایسا نہیں جیسے بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اجماع کی وجود ہی کو بعید سمجھتے ہیں۔

دوسرا اصل اصحاب نبوی کے فتوے جب بعض اصحاب کا فتوی پاتے ہیں جن میں ان کو صحابہ کوئی مخالف معلوم نہ ہوتا۔ تو پھر وہ اس فتوے کو چھوڑ کر دوسرے قول کی طرف رجوع نہ کرتے۔ مگر وہ اس فتوے پر اجماع ہونے کا دعوی نہ کرتے۔ بلکہ پرہیزگاری سے وہ اس فتوے کے بیان کرنے میں یہ فرماتے۔ کہ میں اس فتوے کے برخلاف

اس رقعہ کے وصول ہونے پر خاکسار بغرض شمولیت جلسہ امرتسر پہنچا۔ اور مولوی عبد العزیز صاحب کے نام اس مضمون کا رقعہ بھیجا۔ کہ میں امرتسر آ گیا ہوں مجھے اصول خمسہ کی تقریر کے واسطے وقت مقرر کر دیں۔ تو میں اس وقت حاضر ہو جاؤں۔ اس کے جواب میں مولوی عبد العزیز صاحب نے دوسرے دن مجھے جلسہ میں وقت دینے اور جلسہ میں تقریر کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور یہ رقعہ تحریر فرما کر ارسال کیا۔

از عبد العزیز۔ بجناب مولانا المحترم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم۔ آپ کا خط مجلس شوریٰ میں پیش کیا گیا۔ اس پر اراکین کانفرنس نے چند امور پیش کئے۔

۱۔ یہ جلسہ خالص اہل حدیث کا ہے۔ اس میں وہ مسلمان تقریر کا مجاز نہیں ہو سکتا جو اپنے آپکو حنفی المحدیث لکھتا ہے۔ اور باقرار خود خالص المحدیث نہیں ہے پھر تین نمبر ایسے تحریر کئے۔ جن کو مجھ سے تعلق نہ تھا۔ مولوی عبد الجبار و مولوی احمد اللہ

ولم يخرج عن اقوالهم فان لم تبين له موافقة احد الاقوال حكى الخلاف فيها ولم يجزم بقول

الاصل الرابع الاخذ بالمرسل والحديث الضعيف اذا لم يكن في الباب شئ يدفعه وهو الذي رجحه على القياس

الاصل الخامس وهو القياس فاستعمله للضرورة وقد قال في كتاب الخلال سالت الشافعي عن القياس فقال انما يصار اليه عند الضرورة

کوئی قول نہیں پاتا۔ جو اس فتوے کو رد کر سکے۔ یا ایسی کوئی اور عبارت ہوتی۔

تیسرا اصول اصحاب نبوی کے باہم مختلف اقوال اختلاف کے وقت انکی کسی قول کو جو کتاب اور سنت کے قریب تر ہوتا لی لیتے۔ اور ان سب اقوال سے باہر نہ جاتے اور جس صورت میں انکو کسی قول کا کتاب و سنت سے قریب تر ہونا معلوم نہ ہوتا اسمیں صرف اختلاف بیان کر دیتے۔ اور کسی قول سے اپنا یقین ظاہر نکرتے۔ چوتھا اصل حدیث مرسل (یعنی تابعی کی اس قول کو کہ آنحضرت نے ایسا کیا

صاحبان سے تھا۔ پھر لکھا ۵ مولوی ثناء اللہ اور ان کے علاوہ اور لوگ بھی مناظرہ کے لئے آمادہ ہیں۔ جلسہ کے سوا اور موقعہ آپ ٹھیرائیں۔ اور اپنے سابق رقعۂ دعوت کی نسبت لکھا کہ:۔ میں نے جو پہلے لکھا ہے وہ میری ذاتی رائے ہے۔ آپ جب فرمادیں حاضر ہوں۔ ہاں اس قدر بات ہے کہ جلسہ کے بعد اس کا موقعہ ہو رہے۔ کیونکہ میں اپنا وقت اس میں دے چکا ہوں۔ اس کے جواب میں خاکسار نے فوراً دوسرا رقعہ ارسال کیا۔ جو ذیل میں منقول ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں خدا کے فضل سے خالص اہلحدیث ہوں۔ کتاب اور سنت کے ہوتے میں کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ خواہ وہ ایک ہو یا جماعت حنفی ہو یا شافعی۔ اور جہاں کتاب اور سنت نہ پائی جائے۔ بفرض صریح نہ ہو وہاں اپنا اجتہاد نہیں کرتا ایسے مسائل میں اول پیروی اجماع کرتا ہوں اگر اجماع میں بھی نہ ملے۔ اور صحابہ اور تابعین میں اختلاف ہو تو میں کسی صحابی یا تابعی

وکان شدید الکراہۃ والمنع للافتاء بمسئلۃ لیس فیہا اثر عن السلف کما قال لبعض اصحابہ ایاک ان تتکلم فی مسئلۃ لیس لک فیہا امام

اعلام صفحہ ۳۲ جلد ۱

یا کہا تھا) لے لیا اور حدیث ضعیف پر بھی عمل کر لیا۔ جبکہ کسی مسئلہ میں کوئی حدیث قوی نہ ہو۔ جو اس حدیث کو رد کر سکے۔ اس حدیث کو بھی وہ قیاس سے مقدم کرتے۔

پانچواں اصول قیاس ہے اس کو وہ ضرورت کے وقت استعمال کرتے۔ ایسا ہی امام شافعی سے کتاب خلال میں نقل کیا گیا ہے کہ میں نے امام شافعی سے قیاس کی بابت سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ قیاس کی طرف ضرورت کیوقت ہی رجوع کیا جاتا ہے۔

امام مالک رح اس مسئلہ میں جسمیں سلف سے کوئی اثر مروی

کے قول کی پیروی کرتا ہوں جسکے قول کو اقرب الی الصواب پاتا ہوں۔ یا اکثر کا قول سمجھتا ہوں۔ اور سب کا خلاف میں نہیں کرتا۔ اور صحابہ اور تابعین کے بعد کے اقوال کو میں بمقابلہ سلف ہرگز ترجیح نہیں دیتا۔ اور سلف کو مقدم سمجھتا ہوں۔ یہی مذہب اہلحدیث کا ہے۔ جس سے میرے خیال میں سلف سے خلف تک ایک متنفس بھی خارج نہیں آپ اور آپکی جماعت کے نزدیک ایسے اعتقاد والا اہلحدیث نہیں ہے تو آپ اس امر کے ثبوت کے لئے مجھے ایک گھنٹہ یا کچھ کم وقت دیں۔ اگر آپ نے میری اس درخواست کو نہ مانا۔ تو پبلک سمجھ لیگی۔ کہ آپ کا میرے اہلحدیث حنفی کہلانے کو (جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ میں غیر منصوص اور اجتہادی مسائل میں حنفی مذہب کی فقہ پر فتوے دیدیا کرتا ہوں۔) مانع تقریر جلسہ اہلحدیث ٹھیرانا گریز کا بہانہ ہے۔ اور وہ کہیں گے کہ یہ کیا انصاف ہے کہ دہرم پال جو ہنوز مسلمان ہونے کا بھی پورا اقرار نہیں کرتا وہ اس جلسہ میں تقریر کرے اور ایک شخص جسنے ہندوستان بھر میں مذہب اہلحدیث کی بنا قایم کی اور

نہ ہو۔ فتوے دینے سے بہت سختی سے منع کرتے۔ اور بعض شاگردوں کو فرمایا کرتے۔ اس مسئلہ میں کلام کرنے سے بچو جسمیں تمہارا سلف سے کوئی امام نہ ہو۔

ان نقول و شہادات و تقریظات و تحریرات متقدمین و متاخرین سے آفتاب نیم روز کی مانند ثابت و متحقق ہو گیا۔ کہ اصول خمسہ جو بیان ہوئے ہیں۔ یہ مذہب اہلحدیث کے مسلمہ اصول ہیں۔ متقدمین اہل حدیث سے جن کے سرخیل اور اعلیٰ نشان امام مالک امام اوزاعی و امام شافعی و امام احمد بن حنبل وغیرہ تھے۔ ان اصول پر اتفاق رکھتے ہیں اور

اور گورنمنٹ سے اور پبلک سے اس فرقہ کا نام اہلحدیث مقرر کرا دیا ہے وہ تقریر کرنیکا مجاز نہ ہو۔ اس کا جواب تحریری کچھ نہ آیا۔ اور سکرٹری کانفرنس (مولوی ثناء اللہ) کا ایک شخص زبانی پیغام لایا۔ جسکے مضمون کی تصدیق پیچھے سکرٹری صاحب کی زبان سے بھی ہو چکی ہے۔ کہ آپ اپنی عمر کا بڑا حصہ لے چکے ہیں۔ اور ہم ہنوز امید وار ہیں آپ جلسہ میں آجائینگے۔ تو خون ہو جائیگا۔ اور ہم کو سفید گھر (جیل خانہ) دیکھنا پڑیگا۔ آپ جلسہ کانفرنس میں نہ آویں۔ یہ پیغام سنکر خاکسار بٹالہ چلا گیا۔ آخری جلسہ کانفرنس کے دوسرے دن ۱۷۔ تاریخ کو کانفرنس کے مقابلہ میں اہل حدیث کی پبلک نے زیر اہتمام انجمن تائید الاسلام امرتسر جلسہ کیا جسمیں خاکسار کو ایک خاص آدمی بھیجکر مدعو کیا جسمیں مندرجہ ذیل تین رزولیوشن پاس ہوئے۔

ع۱ یہ جلسہ اہل حدیث کا جلسہ کانفرنس اہل حدیث منعقدہ ۱۴ و ۱۵۔ ۱۶ مارچ ۱۹۱۳ء پر افسوس کرتا ہے۔ کہ اس نے عمائد مسلمہ گروہ اہلحدیث پنجاب کو جن میں بعض گورنمنٹ کے نزدیک بھی اہلحدیث کے ریپریزنٹیٹو (یعنے درخواست کنندہ اور قومی ضروریات بحضور گورنمنٹ پیش کرنیوالے) اور ایڈووکیٹ (یعنی وکیل) مسلم ہیں۔ جلسہ میں مدعو کر کے پھر ان کو شامل جلسہ ہونے اور تقریر کرنے سے روک دیا۔ اور بعض عمائد کے فی منٹ ایک روپیہ انعام دینے پر بھی انکی تقریر کرنے کو قبول نہ کیا۔ یہ جلسہ عام اہلحدیث اس فعل ناپسندیدہ پر کانفرنس کے حق میں ملامت کا ووٹ پاس کرتا ہے۔

اور متاخرین سے حافظ ابن القیم اور حضرت شاہ ولی اللہ و نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپال اور جو اس وقت کے اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ جن کا نمبر شمار ہمارے رسالہ میں ۱۳۶ تک پہنچ گیا ہے ان اصول سے متفق ہیں۔ ان متاخرین سے ان اصول میں پہلے اختلاف ظاہر کرنے والے ہمارے عزیز دلیر و شیر بہادر مولوی ثناء اللہ تھے۔ وہ بھی بالآخر رسالہ اجتہاد و تقلید میں ان اصول خمسہ کے اصل اصول سے کہ غیر منصوص مسائل میں تقلید صحابہ و پیروی اجماع جائز ہے۔ اتفاق ظاہر کر چکے ہیں۔ اور ان کے ثانی اثنین خضر صورت نیک سیرت مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی اور ان کے ثالث ثلثہ صاحب علم لدنی اور ظاہری تعلم و تعلیم سے

نمبر ۲

چونکہ کانفرنس اہلحدیث اصول مذہب اہلحدیث یعنی اتباع سلف و اجماع امت کے مخالف ہے باوجودیکہ صدر کانفرنس مرزا ضمیر الدین احمد صاحب و فنانشل سکرٹری مولوی سید احمد حسن صاحب و مولوی احمد اللہ صاحب دہلوی و مولوی عبد الجبار صاحب عمر پوری و مولوی عبد الوہاب صاحب امام مسجد صدر۔ ان اصولوں کو تسلیم کر چکے ہیں صرف ایک دو شخص ان اصول کو کانفرنس کی طرف سے شائع ہونے نہیں دیتے۔ لہذا یہ کانفرنس اہل حدیث نہیں ہے آئندہ کوئی اہل حدیث اس کے جلسہ میں شامل نہ ہو جب تک یہ اصول کانفرنس کی طرف سے مشتہر ہو کر مسلم نہ ہوں۔ یہی ان کے پیغام صلح کا جواب ہے۔ جو اثنائے وعظ میں پہنچا تھا

محرک خلیفہ عبد الرحمن صاحب — مؤید حکیم مولوی عبد الحق صاحب ابو تراب

نمبر ۳

چونکہ ہر ایک مجلس اور کانفرنس اور انجمن کو گورنمنٹ سے بھی تعلق ہوتا ہے گورنمنٹ ان کی کارروائیوں پر نظر رکھتی ہے لہذا ان دونوں ریزولیشنوں کی نقل گورنمنٹ میں بھیجی جاوے۔ مگر بعد انتظار توبہ کانفرنس کے اس فعل ناپسندیدہ سے اور بعد از انکار قبولیت اصول مذہب اہلحدیث کے جس کے واسطے

مجرد و مستغنی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ اور ان سب سے بڑھکر مدرس علوم عقلی و نقلی مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری (ان کے رسالہ اجتہاد و تقلید پر دستخط کرکے) ان اصول کے مصدق بن گئے ہیں۔ اور ثانی الذکر یہ کہکر کہ صحابہ کی محض رائے ہماری محض رائے سے مقدم ہے۔ اصل ان اصول کے مصدق ہو گئے ہیں۔ اور ثالث الذکر مجلس مکالمہ دوستانہ امرتسر میں اقوال جماعت صحابہ و اجماع کی پیروی کو جائز کہکر اصل ان اصول کے مسلم بن گئے ہیں۔ لہذا اب ہم کو حاجت نہیں رہی۔ کہ تصدیق نصیحت نامہ ۵ اور تکذیب رسالہ اتباع سلف میں اور اقوال متقدمین و متاخرین کی شہادات پیش کریں اس لئے ہم اس مضمون کی تصدیق و تکذیب کو ختم کرتے ہیں مگر خاتمہ مضمون میں زمانہ حال کے مشددین اہلحدیث کی اصلاح خیال و دفع غلطی کے غرض سے اس قدر حقیقت حال بیان کرنا اور خیال خلاف پر ناقدانہ نظر کرنا ضروری جانتے ہیں۔ کہ جو خالص اہلحدیث ہونیکے لئے حنفی یا شافعی نہ کہلانا اور اپنا لقب سلفی اہلحدیث مقرر کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ یہ علم اصول فقہ

دوسرے جلسہ میں کانفرنس کو دعوت دی جائے۔ اور اس سے جواب طلب کیا جائے۔ اور اس طرف سے جواب شافی نہ ملے۔ محرک مولوی احمد اللہ صاحب موید عبدالعزیز مدرس

ان ریزولیوشنز کی نقل جب کسیطرف سے کسی خاص شخص نے گورنمنٹ میں نہیں بھیجی۔ بلکہ اس رسالہ کے ذریعہ جو ایڈوکیٹ اہلحدیث شائع کرتا ہے۔) انکا پیش ہونا کافی سمجھا۔ اسی غرض سے خاکسار نے ان ریزولیوشنوں کو درج رسالہ کر دیا ہے امید ہے گورنمنٹ ایڈوکیٹ کی اس رپورٹ کو قوم اہلحدیث کی رپورٹ سمجھے گی:

اس جلسہ کے تیسرے دن ۱۹ مارچ ۱۹۱۳ء کو سکرٹری مولوی ثناء اللہ کا خط (امثال "باسی کڑی کو ابال" - اور "مشت بعد از جنگ" کا مصداق) اس مضمون کا خاکسار کے نام پہنچا۔ کہ جناب کو مجھسے خلاف ہے۔ تو ۱۷ - مارچ ۱۹۱۳ء کے جلسہ میں مجھسے گفتگو کریں اس کا جواب ۲۰ - مارچ کو یہ دیا گیا۔ کہ اگر آپ یا آپکے ثانی اثنین مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی یا ثالث ثلثہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی اصول خمسہ کا مذہب اہلحدیث نہ ہونا ثابت کر دیں۔ تو ہر ایک کو جو اثبات خلاف کرے ایک سو روپیہ انعام دیا جاویگا۔ یہ خط وصول پاکر مولوی عبدالعزیز صاحب کو بجز اس کے کچھ نہ سوجھا۔ کہ وہ وطن مالوف کو سدھاریں۔ چلتے ہوئے وہ اس مضمون کا

و فروع فقہیہ اور سیرت و حالات سلف امت اور کتب طبقات و اسماء الرجال سے
لاعلمی و بے خبری کا نتیجہ ہے۔ اور یہ اسی ملحدانہ اجتہاد کا ثمرہ ہے۔ جو کچھ جی میں آیا۔ اور
رائے غیر مستند بنقل سلف سوجھا۔ اس کو قلم میں دھر گھسیٹا۔ عمل و قرار داد سلف اُمت
کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ بے شک اہلحدیث سلف میں بہت اکابر ایسے گذر چکے ہیں۔ جنہوں نے
مسائل منصوصہ میں بجز قرآن و حدیث کسی کا اتباع نہیں کیا۔ اور ان مسائل میں حنفی
یا شافعی مذہب کے مجتہدین کے اتباع کا قصد بھی نہیں کیا۔ اور ان مسائل کی نظر سے اپنے
آپکو ان مذاہب کی طرف منسوب نہ کیا۔ بلکہ اہلحدیث یا محمدی المذہب کہلایا۔ ان کی فہرست
ہم بڑے اہتمام سے رسالہ (۱۱) جلد (۸) کے صفحہ ۳۱۸ وغیرہ میں شایع
کر چکے ہیں جس سے ہمارے نکتہ چین و معترضین ہمیشہ بڑے فخر سے استدلال و استشہاد کرتے
ہیں۔ مگر ایسے ائمہ اکابر بھی ان کے ساتھ ہی چلے آئے ہیں۔ جو لفظ اہلحدیث

رقعہ لکھکر چھوڑ گئے۔ کہ انعام کا روپیہ پہلے جمع کرا دیں۔ تو ہم گفتگو کے لئے آجاوینگے۔
اس رقعہ کے الفاظ یہ ہیں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" از عبد العزیز رحیم آبادی بہ ابو سعید بٹالوی السلام علی من اتبع الہدیٰ
آپ کا خط بنام مولوی ثناء اللہ (جسمیں آپنے مجھکو بھی خطاب کیا ہے) میں نے دیکھا۔ اگر آپ کو
مناظرہ کا حوصلہ ہوا ہے تو بسم اللہ۔ آپ حسب وعدہ روپے جمع کیجئے۔ جس وقت آپ روپے
جمع کر دینگے۔ میں جہاں ہوں گا وہاں سے حاضر ہو جاؤں گا انشاء اللہ الرحمن * * * ہاں مناظرہ میں یہ
بھی ضرور ہے کہ آپ کے ثانی اثنین مولوی عبد الجبار غزنوی پیری مریدی والے اور روپیہ لیکر میت کیلئے
قرآن پڑھنے والے وغیرہ وغیرہ۔ اور ثالث ثلثہ مولوی احمد اللہ (جو سود دینا جائز رکھتے ہیں) بھی
موجود ہوں تاکہ پھر موقع اوجا باقی نہ رہے اور اہلحدیث کون ہے نصف النہار کی طرح ظاہر
ہو جائے۔ اس خط میں لائق ریمارک و توجہ اہلحدیث دو امر ہیں۔ اول یہ کہ جس مسلمان
بھائی کو تمام عمر اس خط کی تحریر سے چند روز پہلے تک مولانا محترم و معظم السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ
سے خطاب و سلام کیا جائے کیا اُس سے اسی عنوان سے خطاب و سلام کرنا چاہیئے تھا جو اس
خط میں ہوا ہے۔

دوم۔ یہ کہ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی و مولوی احمد اللہ وہی دونوں بزرگ فرقہ
اہلحدیث ہیں جنکو خاکسار کے شریک ارباب شوریٰ انتخاب متولی وقف حسینی نہ کرنے کی
شکایت آپ کے قائد و رہبر اول الثلثہ اخبار ۲ ذیقعدہ ۳۱ھ میں کرتے ہیں۔ فالوجہ
ہو الوجہ۔ والعذر ہو العذر۔

مولوی عبد العزیز صاحب کے خط منقولہ ص ۱۴۲ سے یہی دو امر متعلق مولوی صاحبان موصوف
اجنبی سمجھکر حذف کئے گئے تھے۔ آپنے انکا ذکر اس خط میں کیا تو ہمکو بھی کرنا پڑا۔

کے اصلی معنی (منصوصات میں بلا واسطہ غیر کتاب و سنت پر عمل و استدلال کرنا اور نص کے برخلاف کسی کی تقلید نہ کرنا) کے رو سے وہ پکے اہلحدیث بھی تھے۔ معہذا وہ مسائل غیر منصوصہ اجتہادیہ میں مذہب حنفی یا شافعی وغیرہ کے اماموں کی تقلید بھی کرتے۔ اور حنفی یا شافعی بھی کہلاتے تھے۔ بہت سے متقدمین ائمہ مذاہب اربعہ ایسے ہی تھے۔ اور متاخرین فقہا و محدثین بھی اکثر ایسے تھے۔ کتب تواریخ طبقات واسماء الرجال ملاحظہ کروگے۔ تو ان میں ایسے لوگ صدہا پاؤ گے۔ زیادہ دسترس نہ ہو۔ تو حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب۔ اور بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز۔ واتحاف النبلا نواب صاحب بھوپال۔ و فوائد بہیہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ملاحظہ کرو۔ اور ان میں اہلحدیث ہو کر حنفی اور شافعی کہلانے والوں کے صدہا نام نامی دیکھ لو۔ اتنی ہمت بھی نہ ہو تو ہمارے رسالہ جلد ۲۲ میں مضامین

مگر مولوی ثناء اللہ اور مولوی ابراہیم نے حوصلہ کیا۔ اور ڈپٹی محمد یوسف صاحب کے مکان پر امرتسر میں خاک سے نقد سو روپیہ لیکر اپنے امین (میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ) کے پاس رکھوالیا۔ مگر گفتگو سے بچنے کے لئے اس شرط کی آڑ میں پناہ لی۔ کہ اس گفتگو میں منصفی کے لئے کوئی مسلم فریقین ثالث مقرر ہونا ضروری ہے ※ اور جب ادھر سے پہلے مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ سہارنپور

※ یہ شرط مولوی ثناء اللہ ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں اس شرط کی ضرورت یا جواز پر قرآن یا حدیث میں کونسی دلیل پیش کی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مقابلہ ہوا۔ تو اس وقت کون ثالث منصف مقرر ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مقابلہ ہوا۔ تو کون منصف ہوا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود۔ نصاریٰ سے مقابلہ ہوتا تھا۔ تو کون ثالث منصف ہوتا؟ اب بھی ملکی انجمنوں اور پبلک کے جلسوں میں حتیٰ کہ پارلیمنٹوں میں مباحثات ہوتے ہیں تو کون ثالث منصف ہوتا ہے۔ ہمیشہ حاضرین کی میجارٹی (اکثر یا جمہور) کے اتفاق رائے پر فیصلے ہوتے ہیں۔ جہاں پبلک حاضرین کا اتفاق

"کیا حنفی اہلحدیث نہیں ہوتے" اور "ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے" اور "ریویو صارم" ہی کو ملاحظہ کرو۔ ان میں امام محمد علیہ الرحمۃ و امام طحاوی رح جیسے اہلحدیث و معہذا حنفیوں کے نام نامی پاؤ گے۔ جن کا اہلحدیث بمعنی مذکور ہونا انکے عمل و تالیف میں پایا جاتا ہے۔ اور ان کا حنفی ہونا تمام اسلامی دنیا نے مانا ہوا ہے۔

یہ بیان حقیقت حال ہے۔ اب خیال خلاف پر ناقدانہ نظر کی جاتی ہے۔ جو لوگ آج کل ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو حنفی یا شافعی ہونیکو خالص اہلحدیث ہونے کے برخلاف جانتے ہیں۔ ان کے اس خیال پر سلف امت کے اقوال سے کوئی شاہد و موافق نہیں ہے۔ ان کی اس غلطی خیال کا منشاء و مبدا (اگر ان کے حق میں حسن ظنی اختیار کی جاوے۔ اور دیدہ دانستہ جعل سازی و افترا پردازی کا انپر گمان نہ ہو) یہ ہے کہ وہ کتب اصول فقہ و کتب فقہ و تواریخ و اسماء الرجال میں پوری نظر نہیں رکھتے۔ وہ کسی مدرسہ

کا نام پیش کیا گیا۔ پھر مولوی محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبندی کا (جو مولوی ثناء اللہ کے استاد بھی ہیں) پھر مولوی احمد حسن صاحب دہلوی فنانشل سکرٹری کانفرنس اہلحدیث کا۔ تو مولوی ثناء اللہ نے ان سب کو نامنظور کیا۔ اور بجائے ان کے مولوی حافظ عبد اللہ غازی پوری کو پیش کیا۔ (جو اصول خمسہ میں سے اصل سوم چہارم و پنجم کے برملا منکر ہیں۔ اس اختلاف تقرر ثالث کی وجہ سے گفتگو موقوف ہوئی۔ اور مثل مشہور ہے ؎

بس ہو چکی نماز مصلا اٹھائیے

صادق آئی۔ اور سو روپیہ انعام جو امانت رکھوایا گیا تھا۔ خاکسار کو واپس مل گیا۔ خاکسار نے یہ سوچکر کہ یہ خط و کتابت و آمد و رفت امرتسر و اجتماع ارباب جلسہ کی تکلیف محض رائگان نہ جائے۔ اس سے کچھ تو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ارکان جلسہ سے درخواست کی۔ کہ شرطی و انعامی گفتگو تو ہونے سے رہی۔ اب مجھے صرف پانچ منٹ تقریر کے لئے دیئے جاویں۔ جسمیں میں اپنا وہ مضمون جو پہلے کانفرنس اہلحدیث میں پھر اس جلسہ مباحثہ میں ادا کرنا چاہتا تھا۔ ادا کروں۔ حاضرین جلسہ

یا کالج میں معمولی کورس (کتب مقررہ) سے عبور کر کے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے مولوی فاضل بنکر پھر ہندو مسلمانوں کے یا شیعہ سُنیوں یا مقلدین وغیر مقلدین کے باہمی خلافیات کی کتابوں میں نظر کر کے صرف علم مجادلہ (جسمیں حق طلبی کی بُو بھی نہیں ہوتی) میں شہرت حاصل کر کے مناظر و مفتی و مجتہد بن بیٹھے ہیں۔ لہذا جو ان کی میجارٹی (جمہوریت) اس سے جو نتیجہ نکال سکے نکال لے۔ یہ درخواست منظور ہوئی تو میں نے یہ مطلب بجائے پانچ منٹ کے تین منٹ میں ادا کیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے رسالہ اجتہاد و تقلید طبع اول کے صفحہ ۵۰ میں اور طبع ثانی کے صفحہ ۷۷ میں صاف اقرار کیا۔ اور شہادت دی ہے۔ کہ زمانہ سلف میں ایسا کیا جاتا تھا کہ درصورت حدیث نہ ملنے کے اصحاب رسول اللہ ؐ اور تابعین کے اقوال پر عمل کرتے تھے۔ اور صفحہ ۲۳ طبع اول اور صفحہ ۲۷ طبع دوم میں اس تقلید صحابہ اور تابعین کو جائز کہا ہے۔ اور صفحہ ۷۲ طبع دوم میں صاف اعتراف کیا ہے۔ کہ گو اجماع کی حجت ہونے پر کوئی دلیل قرآنی یا حدیثی قایم نہیں۔ تاہم جس کام پر امت کا حقیقی اجماع ہو۔ میری رائے ہے۔ کہ خدا کے نزدیک اس میں مصلحت ہوتی ہے۔

ان کی اس شہادت اور اعتراف سے صاف ثابت ہے۔ کہ اصول خمسہ کا جسمیں قرآن کے حدیث بعد صحابہ و تابعین کی پیروی و تقلید کی تاکید ہے۔ اصول مذہب اہلحدیث ہونا مولوی ثناء اللہ نے مان لیا ہے۔ اور اس کے مطابق اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے۔ اب اگر ان کا عمل بھی اس کے مطابق ہے۔ تو ہماری ان کی کوئی نزاع باقی نہیں رہی۔ اور اگر ان کا عمل ان اصول کے برخلاف ہو جیسا کہ ان کی عربی تفسیر میں ہوا۔ تو وہ باقرار خود اہلحدیث نہیں ہیں"۔

اس کے مقابلہ میں انہوں نے بھی تین منٹ لئے اور میرے ایک کارڈ کا اس قدر حصہ کہ اب تو رسالہ اجتہاد و تقلید نے آپکو اعتقادی اہلحدیث بنا دیا ہے پڑھ سُنایا۔ اور اس کا آخری حصہ کہ خدا تعالیٰ سے امید ہے۔ کہ ایک دن عملی اہلحدیث بھی ہو جائیں گے نہ پڑھا۔ اور پھر یہ کہا کہ جس حالت میں میں نے رسالہ اجتہاد و تقلید میں اصول خمسہ کے برخلاف

کی عقل میں آتا ہے۔ بغیر اس کے کہ نقل سے اس کی اصل تلاش کریں سر پر جھٹ فتوی لگا دیتے ہیں۔ ان سب کے پیش امام اور مسائل اجتہاد و تقلید میں سب کو بہکانے والے اور راہ راست سے بچلانے والے ہمارے عزیز مولوی ثناء اللہ امرتسری ہیں جنہوں نے ۸۳ صفحہ کا رسالہ اجتہاد و تقلید لکھا ہے۔ اور ۶۶ صفحہ کا ایک رسالہ اہلحدیث کے لکھا ہے۔ اور معہذا آپ نے مجھے اعتقادی اہلحدیث تسلیم کر لیا ہے۔ تو اب آپ میرے اعتقادی اہلحدیث ہونے سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں خاکسار نے کہا۔ کہ اس رسالہ اجتہاد و تقلید میں اپنے اعترافات مذکورہ بالا میں اصول خمسہ کو مان لیا تھا۔ تب ہی آپکو اعتقادی اہلحدیث کہا گیا تھا جسکو میں اب بھی مانتا ہوں۔ کہ ہے تو آپکے عملی اہلحدیث ہونے کی ہے جب آپ کا عمل اس اعتقاد کے مطابق ہو جائیگا۔ تب آپ پورے اہلحدیث کہلائیں گے۔ اور ہم اور آپ ایک ہو جائینگے۔ مگر میرے اس جواب کو انکی پارٹی والے لوگوں اور مقلدوں نے نہ سنا۔ اور میرے اعتراف اعتقادی اہلحدیث ہونے پر شکریہ ادا کر کے شور و غل مچایا۔ اور میری شرط عمل کو جو پرچہ خط میں بھی تصریح ہے۔ بعض اشخاص نے سنا تو اس کے جواب میں یہ کہا۔ کہ اس وقت اعتقاد کے مطابق عمل کس مسلمان سے ہو سکتا ہے۔ اور اکثر اشخاص تو شور و غل کی وجہ سے سن ہی نہ سکے۔ اور اس وجہ سے میجارٹی (جمہوریت) کی رائے لینے کا موقع نہ ملا۔ اور وقت نماز مغرب قریب ہونے کی وجہ سے جلسہ برخاست ہو گیا۔ ان کے اس شور و شغب و بے محل شکریہ اور بے وجہ شادمانی سے میرے دل میں ارمان رہا۔ تو میں نے یہ شرط عمل سمجھانے کے لئے پھر ایک خاص مجلس میں پہلے زبانی اور پھر بذریعہ رقعہ انکو مدعو کیا۔ اس دعوت کے جواب میں دوسرے دن علے الصباح مولوی ابراہیم سیالکوٹی اور منشی برکت علی لودھانوی خاکسار کی فرودگاہ پر آئے۔ اور اس امر کے خواستگار ہوئے۔ کہ یہ مجلس خاص مولوی ثناء اللہ کے مکان پر ہی ہو۔ اور مولوی ابراہیم بولے کہ ہم سب آپکے تابعدار ہیں۔ آپ جو کہتے ہیں۔ کہ مولوی

مذہب پر لکھا ہے۔ مگر خیریت سے اسوقت تک اتنا نہیں سمجھا کہ مجتہد کون ہوتا ہے۔ اور مقلد کون؟ اور اہلحدیث کا مذہب کیا ہے ان کے اس حال و مقال پر یہ مثل پوری صادق آتی ہے ؎ چندیں مدت خدائی کردی ہنوز گاؤ خر را نشناختی۔ تعریف لفظ فقہ کی تلاش میں مسلم الثبوت کے دوسرے صفحہ میں آپکی نظر اس فقرہ پر جا پڑی اَمَّا الْمُقَلِّد

ثناء اللہ رسالہ اجتہاد و تقلید میں بوقت لاعلمی صحابہ و تابعین کی پیروی و تقلید کو اہلحدیث کا مذہب مان چکے ہیں۔ اور اجماع کے اتباع کو بھی وہ اس رسالہ میں اپنی وجدانی رائے سے تسلیم کر چکے ہیں۔ تو اس کے مطابق عمل بھی کر لینا۔ آپ ان کے کان پکڑ کر ان سے منوالیں گے۔ آپ انکے مکان پر چلیں۔ خاکسار ان کے مکان پر پہنچا۔ اور ان سے یہ سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے اس قدر اعتراف کر لیا۔ کہ جہاں قرآن حدیث سے بِدَلَالَاتِہَا کچھ ثابت نہ ہوگا۔ وہاں ہم جماعت صحابہ کے اقوال کے پابند ہونگے۔ اور ان کے برخلاف کوئی بات اپنی رائے محض سے تجویز نہ کرینگے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ اگر جماعت صحابہ کا قول نہ ملے گا۔ تو ہم شیخین (ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما) کے اقوال کو بھی تسلیم کر لیں گے۔ مگر بجز شیخین کے ایک قول صحابی تسلیم میں تامل رہا۔ اور اس وجہ سے ہمارا انکا اتفاق نہ ہؤا۔ اور جلسہ برخاست ہؤا۔

پھر جب مباحثہ شیعہ ملتان کے لئے ہمارا انکا ملتان میں چار روز اکٹھے رہنے کا اتفاق ہؤا۔ تو انہوں نے ایک صحابی کے قول کی پیروی کو بھی تسلیم کر لیا۔ اور ہمارا ان کا اعتقاد میں کلی اتفاق ہوگیا۔ اب ہمارے ان کے اتفاق کلی میں کسر ہے۔ تو صرف یہ ہے۔ کہ اس اعتقاد کے مطابق وہ عمل بھی کر دکھائیں اور جہاں ان کے خیال میں ہمارا عمل اس اعتقاد کے برخلاف ہے۔ وہاں وہ ہم سے یہ عمل کرا کے دیکھ لیں۔ کہ ہم اس اصول و عمل کے پابند ہیں یا نہیں؟

اعتقاد کے مطابق عمل کرنے کی شرط پر بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے۔ جو جلسہ انعامی یک صد روپیہ میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ کہ ہزاروں

فَمُسْتَنَدُہٗ قَوْلُ مُجْتَہِدٍ لَاحَظَہٗ وَلَاحَظَہٗ اور اتفاق سے ابتدائی اوراق دُرمختار میں یہ فقرہ وَیُفْتٰی عَلٰی قَوْلِ الْاِمَامِ مطلقاً ان کی نظر سے گذرا۔ تو ان دونوں فقروں کا صرف اپنی غلط فہمی اور حقیقت سے محض جہالت اور ناواقفی کی وجہ سے یہ مطلب قرار دیا۔ اور بیان کیا جو اس عزیز کے الفاظ سے

مسلمان صرف اعتقاد ہی سے مسلمان تسلیم کئے جاتے ہیں۔ جو نماز نہیں پڑھتے۔ روزہ نہیں رکھتے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ اعتقاد کے مطابق عمل کرنے والے مسلمان تو بہت ہی کم ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے جو اس الزامی میں بھی دیا گیا تھا (جو اس وقت بخوبی نہ سنا گیا تھا۔) کہ عمل دو قسم ہے۔ ایک وہ جو اعتقاد کا مکذب ہوتا ہے۔ جیسے منافقوں کا یہ عمل کہ وہ آنحضرت صلعم اور مومنوں سے جدا ہو کر اپنے شیاطین میں کہتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مسلمانوں سے ہنسی ٹھٹھا کیا کرتے ہیں۔ دوسرا وہ عمل جو صرف غفلت اور کسل سے ہوتا ہے جیسے عام فُسّاق اگرنام مسلمانوں سے وقوع میں آتا ہے۔ بناءً علیہ اصول خمسہ کو اصول مذہب اہلحدیث مان کر ان کا خلاف کرنا۔ اور انکے اقوال اجماعیہ کے برخلاف کسی عمل و اعتقاد کو دین قرار دینا۔ اعتقادی اہلحدیث ہونے کا مکذب ہے۔ اور ترک عمل فساق نادیں ان کے اسلام کا مکذب نہیں ہے اس نوٹ کے ملاحظہ کے ساتھ حنفی یا شافعی کہلانا اور مسائل اجتہادیہ میں غیر مجتہد کو اپنے رائے و اجتہاد کو ترک کر کے کسی کی سلف صالحین سے تقلید کرنا جائز ہے۔ اور یہ خالص اہلحدیث ہونے کے منافی و مخالف نہیں ہے۔ بلکہ یہ بعینہٖ مذہب اہلحدیث ہے جسکو بآخر حضور نے بھی مان لیا ہے۔ اور مسائل منصوصہ میں عمل بالحدیث والقرآن کرنے کے ساتھ غیر منصوص مسائل میں حنفی یا شافعی مذہب کی تقلید کر لینا۔ اور اس نظر سے اہلحدیث ہو کر حنفی بھی کہلانا جائز ہے۔ اور اسپر تشدد و انکار محض تعصب ہے اور اصول و فروع کی جہالت کا نتیجہ ہے یہی جہالت اس وقت کے اہلحدیث و احناف کی باہمی عداوت کا موجب ہے اور یہی جہالت ہے جو اس وقت کے مفسدین نام کے اہلحدیث کو معتزلی بنا رہی ہے۔ اور سلف صالحین کی پیروی سے ہٹا رہی ہے اور بالآخر اس کو الحاد و دہریت کا خوف ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہَا اسی الحاد و دہریت کے خوف سے یہ نوٹ لکھا گیا ہے جسکی مزید تائید خاتمہ مضمون میں ہوگی۔

ان فقہاء کے اقوال کو غیر مقلدین کا ہونا

نقل کیا جاتا ہے کہ "مقلد کا بھروسہ اپنے امام کے قول پر ہوتا ہے۔ نہ اپنی تحقیق پر۔ مثلاً مقلد کے فہم میں ایک بات قرآن و حدیث سے سمجھ میں آئی۔ مگر امام کی تحقیق اور قول اس کے برخلاف ہے۔ تو اس صورت میں مقلد کا حق نہیں ہے کہ اپنی تحقیق پر جو قرآن و حدیث سے اس کو تحقیق ہوئی ہے۔ بھروسہ کرے بلکہ اس کا فرض یہ ہے کہ اپنے امام کے قول پر اعتقاد کر کے اپنا خیال چھوڑ دے۔ (اچھی خاصی غلامی ہے) اسکی مزید شرح صاحب دُر مختار کے اس قول میں ہے "ولفتی علی قول الامام مطلقاً" اخبار اہلحدیث جلد ۷ نمبر ۲۲ و ۲۳ صفحہ ۶ میں اس عزیز کی عبارت ہے جسمیں ان فقرات کا یہ مطلب اس نے ادا کیا ہے اس مطلب بیان کردہ عزیز مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب مسلم و دُر مختار کے نزدیک حنفی یا مقلد وہی ہے۔ جو قرآن و حدیث سے ایک بات سمجھکر اسپر اعتقاد نہ کرے۔ اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر امام کی پیروی کرے پھر اس معنی کر حنفی یا مقلد ہونیکو اہلحدیث ہونیکی ضد و مخالف بنانے کے لئے عزیز مذکور اشاعۃ السنۃ سے جا لپٹا ہے۔ اور اسکے چار فقرات منقولہ ذیل نقل کر کے اسکا مطلب یہ بتایا ہے کہ اہلحدیث وہی ہے جو کسی کی مطلق تقلید نہ کرے۔ خواہ اس کو قرآن و حدیث سے کوئی مسئلہ نہ ملے

(۱) اہلحدیث کے اہل علم احادیث کے ساتھ استدلال کرنے میں کسی کے مقلد نہیں۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۹ صفحہ ۳۰)

(۲) فرقہ اہلحدیث بجز پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کسی تابعی کسی صوفی کسی مولوی زندہ یا مردہ کا مقلد نہیں۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۹ صفحہ ۷۲)

(۳) جو لوگ بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ وہ اہلحدیث ہیں (اشاعۃ السنۃ جلد ۸ صفحہ ۲۵۶ و صفحہ ۳۴۳ و جلد ۹ صفحہ ۱۲۰)

(۴) مذہب اہلحدیث یہ ہے کہ بلا وساطت مجتہدین حدیث پر عمل کرنا۔ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۰ صفحہ ۹

ان فقرات کو نقل کرنے کے بعد عزیز مذکور نے کہا ہے "کہئے اہلحدیث ان معنی سے اور حنفی ان معنی سے۔ جو مسلم الثبوت اور در مختار سے مفہوم ہیں یہ دونوں لقب ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں"

ضلّ ان مفتریان اے تفرقاً

عزیز مذکور کے اس بیان سراسر کذب و بہتان کو دیکھکر ان لوگوں نے جو عزیز مذکور کی تقلید میں اندھے بھرے ہوئے ہیں۔ اور وہ اصل کتابیں مسلم الثبوت و در مختار و اشاعۃ السنۃ نہ دیکھے ہونگے یقین کر لیا ہوگا۔ کہ ہمارے دلیر بہادر شیر پنجاب نے حنفی ہونے اور اہلحدیث ہونے میں بحسب اعتراف مصنفین کتب اصول فقہ و مؤلف اشاعۃ السنۃ کی تضاد و تخالف ثابت کر دیا۔ مگر جو اصل کتابوں کو دیکھنے والے ہیں۔ اور خداداد فہم اور عقل بھی رکھتے ہیں۔ وہ اگر عزیز مذکور پر عملاً جعل سازی، افترا پردازی کی بدگمانی رکھتے ہونگے۔ تو صاف کہیں گے۔ کہ عزیز مذکور نے جو کہا ہے۔ اس میں سفید جھوٹ سے کام لیا ہے۔ اور اگر وہ اس کے حق میں حسن ظنی رکھیں گے۔ تو یہ کہیں گے۔ کہ عزیز مذکور یونیورسٹی کا فاضل ہو کر علم اصول فقہ سے محض جاہل ہے و معہذا نافہم اور غلط فہم اسنے ان کتابوں کے مطلب کو نہیں سمجھا۔ اور جو کہا ہے۔ نادانی و نافہمی اور جہالت سے کہا ہے

تَرَکتُم مِن غائبٍ قولاً صحیحاً وَافتہ من الفہم السقیم

فقرہ مسلم الثبوت کا مطلب یہ نہیں ہے۔ اور قطعاً اور یقیناً نہیں ہے کہ مقلد نص قرآن و حدیث سے ایک بات سمجھکر پھر اسکو وہ تقلید امام سے چھوڑ دیتا ہے اور بمقابلہ نص قرآن و حدیث وہ اس کے قول پر اعتماد اور اس سے استناد کرتا ہے اور نص قرآن اور حدیث پر اعتماد نہیں کرتا۔ جیسا کہ عزیز مذکور نے سمجھا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ جو مسئلہ محل ظن ہے۔ اور وہ نصوص قرآن و حدیث سے کسی عالم کے نزدیک ثابت نہیں ہوا۔ اس مسئلہ میں وہ کسی مجتہد کی تقلید اختیار کر کے اپنے ظن پر اعتماد و استناد نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے امام

کے قول پر اعتماد کرتا ہے ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

اسپر آفتاب جیسی روشن دلیل جسمیں اصل کتاب مسلم الثبوت میں فقرہ مذکورہ کو اور اس کتاب کے خاتمہ میں صاحب مسلم کے اس قول کو جسمیں اس نے دلیل کو چھوڑ کر تقلید اختیار کرنے کو خلاف معقول کہا ہے۔ اور مسلم کی تعریف اجتہاد کو پڑھنے والا ذرہ برابر شک نکریگا یہ ہے کہ صاحب مسلم نے فقرہ مذکورہ کے پہلے ظن کے ذریعہ علم حاصل ہونے کو خاصۂ مجتہد قرار دیا ہے۔ اور اسی محل ظن میں مقلد کے لئے قول مجتہد کو لایق اسناد واعتماد قرار دیا ہے۔ (نہ نصوص قطعیہ قرآن و حدیث کے (جن کا مفاد قطع و یقین ہوتا ہے) کے مقابلہ میں اور انکو ترک کر کے جیسا کہ عزیز مذکور نے صاحب مسلم پر افترا کیا ہے۔

ناظرین! اصل عبارات و فقرات کتاب مسلم کو توجہ سے دیکھیں۔ اور داد انصاف دیں۔ مسلم الثبوت کے دوسرے صفحہ ۲ میں پہلے فقہ یعنے اجتہاد کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے۔ کہ فقہ یعنے اجتہاد احکام شرعیہ کو ان کے دلائل تفصیلیہ سے جاننے کا نام ہے۔ پھر اس تعریف پر یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ اگر اس سے تمام احکام کو انکے دلائل سے جاننا مراد ہے تو یہ تعریف جامع نہیں رہتی۔ اس سے بہت سے مجتہد خارج ہو جاتے ہیں جنسے بعض مسائل کی نسبت لا ادری (میں نہیں جانتا) مروی ہے۔ اور اگر بعض احکام کو انکے دلائل سے جاننا مراد ہے۔ تو پھر تعریف مانع نہیں رہتی۔ اسمیں بعض مقلد عالم (یعنی وہ جو منصوصات کے خود عالم ہیں اور اجتہادیات میں مقلد ہیں۔ اور وہ بعض احکام منصوصہ کو انکے دلائل منصوصہ قرآن حدیث سے جانتے ہیں۔) داخل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ تعریف مانع نہیں رہتی

وعرفوه بانه العلم بالاحكام الشرعية عن ادلتها التفصيلية واورد ان كان المراد الجميع فلا ينعكس لثبوت لا ادري او المطلق فلا يطرد لدخول العالم المقلد واجيب بانه لا يضر لا ادري لان المراد الملكة فيجوز التخلف وبان المراد بالادلة الامارات وتحصيل العلم بوجوب العمل بوسط الظن من خواص المجتهد اجماعا (مسلم)

پھر شق اول اعتراض کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ علم احکام سے بلکہ اجتہاد و استنباط حاصل ہونا مراد ہے۔ نہ جمیع احکام کا علم۔ لہذا بعض احکام میں لا ادری کہنے سے مجتہد نہونا لازم نہیں آتا۔ اور شق ثانی اعتراض کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ ادلہ سے جنسے مجتہد کا احکام کو جاننا ضروری ہے۔ امارات ظنیہ مراد ہیں نہ نصوص قطعیہ اور علم بوجوب عمل بواسطہ ظن مجتہد کا خاصہ ہے۔ نہ علم احکام قطعیہ بواسطہ نصوص قطعیہ۔ لہذا اس عالم کا نصوص قطعیہ سے بعض احکام کو جان لینا اس کو مجتہدوں میں داخل نہیں کرتا۔ اور اس سے تعریف مجتہد کا مانع ہونا نہیں ٹوٹتا۔

اس جواب کے بعد صاحب مسلم نے وہ فقرہ کہا ہے کہ مقلد کا محل سند و اعتماد

اما المقلد فمستنده قول مجتهده لا ظنه ولا ظنه (مسلم)

اپنے مجتہد کا قول ہوتا ہے۔ نہ اس کا ظن اور نہ اپنا ظن جس سے عزیز مذکور نے سرقہ اختیار کر کے یہ مطلب نکالا ہے۔ کہ منصوصات قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر مجتہد کا قول مقلد کا محل سند و اعتماد ہوتا ہے۔ جو صاحب مسلم پر بلا امتراء افترا ہے۔

جس شخص نے کتاب مسلم کو کسی اُستانی جی سے بھی پڑھا ہوگا۔ وہ ہرگز اس افترا پر جرأت نکریگا۔ کہ صاحب مسلم نے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر مقلد کے لئے قول مجتہد کو لائق سند و اعتماد ٹھیرایا ہے۔

خصوصاً اس حالت میں جبکہ اس نے صاحب مسلم کا یہ قول خاتمہ کے پہلے ہی مسئلہ میں دیکھا ہوگا۔ کہ علم دلیل کو چھوڑ کر تقلید کرنا خلاف معقول ہے حالانکہ اس تقلید

ترك العلم عن دليل الى التقليد خلاف المعقول كيف وفيه ريب وقد قال صلى الله عليه وسلم دع ما يريبك الى ما لا يريبك

میں شک ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسمیں شک ہو اس کو چھوڑ دو اس کے مقابلہ میں جسمیں شک نہ ہو۔ وعلی الخصوص اس حالت میں کہ چھوٹی بڑی کتب اصول میں یہ مسائل اس کی نظر سے گذرے ہونگے۔ کہ (۱) اجتہاد کا مفاد ظن ہے (۲) اور تقلید ان ہی مسائل اجتہادیہ ظنیہ میں کی جاتی ہے

(۳) اور ظاہر و نص کا مفاد قطع و یقین ہے۔ (۴) اور منصوصات میں عالم کے لئے کسی کی تقلید نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے مسلم ہی کی عبارت سنو جو خاتمہ کتاب کے شروع ہی میں ہے۔ اجتہاد مجتہد کا اپنی پوری طاقت کو حکم شرعی ظنی حاصل کرنے میں صرف کر دینے کا نام ہے۔ مجتہد سے وہ مراد ہے۔ جو ملکہ اجتہاد رکھے۔ نہ یہ کہ وہ دم نقد ہر مسئلہ میں اجتہاد کرے۔ اور نہ وہ جو مسائل فرعیہ کو نصوص قطعیہ سے سمجھ کر محفوظ رکھتا ہو۔ ظنی کی قید اس لئے لگائی ہے۔ کہ جن مسائل نظریہ میں اجتہاد ہوتا ہے۔ انکے لئے ظنی ہونا لازمی امر ہے۔ کسی حدیث کی متن یا سند کی دلالت ضعیف ہونے کی وجہ سے مگر اس میں شبہ ہے کیونکہ جو احادیث یا آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر سے ثابت ہیں اور انکے معنی بھی قطعی ہیں۔ وہ بالبداہۃ مفید یقین ہیں۔ نہ نظری مفید ظن یعنی وہ محل اجتہاد نہیں ہو سکتیں۔ اور نہ ان دلائل سے مسائل فرعیہ کو جاننے کا نام اجتہاد ہے۔

اور توضیح تلویح صفحہ ۳۲۸ میں ہے

اجتہاد مجتہد کا اپنی تمام طاقت کو حکم شرعی کے متعلق ظن حاصل کرنے میں صرف کر دینا (ایسے طور پر کہ اس سے زیادہ طاقت صرف

الاجتہاد بذل الطاقۃ من الفقیہ فی تحصیل حکم شرعی ظنی۔ اقول المراد من الفقیہ من اتقن بمبادیہ لا المجتہد بالفعل ولا من یحفظ الفروع فقط کما شاع الآن لان بذل سعیہ لیس باجتہاد اصطلاحا اما التقیید بالظن فمبنی علی ان النظریۃ یستلزم الظنیۃ لانہا لضعف دلالۃ المتن او السند وفیہ ما فیہ قال فی الحاشیۃ فان الامر الثابت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ بالتواتر مع قوۃ الدلالۃ یفید القطع ضرورۃ (مسلم الثبوت)

اقول وانا لا سیما علی قول من یعتقد احادیث الصحیحین مفید العلم الظنی

الاجتہاد استفراغ الفقیہ وسعہ لتحصیل ظن بحکم شرعی ومعنی استفراغ

الوسع ان یبذل تمام الطاقۃ بحیث یحس من نفسہ العجز عن المزید الیہ فخرج استفراغ غیر الفقیہ وسعہ فی حکم شرعی و بذل الفقیہ وسعہ فی حکم شرعی قطعی ۱۲ (توضیح تلویح ص ۳۳)

کرنے سے وہ عاجز ہو جائے) کہلاتا ہے اس قید سے غیر فقیہ کا اپنی طاقت کو کسی حکم شرعی کے نصوص قطعیہ سے معلوم کرنے میں صرف کرنا نکل گیا۔ ایسا ہی مجتہد کا کسی قطعی حکم کو نصوص قطعیہ سے معلوم کرنا اجتہاد کی تعریف سے نکل گیا۔ ان احکام شرعیہ قطعیہ کی مثالوں میں جن کو نصوص شرعیہ سے یا بداہۃً جاننے والا مجتہد نہیں کہلاتا۔ کتاب توضیح و تلویح کے صفحہ ۱۷ میں حکم فرضیت صوم وصلوٰۃ کو بیان کیا ہے۔ اور صاف کہدیا ہے کہ ان احکام کو جاننے والا اصطلاح اصول میں مجتہد نہیں کہلاتا۔

یعنی ان العلم بوجوب الصلوٰۃ والصوم ونحو ذلک مما اشتہر کونہ من الدین بالضرورۃ حتی یعلمہ المتدین وغیرہ مما لا یعد من الفقہ اصطلاحا ۱۲ (تلویح ص ۱۷)

ان تصریحات کتاب مسلم و توضیح تلویح کو دور سے دیکھنے والا بھی یہ تجویز نہ کریگا کہ صاحب مسلم نے قرآن و حدیث سے احکام شرعیہ قطعیہ کے جاننے والے عالم کے لئے قول مجتہد کو مستند ٹھیرایا۔ اور لائق تقلید و محل اعتماد مقلد ٹھیرایا ہے۔ ۱۲

ان لوگوں کے نزدیک نصوص قطعیہ سے احکام قطعیہ کو جاننے والا مجتہد ہی نہیں کہلاتا تو پھر ایسے مسائل قطعیہ میں کسی کا ان کی تقلید کرنا اور ان کا مقلد کہلانا اور ان کے قول پر اعتماد کرنا کیونکر ممکن اور جائز ہے۔

اب اس سے بھی بڑھکر سنو قاضی عضد شارح مختصر الاصول فرماتے ہیں کہ فتویٰ لینے والا مقلد ہوتا ہے۔ فتویٰ دینے والا مجتہد۔ اور جن مسائل میں کسی کا فتویٰ لیا جاتا ہے۔ وہ مسائل اجتہادیہ ہیں۔ اب اصول فقہ کی

المستفتی المقلد۔ المفتی المجتہد المستفتی فیہ المسائل الاجتہادیۃ ۱۲	چھوٹی بڑی ان کتابوں کی تصریحات سنو جو ظواہر نصوص کے مفاد کو قطعی کہتے

ہیں۔ اور وہ اجتہاد و تقلید دونوں کے محل نہیں ہیں۔

حسامی میں ہے۔ اما الکل (ای الظاہر و النص وغیرہما) فیوجب ثبوت ما انتظمہ یقیناً ۔

اسکی توضیح تلویح میں ان الفاظ سے کی ہے کہ والکل ای الظاہر النص والمفسر والمحکم یوجب الحکم ای یثبتہ قطعاً و یقیناً و عند البعض حکم الظاہر والنص وجوب العمل واعتقاد حقیقۃ المراد لا ثبوت الحکم قطعاً و یقیناً لان الاحتمال وان کان بعیداً قاطع للیقین و رد بانہ لا عبرۃ باحتمال لم ینشاء عن الدلیل والحق ان کلا منہما قد یفید القطع وھو الاصل و قد یفید الظن وھو ما اذا کان احتمال غیر المراد مستنداً بدلیل ۔

اس تفصیل سے صاحب مسلم الثبوت پر عزیز مذکور کا افترا یا اسکے فقرہ مذکورہ اما المقلد الخ کے صحیح معنی سمجھنے میں اسکے خطا کا بیان ہے اب صاحب درمختار پر اسکے افترا یا خطا کا بیان سنو۔ صاحب درمختار کے اس قول کا بھی وہی مطلب عزیز مذکور نے قرار دیا ہے۔ جو فقرہ مسلم کا قرار دیا ہے۔ کہ قرآن و حدیث سے جو بات مقلد کی سمجھ میں آوے۔ اسکی پیروی نکرے۔ بلکہ اس کے برخلاف اور مقابلہ میں جو امام کا قول پائے بہرحال اسی کی پیروی کرے قول درمختار یفتی بقول الامام علی الاطلاق کے یہی معنی عزیز مذکور نے قرار دیئے ہیں۔ اور فقرہ سابق مسلم الثبوت کا مطلب عمداً بگاڑنے یا غلط سمجھنے سے بڑھکر اس فقرہ کا مطلب عمداً بگاڑنے یا غلط سمجھنے کا ارتکاب کیا ہے۔ درمختار کے فقرہ مذکورہ میں روایات حدیثیہ کے مقابلہ میں قول امام کو علی الاطلاق بہرحال لائق افتا نہیں بتایا بلکہ دوسرے ائمہ صاحبین وغیرہما کے اقوال کے مقابلہ میں لائق افتا قرار دیا ہے اس فقرہ سے پہلے اور پیچھے درمختار میں رسم المفتی کی بحث میں کہا ہے اعلم ان ما اتفق علیہ اصحابنا فی الروایۃ الظاہرۃ یفتی بہا قطعاً و یقیناً و اختلف فیما اختلف فیہ والاصح کما

فی السراجیۃ وغیرہا ان یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد۔ وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک جس کا لفظی ترجمہ ہے۔ کہ جن اقوال پر ہمارے ائمہ مذہب حنفی امام ابو حنیفہؒ پھر امام ابو یوسف پھر امام محمد پھر امام زفر و حسن وغیرہ کا ظاہر روایات میں (جن سے امام محمد صاحب کی مصنفہ کتب مبسوط جامعین وغیرہ کی روایات مراد ہیں) اتفاق ہوگا۔ انپر یقین کے ساتھ فتویٰ دیا جائیگا۔ اور جن اقوال میں ان ائمہ کا اختلاف پایا جائیگا۔ ان اقوال پر فتویٰ دینے میں سراجیہ میں اس امر کو اصح قرار دیا ہے۔ کہ بہرحال پہلے قول امام اعظم پر فتویٰ دیا جائیگا۔ پھر دوسرے امام (ابو یوسف) کے قول پر۔ پھر تیسرے امام محمد کے قول پر۔ پھر چوتھے امام زفر پر۔ پھر امام حسن پر۔ اور حاوی قدسی میں ہے کہ ان اقوال میں سے اس قول کو ترجیح دیجائے گی۔ جسکا ماخذ محل ادراک (قرآن اور حدیث سے) قوی دیکھا جائیگا۔ عزیز مذکور نے یا تو اس وجہ سے کہ کتب فقہ میں اسکو نظر نہیں۔ اور ظاہر الروایۃ کے معنی کی اسکو خبر نہیں۔ یا اسوجہ سے کہ فقہ و فقہا سے بحکم مَنْ جَهِلَ شَيْئًا عَادَاهُ اسکو عداوت ہے)۔ اس عبارت میں ظاہر الروایۃ سے روایات حدیثیہ صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ سمجھ لیا۔ اور اس عبارت کا مطلب یہ قرار دیا ہے۔ کہ روایات حدیثیہ میں جو حکم نبوی وارد ہوا ہے۔ اسکے مقابلہ میں اور اسکے برخلاف بہرحال امام صاحب کے قول کے مطابق فتویٰ دینا واجب ہے۔ اس مطلب کے بیان میں انہوں نے صاحب درمختار پر سفید جھوٹ کا افترا کیا ہے۔ صاحب درمختار اور کوئی فقیہ فقہا حنفیہ سے اس امر کا قائل نہیں گذرا۔ کہ جو بات قرآن و حدیث سے عالم مقلد کی سمجھ میں آوے مقلد اس کو چھوڑ کر کے بہرحال امام صاحب کے قول پر فتویٰ دے۔

یہ جرأت افترا یا محض خطا عزیز مذکور ہی کا حصہ ہے۔ آپ کے سوا کسی ادنیٰ اہل علم و اہل فہم سے یہ ممکن و متصور نہیں۔ کہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق کے یہ معنی کرے۔ کہ اسمیں ایک حکم خواہ قرآن و حدیث میں صاف طور پر وارد ہو اسکو چھوڑ کر قول امام پر فتویٰ دینے کا حکم لگایا گیا ہے۔ بلکہ اس

عبارت در مختار کے آخری فقرہ میں جو حاوی قدسی سے نقل کیا گیا ہے صریح اسکا خلاف موجود ہے کہ بصورت اختلاف اقوال ائمہ مذہب حنفی اس قول پر فتوٰی دینا چاہیئے جسکی دلیل قرآن و حدیث سے قوی معلوم ہو۔ اس سے قطعاً و یقیناً ثابت ہوا کہ صاحب در مختار پر اس تحریر کا افترا۔ یا اسکی عبارت سمجھنے میں اسکا فحش خطا صاحب سلم پر افترا یا اسکی عبارت کے معنے سمجھنے میں فحش سے بڑھکر ہے۔

اب اس سے بڑھکر خاکسار پر اسکا افترا یا عبارات اشاعت السنہ کے معنے سمجھنے میں اس اسکے فحش خطا کا بیان سنو اور کان کھولکر سنو۔

عزیز مذکور نے یہ دعوٰی کیا ہے کہ مؤلف اشاعت السنہ نے سابق تحریرات میں اہلحدیث اس شخص کو کہا ہے جو کسی مسئلہ میں بھی (گو وہ مسئلہ قرآن و حدیث سے صاف طور پر ثابت و معلوم ہو) کسی صحابی کسی تابعی کسی امام کی پیروی نہ کرے اور یہ محض کذب و افترا ہے یا فاحش خطا۔

مؤلف اشاعت السنہ نے خاصکر ان ہی مسائل منصوصہ میں جو قرآن و حدیث سے ثابت و معلوم ہوں کسیکی تقلید نہ کرنیوالے کو اہلحدیث کہا ہے۔ چنانچہ اسکے الفاظ آئندہ اسپر شاہد ناطق ہیں۔ ان مسائل میں جنکا قرآن و حدیث سے کہیں پتہ نہ لگے کسیکی تقلید نہ کرنے والے کو اہلحدیث نہیں کہا بلکہ صاف اور صریح الفاظ کے ساتھ ایسے مسائل غیر منصوصہ میں اہلحدیث کو پیروی سلف صالحین صحابہ و تابعین کی رغبت دلائی ہے اور جو شخص سب کا خلاف کرے اور سب کی پیروی یا تقلید چھوڑکر باوجود مجتہد نہ ہونے کے خود مجتہد بن بیٹھے اور اپنی رائے نارسا پر عمل کرے اہلحدیث سے خارج کیا ہے۔ ترک تقلید کے لئے نصوص موجود نہ ہونے کی قید و شرط عبارات نقل کردہ عزیز مذکور سے عبارت نمبر اول و نمبر سوم و نمبر چہارم میں تصریح کے ساتھ خاکسار نے کہدی ہے اور لفظ احادیث و حدیث ان عبارات میں موجود ہے۔ گو عبارت نمبر دوم میں اسکا اعادہ نہیں کیا گیا اور تین جگہ اسکا ذکر ہو جانا کافی سمجھا گیا۔ اور بہت جگہ اشاعت السنہ میں تصریح کے ساتھ کہا گیا ہے کہ جو شخص مجتہد نہونے کے ساتھ ان مسائل میں جو قرآن و حدیث سے نہیں ملتے سلف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم سے کسی نہ کسی کی تقلید و پیروی کرے وہ اہلحدیث ہو سکتا ہے۔ جو سب کی تقلید و پیروی چھوڑکر خود مجتہد بن بیٹھے وہ اہلحدیث نہیں رہتا بلکہ ایک نہ ایک دن دہریت والحاد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اشاعت السنہ جلد ۲۱ کے صفحہ ۳۱۰ میں کہا ہے "اہلحدیث ہونے کا مدار یہ ہے کہ جملہ اعتقادات و اعمال میں بر طبق مقولہ متفقہ ائمہ اذا صح الحدیث فھو مذہبی حدیث نبوی کو بلا واسطہ فقہا اپنا مذہب ٹھہرائیں۔ اور جہاں حدیث نبوی نہ ملے وہاں آثار صحابہ سے تمسک کریں

یہ عبارت جلد ۲۱ بغرض تفصیل و شرح عبارت نمبر دوم منجملہ عبارات منقولہ عزیز مذکور اس عزیز کو بمقام دہلی مرزا ضمیر الدین احمد صاحب پریزیڈنٹ کانفرنس اہلحدیث کے مکان پر اس جلسہ میں جسکا ذکر جلد ہذا میں صفحہ (۸۳ سے ۸۸) میں ہو چکا ہے دکھائے۔ تو عزیز مذکور نے اسکے جواب میں بات بنائی کہ یہ بات آپ نے قدیمی اعتقاد کے برخلاف اب میری ضد و ردّ و مقابلہ کے لئے کہی ہے۔

اسکا جواب یہ دیا گیا تھا کہ جو اس وقت شور و غل میں سنا نہیں گیا تھا کہ میرا قدیم خیال و مقال یہی ہے جسکو میں جلد ۱۱۔ اشاعۃ السنہ ۱۸۸۸ء میں (جبکہ مولوی ثناء اللہ ہنوز طفل مکتب تھے۔ اور انکی مولویت و خیالات و مقالات مخالفہ نے جنم بھی نہ لیا تھا) ظاہر کر چکا ہوں۔

اشاعۃ السنہ جلد ۱۱ کے صفحہ ۵۳ میں ہے کہ تقلید کا مسئلہ صحیح ہے۔ اور سلف کی تالیفات میں اسکی ترغیب بکثرت پائی جاتی ہے۔ مگر اس مسئلہ کے محل صدق وہی لوگ ہیں جو بصیرت رکھتے ہوں۔ انہی لوگوں کے لئے خاصکر انہی مسائل میں جنمیں انکو بصیرت حاصل ہو ترک تقلید جائز بلکہ ضروری ہے۔ ولیکن جو لوگ قرآن و حدیث سے خبر نہ رکھتے ہوں علوم عربیہ ادبیہ سے (جو خادم قرآن و حدیث ہیں) محض ناآشنا ہوں صرف اردو و فارسی تراجم پڑھکر یا لوگوں سے سنکر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جان کر مجتہد اور ہر بات میں تارک التقلید بن بیٹھیں۔ انکے حق میں ترک تقلید سے بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہیں ہو سکتی۔

پچیس برس کے تجربہ سے ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ انمیں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام اسلام سے فسق تو اس آزادی کا ادنےٰ نتیجہ ہے۔ ان فاسقوں سے بعض کھلم کھلے جمعہ جماعت نماز۔ روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ سود۔ شراب سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق مخفی میں سرگرم رہتے ہیں۔ ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں۔ ناجائز طور پر لوگوں کے اور خدا تعالےٰ کے مال و حقوق دبا رکھتے ہیں۔ کفر و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانیکے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے"۔ اس کلام خاکسار کو نظر انصاف سے دیکھنے والا ہرگز شک نہ کرے گا کہ اس کلام میں غیر منصوص مسائل میں خاکسار تقلید سلف کی

رغبت دلاتا ہے۔ اور آجکل کے لوگوں کو مطلق تقلید سے انکار کرکے اپنی رائے نارسا سے اجتہاد کرنے سے منع کرتا ہے۔ اسکا ایسا کرنا مولوی ثناء اللہ سے ضد و مقابلہ کے لئے نہیں ہے بلکہ اسکا قدیم خیال و مقال ہے۔ لہذا جو مطلب ان عبارات اربعہ سے مولوی ثناء اللہ نے نکالا ہے وہ محض افترا ہے یا سخت فاحش خطا۔

اس سے بھی بڑھکر مولوی ثناء اللہ کا خاکسار پر ایک اور افترا سنو۔ اخبار مسمی اہلحدیث ۱۶ فروری ۱۹۱۲ء میں اصول خمسہ اہلحدیث کو نقل کرکے اصول پنجم کا اس نے یہ خلاصہ نقل کیا ہے کہ "و معہذا انکے (یعنے اہلحدیث کے) نزدیک یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک امر متعلق دین میں اصول اہل بدعت و اہوا معتزلہ۔ نیچریہ۔ مرزائیہ وغیرہ سے محترز رہیں"۔ پھر اس اصول کی نسبت اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی ہے"۔ (اصول ۵) بالکل ٹھیک اور مسلّم ہے مگر اتنی عرض ہے کہ اہل بدعت کے وہ اصول قابل ترک ہیں جنکی وجہ سے وہ اہل بدعت بنے ہیں۔ یعنے جو انکے مذہب کے مدار ہیں جیسے آپ نے بھی مثال دی ہے کہ نیچریوں کا اصول ہے کہ خلاف قانون قدرت محال ہے۔ یہ نہیں کہ انکے کسی خاص مسئلہ کو ہم مدلل سمجھکر تسلیم کرلیں تو اس زد میں آجائیں"۔ پھر کہا ہے کہ "مولانا محمد حسین صاحب کی بھی غالباً یہی مراد ہوگی کیونکہ وہ خود ایسے لبرل رہ چکے ہیں کہ کسیکی بات ماننے کے لئے وہ ہر وقت طیار رہتے ہیں چنانچہ انکا مذہب ہے کہ خداوند تعالے پیدا کرنے کے وقت کُنْ (کاف اور نون) نہیں کہتا بلکہ اسکی قدرت کا ایک تعلق ہے جسکو کُنْ سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ یہ خیال سب اہل سنت خصوصاً اہلحدیث کے برخلاف ہے اور معتزلوں کا مذہب ہے۔ مگر مولانا کہتے ہیں مینے اسکو دلیل سے صحیح پایا ہے"۔

خاکسار کہتا ہے کہ یہ بات نہ مینے اپنی کسی تحریر یا تالیف میں لکھی ہے اور نہ زبانی مولوی ثناء اللہ یا کسی اور شخص کے سامنے کہی ہے اور نہ میرا یہ عقیدہ ہے جو مولوی ثناء اللہ نے بیان کیا مولوی ثناء اللہ نے یہ محض مجھ پر افترا کیا ہے۔ یا کسی احمق و جاہل بے علم سے قول خداوندی کُنْ فَیَکُوْن کی نسبت میرا کچھ خیال یا مقال سُنکر اس میں اپنی طرف سے یا اس جاہل کی سازش سے یہ بات بناکر ملادی ہے۔ مینے یہ الفاظ ہرگز نہیں کہے جو مولوی ثناء اللہ نے میری طرف سے نقل کئے ہیں اور نہ اس معنے کے اور الفاظ کہے ہیں۔ اگر مولوی ثناء اللہ اس بیان میں مفتری نہیں اور سچے ہیں تو بتائیں کہ مینے کس تحریر یا تالیف میں یہ الفاظ کہے ہیں اور کہاں اور کس کے سامنے کہا ہے

کہ مینے اس قول کو (جسکو وہ قول معتزلہ قرار دیتے ہیں) دلیل سے صحیح پایا ہے

حق اور واقعی امر یہ ہے کہ جس بات کو مولوی ثناء اللہ نے ناحق و برخلاف واقعہ میری طرف منسوب کیا ہے وہ اسکا اپنا عقیدہ ہے جس میں وہ معتزلہ اور انکے دام افتادہ متکلمین مفسرین کا مقلد و پیرو ہے۔ اس نے اپنے اس عقیدہ کو (اہلحدیث کی نظروں میں قبولیت کا لباس پہنانے کے لئے خاکسار کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور محض کذب و افترا سے کام لیا اور وعید لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کا کچھ خوف و لحاظ نہ کیا۔

امام رازی و بیضاوی جو باوجود اہل سنت ہونے کے تاویل آیات صفات باریتعالےٰ میں معتزلہ و فلاسفہ کی موافقت سے نہیں بچ سکے۔ تاویل آیت کُنْ فَیَکُوْنُ میں یہ بات کہہ چکے ہیں اور ان ہی کی کاسہ لیسی بیچارے ثناء اللہ نے کی ہے۔ بیضاوی نے اپنی تفسیر جلد اول کے صفحہ ۵۷ میں کہا ہے

لیس المراد حقیقة امر وامتثال بل تمثیل حصول ما تعلقت به الارادة بطاعة المامور بلا توقف هو تمثیل لتاثیر قدرته فی مراده بامر المطاع للمطیع فی حصول المامور من غیر امتناع و توقف۔

اس آیت میں درحقیقت خدا تعالےٰ کا مخلوق کو موجود ہونے کا حکم دینا اور مخلوق کو اس حکم کی تعمیل کرنا مراد نہیں بلکہ اس چیز کی جس سے ارادہ الٰہی کا تعلق ہو بلا مہلت موجود ہو جانے کی ایک محکوم کی اطاعت بلا توقف سے تمثیل اور تشبیہ مراد ہے

اور جلد دوم کے صفحہ ۲۱۵ میں کہا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کی قدرت کی اپنی مراد (مقدور) میں تاثیر کرنے کی تمثیل ہے۔ اس فرمانروا کے حکم سے جسکو فرمانبردار بلا توقف اور رُک جانے کے بجالاتا ہے ایسا ہی امام رازی نے جلد اول تفسیر کے صفحہ ۶۹۹ میں کئی عقلی و خیالی وجوہات سے خدا تعالےٰ کا کُنْ (کاف نون) کہکر پیدا کرنا بزعم فاسد خود ناممکن ہونا ثابت کرکے کہا ہے۔

اذا ثبت هذا فنقول لابد من التاویل وهو من وجوه الاول وهو الاقوی ان المراد من هذه الکلمة سرعة نفاذ قدرة الله فی تکوین الاشیاء انه تعالی یخلق الاشیاء لا بفکرة و معاناة و تجربة۔

(تفسیر کبیر)

کہ خدا تعالےٰ کا مخلوق کو کُنْ کہکر پیدا کرنا ناممکن ثابت ہوا تو ہم کہتے ہیں اس آیت کی تاویل ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے پیدائش مخلوق میں خدا تعالےٰ کی قدرت کا سرعت سے بلا سوچنے اور تکلیف اُٹھانے اور تجربہ کرنے کے مخلوق کو پیدا کرنے میں نافذ ہونا مراد ہے یعنی خدا تعالیٰ اشیاء کو سوچنے اور تکلیف اُٹھانیکے بغیر پیدا کرتا ہے

ہر چند امام رازی نے تفسیر سورۂ یٰسین میں معتزلہ کے اس خیال و مقال کو کہ معدوم بھی ایک شے ہوتی ہے رد کیا ہے مگر تفسیر آیت میں وہی تاویل اختیار کی ہے جو معتزلہ کرتے ہیں۔ خاکسار اور جملہ اہل حدیث ان سب فلاسفی و معتزلی خیالات فاسدہ و تاویلات کاسدہ سے بیزار ہیں اور تبری و تحاشی ظاہر کرتے ہیں (تفسیر فتح البیان جلد اول ملاحظہ ہو) اور اس آیت کے متعلق وہی اعتقاد رکھتے ہیں جو جملہ صفات الٰہی کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں (جسکو خاکسار اتباعۃ السنۃ جلد ۸ کے صفحہ ۵ سے ۸۰ میں اس تفصیل سے بیان کر چکا ہے جسپر مزید کی نہ ضرورت ہے نہ اس مقام میں گنجائش) جسکا خلاصہ وہ ہے جو دو دفعہ بمقام لاہور و سیالکوٹ بیان کر چکا ہوں۔ پیدائش مخلوق کے وقت خدا تعالےٰ کے کلمہ کُن (کاف نون) کہنے اور اس سے مخلوق کے پیدا ہو جانے کی حقیقت کا علم تو خدا تعالیٰ ہی کو ہے۔ لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ۔ اس حقیقت کی نہ ہم نفی کرتے ہیں اور نہ اسمیں وہ تاویل جو بیضاوی و رازی نے کی ہے۔ یا کوئی اور تاویل کرتے ہیں بلکہ بجائے اسکے کہ خلق اشیاء سے تعلق قدرت و ارادہ الٰہی کو اور اُسکے اثر سرعت تکوین و خلق بلا مہلت و توقف کو حقیقت اس قول خداوندی کی تاویل قرار دیں۔ اس تعلق قدرت و ارادہ اور اُسکے اثر سرعت تکوین کو اس قول کا نتیجہ لازمہ اور غایت قرار دیتے ہیں۔ جیسے اور صفات الٰہی۔ ید۔ سمع۔ بصر و استواء علی العرش و قرب معیت کے حقائق کے علم کو سپرد بخدا کرتے ہیں اور ان تاویلات کو جو متکلمین کرتے ہیں تاویل حقائق صفات قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ان کو ان صفات کے نتائج و غایات سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً پیدائش آسمان و زمین وغیرہ کو نتیجہ و غایت صفت ید و انکشاف مسموعات و مبصرات کو نتیجہ و غایت صفت سمع و بصر اور عرش اور اُسکے ماتحت مخلوق پر خدا تعالیٰ کے استیلاء و تسلط کو اور عرش کے محل صدور و نفاذ احکام الٰہی و حضوری درباری ملائکہ وغیرہ مقربین ہونے کو نتیجہ و غایت استواء علی العرش اور نصرت و علم کو نتیجہ و غایت قرب و معیت و علیٰ ہذا القیاس (امام اہلحدیث ہند حضرت شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ اور فتح الرحمٰن ترجمہ قرآن ملاحظہ ہو)۔ میرے اس بیان میں لفظ قدرت و تعلق کو مولوی ثناء اللہ یا اُسکے کسی جاہل و بے علم مخبر نے سنکر محض اپنی جہالت و نافہمی سے یہ سمجھ لیا کہ میں نے قول خداوندی کُنْ فَیَکُوْنُ کے متعلق تاویل معتزلہ و متکلمین کو اختیار کیا ہے۔ اور اسپر از خود یہ بہتان گھڑ لیا اور محض افترا سے کام لیا کہ میں نے اس تاویل معتزلہ کو دلیل سے صحیح پایا اسلئے اسکو اختیار کیا ہے۔ اس قسم کی اکاذیب مولوی ثناء اللہ کے اخبار اور رسائل میں اور بہت ہیں۔ ان اکاذیب نے مولوی ثناء اللہ کا اہلحدیث ہونا تو کجا اُسکے مسلمان ہونے میں بھی شک ڈالدیا ہے جسپر مشکوٰۃ (صفحہ ۴۰۶) کی وہ حدیث دلیل ہے

جسکو مولوی ثنا اللہ نے اپنے وعظ میں بمقام ملتان بیان کیا تھا۔

عن صفوان ابن سلیم) انہ قیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایکون المؤمن جبانا قال نعم فقیل لہ ایکون المؤمن بخیلا قال نعم فقیل لہ ایکون المؤمن کذابا قال لا رواہ مالک والبیہقی فی شعب الایمان مرسلا

جسکا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا مؤمن بزدل ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ ممسک ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا ہاں۔ پھر کہا گیا کہ کیا وہ کذاب ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ حدیث مرسل ہے۔

اس مرسل حدیث کی مؤید وہ حدیث مرفوع متفق علیہ ہے جسمیں کذب کو علامت نفاق ٹھہرایا گیا ہے۔

اسی مضمون کی ایک اور حدیث اسی صفحہ مشکوٰۃ میں ہے جسمیں ارشاد ہے کہ

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطبع المؤمن علی الخلال کلھا الا الخیانۃ والکذب۔ رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان عن سعد ابن ابی وقاص۔

مومن میں اور بدیاں تو ہوتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ نہیں ہوتا۔

مولوی ثنا اللہ کے بے شمار اکاذیب سے جو مثالیں اس مقام میں بیان ہوئی ہیں انمیں خیانت بھی پائی جاتی ہے جو بیان مطلب کتاب مسلم الثبوت اور درمختار اور اشاعۃ السنہ سنین گذشتہ میں اُس سے وقوع میں آئی ہیں۔ اور اس قسم کی خیانت اسکی ہر ایک تصنیف میں اور ہر ایک تحریر میں اور ہر ایک مباحثہ میں ہر ایک وعظ میں پائی جاتی ہے۔ از انجملہ ایک تازہ خیانت اسکے اخبار ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ سے نقل کی جاتی ہے۔

اسکے پہلے کالم میں اس نے خاکسار کی نسبت لکھا ہے کہ "ایک بڑے مولانا صاحب نے جو بہت پرانے اہلحدیث کے لیڈر اور حال حنفی گروہ میں شامل ہونے کے متمنی ہیں میرے رقعہ دعوت ولیمہ کے جواب میں لکھا ہے۔ تمنے میرے خط کا جواب نہیں دیا جو واجب ہے لہذا تم فاسق ہو اور فاسق کی دعوت قبول کرنا منع ہے۔ پھر چیلنج دیکر کہا ہے۔ مولانا کی پارٹی ہمکو اسکا جواب دے کہ انہوں نے ایسی سنت مؤکدہ دعوت میں کیوں شرکت نہیں کی۔ اسکو ایسی صریح احادیث سے ثابت کریں جیسی کہ دعوت رقعہ میں صریح احادیث مرقوم ہیں"۔ اس میں اُس سے تین خیانتیں عمل میں آئی ہیں اول خیانت اسکا مجھے اہلحدیث کا پرانا لیڈر تسلیم کرکے مجھپر یہ بہتان باندھنا ہے کہ میں حنفی گروہ میں شامل ہونے کا متمنی ہوں جس سے اسکا مقصود جہلاء فرقہ اہلحدیث کو جو اسکے اخبار کے خریدار ہیں اور میرے رسالہ اشاعۃ السنہ کو نہیں دیکھتے میری طرف سے بدظن کرنا ہے۔ میں جس قسم کا

حنفی ہوں (نہ آج سے بلکہ قدیم سے) اسکو میں اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ کے مضمون "ہمارا حنفی ہونا کن معنے کر ہے" بصفحہ ۲۷۱ و ۳۰۲ و ۳۰۵ ظاہر کر چکا ہوں۔ اور ثناء اللہ کے پاس اسکے مطالبہ پر وہ جلد بھیج چکا ہوں۔ اُس جلد کے ۳۰۲ میں ایک ثنائی پارٹی کے ممبر سے منقول ہے "پانچواں گروہ وہ علمائے وقت جو حدیث مخالف مذہب امام کو صحیح پاکر فوراً عمل میں لاتے ہیں۔ اور اسپر وہ قول امام کے کہ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ کے پورے پابند ہیں"۔ پھر اسکے مقابلہ میں مینے صاف کہا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے قسم پنجم کا حنفی ہوں۔ اور اسی قسم کو میں پورا اور سچا حنفی سمجھتا ہوں اور اس سے پہلے صفحہ ۲۷۲ میں کہہ چکا ہوں کہ جو حنفی ایسا نہیں وہ ہمارے نزدیک حنفی کجا پورا مسلمان بھی نہیں ہے۔ پھر صفحہ ۳۰۵ میں کہہ چکا ہوں کہ زمانہ طلب علم حدیث سے اسوقت تک جسکو چالیس سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے ہمارا شبان روزی عمل احادیث صحاح (جو موجودہ وعام مروجہ طریقہ حنفیہ کے مخالف ہیں جیسے احادیث رفع یدین بوقت انتقالات وجہر آمین اور قرۃ فاتحہ خلف الامام وامثال ذالک) کے مطابق پایا جاتا ہے"۔ اس قسم کا حنفی ہندوستان وپنجاب میں قندھار سے کلکتہ بمبئی ومدراس تک میری نظر میں ایک بھی نہیں گذرا۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ میں ایسے گروہ میں جنمیں میرا ہمخیال وہم عمل ایک بھی نظر نہ آیا ہو شامل ہونے کا متمنی ہوں۔

میں نقارہ کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ میں ایسے گروہ حنفی میں جو احادیث صحیحہ کے موجود ہونے اور انکے معانی کا علم حاصل ہونے اور انکے مقابلے ومعارضہ میں احادیث صحیحہ کے موجود نہ ہونیکے ساتھ وہ ان احادیث پر عمل نہیں کرتے اور تقلید مذہب حنفی پر مصر ہیں شامل ہونا نہیں چاہتا۔ میں اہل حدیث ہوکر حنفی ہوں تو ایسا ہوں جیسے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ تھے جو وثلث مذہب میں اپنے امام کے برخلاف تھے یا تلامذہ کے اصحاب میں سے عصام بن یوسف تھے جو حنفی ہوکر نماز میں بوقت رکوع اور رکوع سے اُٹھنے کے وقت رفع یدین کیا کرتے اور پھر وہ حنفی بھی کہلاتے (فوائد بہیہ فی تراجم حنفیہ صفحہ ۸۰ ملاحظہ ہو)۔ یا امام ابو جعفر طحاوی جیسا حنفی جنکا ذکر مضمون مذکور بصفحہ ۳۰۳ ہو چکا ہے۔ مجھے ان ائمہ سے اجتہاد میں مشابہت وہمسری کا دعویٰ نہیں ہے اور نہ مجھے اجتہاد کا دعویٰ ہے۔ بلکہ صرف عمل بالحدیث میں بمقابلہ قول امام انکی مشابہت کا دعویٰ ہے۔ مولوی ثناء اللہ کا میرے اس عمل ومقال وخیال کو میرے جلد ۲۲ میں دیکھکر مجھے موجودہ حنفی گروہ میں شامل ہونے کا متمنی کہنا کذب اور خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔

دوسری خیانت اسکا میری دعوت دلیمہ قبول نہ کرنے کی وجہ میری طرف سے یہ بیان کرنا ہے کہ تم نے تیرے حضار جو جواب نہیں دیا

جو واجب ہے لہذا تم فاسق ہو۔ اور فاسق کی دعوت قبول کرنا منع ہے"۔ اسمیں اس نے اپنے جاہل ناظرین اخبار کو یہ جتایا ہے کہ خاکسار نے اپنے خط کا جواب نہ دینے کے سبب ثناء اللہ کو فاسق کہا ہے حال آنکہ مینے اس خط میں یہ لکھا تھا کہ تم بعض مسلمان کے خطوط کا جواب نہیں دیتے اور مسلمان کے خط کا جواب دینا ویسا ہی واجب ہے جیسا کہ اسکے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے رسالہ ادب المفرد میں لکھا ہے۔ اس خیانت و تصرف بے جا میں اس نے کلیہ کو شخصیہ بنالیا اور ایک عام حکم اسلام کو میرے خاص اپنے لئے ایک ذاتی آرڈر ٹھہرا کر مسلمانوں کو میری طرف سے بدظن کیا۔

تیسری خیانت یہ ہے کہ جو مینے اسکی دعوت قبول کرنیکی ممانعت پر تین حدیثیں نقل کی تھیں اُنکو خورد برد کرکے اخیر مضمون میں چیلنج دیا اور اسمیں یہ جتلایا کہ میں نے اسکی دعوت قبول کرنے کی ممانعت پر کوئی دلیل پیش نہیں کی حال آنکہ میں تین احادیث پیش کر چکا تھا۔ اس خط کو پورا نقل کر دیے تو اس سے اسکی خیانت صاف ظاہر ہو۔ اسی قسم کی خیانتیں وہ بہت کر چکا ہے۔ از انجملہ ایک خیانت نقل کیفیت مذاکرہ سیالکوٹ میں ہے۔ دوسری خیانت نقل مذاکرہ لاہور میں۔ تیسری خیانت نقل مذاکرہ دہلی میں جنکا بیان جلد ۲۲ اشاعت السنہ اور ضمیمہ سراج الاخبار جہلم ۱۲ ستمبر ۱۹۱۰ء کے مضمون "وہ بھاگا" میں ہو چکی ہے۔ ان کے اس قسم کے اکاذیب کو سچا بنانے کے لئے اور خیانتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے یہودیوں کی مانند جنہوں نے اپنے مظالم پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ باتیں بنا رکھی تھیں کہ

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۔ لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۔

ہمکو چالیس دن سے زیادہ (جنمیں ہمنے بچھڑے کی پوجا کی تھی) آگ نہ چھوئیگی۔ اور ہمکو امیوں پر ظلم کرنے اور انکے مال مارنے پر کوئی پکڑ نہ ہو

برائے نام ایک انجمن صادقین بنا کر اسکی ممبری و عہدہ سکرٹری اپنے لئے اختیار کر رکھا ہے وہ جب کسی اپنے جھوٹ کو سچ بنانا چاہتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ میں انجمن صادقین کا ممبر اور سکرٹری ہوں۔ میں جھوٹا کیونکر ہو سکتا ہوں۔ بہت لوگوں کو جو اس انجمن کے ممبر نہیں ممبر بنانے کے لئے وہ اس چالاکی اور دھوکہ دہی سے کام لیتا ہے کہ ان سے تین دفعہ کلمہ پڑھوا کر اقرار کراتا ہے کہ ہم جھوٹ نہ بولیں گے۔ پھر یہ کہدیتا ہے کہ تم اب انجمن صادقین کے ممبر ہو گئے گو اسکے فارم پر دستخط نہیں کئے۔

ایک دفعہ اسکا یہ عمل مینے ملتان میں خود دیکھا ہے اور ایک دفعہ روپڑ ضلع انبالہ میں میرے